UNIVERSAL LIBRARY
OU_224633
UNIVERSAL LIBRARY

CHECKED. 1951 ۳۶۵

الحمد للہ والمنت کہ بعون صناع مکین مکان و خلاق زمین و زمان مختصر

نسخۂ چہار گلزار بزبان اردو المسمّی بہ

حدیقۂ بلاغت

یعنی انشاء ہی بندہ فضل الٰہی متعلم جماعت فضیلت کالج علوم مشرقی

لاہور بنظر فائدہ عام خصوصاً بپاس خاطر امیدواران امتحان منشی عالم

بیت العلوم پنجاب بامید قدردانی حضور لامع النور سرپرست طلباء ہر دیار

جناب ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹنر صاحب بہادر

بانی مبانی و رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کالج زبان

فارسی سے اردو مین مختصر ترجمہ مع اضافہ

بعض مسائل ضروری فن عروض

کے ۱۸۷۸ء مین مرتب ہو کر

بحسن اہتمام کارپردازان

مطبع انجمن پنجاب کے ماہ اپریل ۱۸۷۹ء قالب طبع مین آیا

طبع اول ۳۰۰ جلد

۵۳۶۵

CHECKED 1965

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد ایزد متعال و نعت رسول کریم صلعم منتہے الکمال کمترین **فضل الٰہی** منتظم تاریخ علوم مشرقی ولد شیخ **کرم الٰہی** سررشتہ دار پنجاب یونیورسٹی کالج لاہور بخدمت ارباب ذکا ملتمس ہے کہ محکمہ پنجاب یونیورسٹی کالج کی اولوالعزمی اور جناب ڈاکٹر جی ڈبلیو لائٹنر صاحب بہادر رجسٹرار و بانی محکمہ موصوف کی جوہر شناسی و قدردانی سے ہر ایک کو دم بدم یہہ تقویت حاصل ہوئی کہ اپنے اپنے کمالات کو بامید قدردانی پیش کر کے اپنی مراد کو پہونچتے ہین۔ ہرچند بندہ اس قابل نہین کہ اپنے آپکو زمرہ مصنفین یا مولفین مین شمار کرے لیکن بوجہ نسبت تلمذی ۱۸۷۱ء مین نسخہ چہار گلزار فارسی کو واسطہ فائدہ امیدواران امتحان اوسط فارسی یعنے منشی عالم کے زبان اردو مین مختصر ترجمہ کیا اور بیان عروض مین محض پابند اصل کتاب کا نہین رہا بلکہ اور رسالجات سے بہی افادہ کر کے اس مختصر کو **حدیقہ بلاغت** کے نام سے موسوم کیا۔ اہل ہنر سے امید ہے کہ اگر کہین سہو و خطا پر نظر پڑے تو بقلم اصلاح عیب پوشی فرماوین

اس کتاب مین چار گلزار ہین جنمین سے پہلی گلزار مین ۵ گل ہین

پہلے گل کا بیان

اسمین حروف تہجی کے اسمار کی تقسیم اور زبان پارسی کا بیان ہے

حروف تہجی کے تین قسم ہین۔ مسروری جو دو حرف سے لکہے جاوین جیسا کہ با تا ثا جا حا خا را زا طا ظا فا ہا یا۔ ملفوظی جو تین حرف سے لکہے جاوین اور اوسکا آخر قسم اول سے ہو۔ جیسا کہ الف جیم دال ذال سین شین صاد ضاد عین غین قاف کاف لام۔ مکتوبی یہہ بہی تین حروف سے لکہے جاتی ہین الا اوسکا آخر

قسم اول سے ہوتا ہے - جیسا میم نون واو اس قسم کو ملفوظی مستوی
بھی کہتے ہین - ان ہر سہ اقسام کے جمع کرنے سے اٹھائیس حروف ہوتے ہین جنمین
سے ثا حا صاد ضاد طا ظا عین قاف کا استعمال خاص عربی مین ہوتا ہے باقی
حروف عربی و فارسی مین مشترک ہین پ چ ژ گ کا استعمال خاص فارسی مین ہوتا ہے
انمین سے منقوطہ حروف کو معجمہ اور غیر منقوطہ کو مہملہ کہتے ہین الا با تا ثا یا کو موحدہ
و مثناۃ فوقانیہ و مثلثہ و مثناۃ تحتانیہ کہتے ہین - متاخرین کے نزدیک متحرک الف
کا نام ہمزہ ہے اور متقدمین کے نزدیک امزہ کیونکہ ہر ایک حرف کے نام کے پہلے جزو
اوسکا مسمے ہونا چاہیئے اور الف ساکن حروف ہجی مین لاسے ہونے کے بعد لام
بوجہ اتحاد قلبی مرکب ہے جسکو لام الف پڑھتے ہین - عربی مین ہمزہ کی کوئی صورت
مقرر نہین فارسی مین کبھی یای وحدت کی جگہ اور کبھی جس لفظ کے آخر ہای مختفی
ہو اوسکے آخر بغیر اضافت سے آتا ہے جسکا بیان بالتفصیل تیسری و چوتھی
گل مین کیا جاویگا -

دوسری گل کا بیان

اسمین حرکات و سکنات اور اقسام افعال کے اسما کا بیان ہے

کلمہ حروف ہجا سے بنتا ہے اور کلمون سے عبارت چونکہ کلمون کی ترکیب مین حرکات
و سکنات کی ضرورت پڑتی ہے اسلیئے اونکے بیان کی بھی ضرورت پڑی - عربی مین حرکات
فتح کسر ضم (یعنے حرکات ثلثہ) سکون وقف تنوین مد - تشدید - غنہ ہین
اور انکے مدخول کو مفتوح - مکسور - مضموم - ساکن - مشدد - موقوف - منون ممدود
غنہ کہتے ہین - جیسا کہ گرد - مہر - نوش - گرم - مستور - گشت - طوطا - آمدن جنون
حرف موقوف ہمیشہ بعد حرف ساکن کے آتا ہے اور اوسپر کوئی حرکت نہین پڑھی جاتی
منون وہ لفظ ہے جسکے آخر نون ساکن غیر مکتوب پڑھا جاوے ممدود وہ الف

ہے جو لمبا پڑہا جاوے۔ غنہ وہ نون ہے جو حروف علت (یعنے واؤ الف یا) کے بعد واقع
ہو اور زبان سے نہ پڑہا جاوے بلکہ ناک سے نکلے۔

کلمہ مستقل اپنے معنو پر دلالت کریگا۔ یا نہ اسکو حرف کہتے ہین پہلی قسم ہین یا زمانہ ہوگا
جسکو فعل کہتے ہین یا نہ جسکو اسم کہتے ہین۔ روابط کا کام شل ﻋ و غیرہ بہی قسم حروف
سے ہین۔ ... مصدر دو قسم ہے۔ مفرد یعنے جسکے آخر مین دن یا تن ہو اور
سب فعل ... مشتق ہوتے ہین۔ جامد یعنے جو کسی مصدر سے ملکر مصدر ہی معنے
پیدا کرے ... کوئی فعل نہین نکلتا۔ فعل دو قسم پر ہے لازمی یعنے وہ
فعل کہ فاعل ... مثلاً خفتن متعدی یعنے وہ فعل کہ مفعول تک ختم ہو
جیسا ... فعل خواہ لازمی ہو یا متعدی باعتبار فاعل کے دو قسم پر ہے
معروف جسکا فاعل معلوم ہو مجہول جسکا فاعل معلوم نہو فارسی مین ماضی کے پنج قسم
ہین۔ مطلق۔ بعید۔ قریب۔ استمراری۔ مشکوک۔ حال و استقبال کا کوئی
قسم نہین۔ ہر ایک فعل کے چہہ صیغے ہوتے ہین (واحد و جمع) غایب (واحد و جمع) حاضر
(واحد و جمع) متکلم پارسی مین تثنیہ کا کوئی صیغہ نہین جو صیغہ ایک سے زیادہ کے واسطے
ہو اوسپر جمع کا اطلاق ہوتا ہے اور مذکر و مونث کے بھی فارسی مین تمیز نہین مصدر
کے آخر سے نون گرائی اور دن گراکر اوسکے آخر نون (آن و دال) ا د ر۔ (ی) معروف
اور (ی م) موقوف اور میم ساکن۔ اور (ای تم) علیحدہ علیحدہ لگانے سے ہر چہہ
صیغجات مذکور ماضی مطلق کے حاصل ہوتے ہین۔ ماضی قریب کیواسطے ماضی مطلق
کے آخر ہای مختفی مع ہست ایزاد کرتے ہین۔ جیسا گفتہ ہست اور صیغہ واحد حاضر
ہاے مختفی پر ہمزہ لگاتے ہین۔ اور ماضی مطلق کے اول می لگانے سے ماضی استمراری
بنتی ہے۔ ماضی مطلق کے آخر ہاے مختفی مع باشد ملانے سے ماضی شکی پیدا
ہوتی ہے لفظ خواہد ماضی مطلق پر بڑہانے سے مستقبل ہوجاتا ہے۔

مضارع حال و استقبال دونون کو شامل ہے صیغجات مضارع پر می بڑہانے سے
خاص معنے حال کے پیدا ہوتے ہین - امر کے دو قسم ہین مجرد جو تنہا سوا کسی اور لفظ
کے مستعمل ہو جیسا کن - اِسکے آخر جمع حاضر کے ضمیر لگانے سے صیغہ جمع حاصل ہوتا
ہے مدامی جو لفظ می سے ملکر مستعمل ہوتا ہے جمع اِسکی بسبب اشتراک صیغہ حال نہین
آتی صیغہ واحد اور جمع امر مجرد پر میم مفتوحہ لگانے سے صیغہ نہی حاصل ہوتا ہے - ماضی
مطلق کے آخر ہای مختفی لگانے سے اسم مفعول بنتا ہے جیسا گفتہ اور مارا کو گئے
بدلکر معہ الف و نون جمع کا او سکے آخر بڑہانے سے صیغہ جمع بنتا ہے جیسا گذشتہ و
گذشتگان نین اور کبھی فقط مار کے آخر الف زیادہ کرتے ہین جیسا گذشتہا ر ہین -
علامت نفی کی نون مفتوحہ ہے جیسا نکرد و نکردہ وغیرہ - اثبات وہ ہے جسمین
نون نفی نہو - صیغہ حال پارسی مین مستعمل ہوتا ہے عربی مین نہین - مضارع بالاتفاق
مشترک معنے حال و استقبال کو ہے - کسیکو حکم کرنیکو امر کہتے ہین کسیکو کام سے
شہا نے سو نفی کہتے ہین -

تیسرے گُل کا بیان

اسمین حروف مفردہ و مرکبہ کے اقسام اور حروف کے تغیر و تبدل کا بیان ہے الف
بارہ قسم ہے جنمین سے تین اقسام ابتداء الفاظ مین آتے ہین ممدودہ وہ جو پڑہنے مین
دراز ہو دراصل یہہ دو الف ہوتے ہین پہلا متحرک دوم ساکن - جب بائے زائد یا
نون نفی - یا میم نہی - ماضی - مضارع - امر نہی پر داخل ہوتے ہین تو الف متحرک ہمیشہ
یا سے بدلجاتا ہے - مقصورہ وہ جو پڑہنے مین دراز نہو جیسا افگندن اور یہہ
بھی ہمیشہ وقت دخول بائے زائد یا نون نفی یا میم نہی یا سے بدلجاتا ہے جیسا
بیفگندن - الف متحرک کبھی کبھی دال مہملہ متحرکہ سے بدل جاتا ہے جیسا بدان
و بدین مین - اور کبھی جب ابتداء مین ہو یا سے بدلتا ہے جیسا یکدشش ...

ممدودہ مقصور بہی پڑہا جاتا ہے مثلاً آچار کا اچار ۔ الف وصل وہ جو قبل کلمہ دو حرفی کے مفتوح واقع ہو اور مابعد اوسکا اپنے حال پہ رہے ۔ جیسا برہ وابرہ اور بلی و ابلی ہین اور جب ثلاثی یا رباعی یا خماسی کلمہ پہ داخل ہو تو حرکت مابعد اوسکے کی نقل ہوکر اوسپر آجا دیگی جیسا اُشتر وإشکم وغیرہ ہین ۔

اور تین اقسام وسط الفاظ مین آتے ہین ۔ الف رابطہ یعنی وہ جو ایک قسم کے دو فعلون یا دو اسمون مین داخل ہوکر معنے با کے پیدا کرے جیسے دمادم وردوارو وغیرہ ۔ الف دعا و تمنا جیسا شواد مین ۔ الف عطف یہہ بہی مثل رابطہ کی ہے الا فرق یہہ ہے کہ الف عطف مختلف اقسام کے فعل یا دو اسم مین واقع ہوتا ہے اور واو عطف کا فایدہ دیتا ہے جیسا شبا روز اور تگاپو ۔ اور چہہ اقسام اخیر الفاظ مین واقع ہوتے ہین ۔ الف ندا وہ جو منادا کے بعد واقع ہوتا ہے جیسا دلا وجانا مین ۔ الف تحسین کلام وہ جو بے معنے فقط حسن کلام کیواسطے آوے مثلاً ع دلدار گفتا کیستی گفتم دعاگوئی شما ۔ الف مدصوت وہ جو درازی صوت سے پڑہا جاوے اور معنے درد وغمناکی کے پیدا کرے جیسا ع دریغا اے فلک با من چہ کردی ۔ الف فاعلیت وہ جو معنے فاعل کے پیدا کرے جیسا گویا مین ۔ الف مبالغہ جو معنے زیادتی کے پیدا کرے جیسا خوشا وبسا مین الف مصدر جیسا فراخا وژرفا مین **بای موحدہ تازی** یہہ کبہی فارسی پ بدلتی ہے جیسا تب وتپ اور کبہی واو سے جیسا خواد وخواب مین ۔ اِسکے تیرہ اقسام ہین جنمین سے گیارہ ابتدائے کلمہ مین آتے ہین بای زاید جو بلا معنے الفاظ پر داخل ہو ۔ یہہ چار قسم پہ ہے ۔ اوّل وہ جو افعال ومصادر پہ داخل ہو اگر ابتدائے افعال ومصادر کا مفتوح یا مکسور ہو تو یہہ مکسور ہوگی اور اگر مضموم ہو تو مضموم ۔ دوم وہ جو اوس اسم پہ مفتوحہ داخل ہو جسکے بعد بد یا در ہو جیسا ع بدر یادر منافع بے شمار ہست ۔ سیوم وہ جو تائی انتہا سے کے بعد اسم یا فعل کے اوّل با لفتح

داخل ہو جیسا از مشرق تا بمغرب - چہارم وہ جو بجز و بجہت پر داخل ہے -
بائی ظرف وہ جو بمعنے در ہوتی ہے جیسا بخانہ او رفتم -
بائی علویت جو بمعنے بر آتی ہے جیسا - بروے او نگاہ کردم - بائی مصاحبت وہ
جو فایدہ معنے ہمراہی کے دیتی ہے - چنانچہ بفلان رفتم - - بائی قسمیہ جو معنے سوگند
مین آتی ہے جیسا کہ برب تو - بائی علت جو معنے براے کا فایدہ دیتی ہے جیسا
بخاطر شما آمدم - بائی تشبیہہ وہ جو مشبہ کے بعد مشبہ بہ پہ واقع ہو اور اوسسے
فایدہ حروف تشبیہہ کا حاصل ہو جیسا ع آتش بسنان دیو بندت ماند -
بائی الصاق جو بمعنے از آتی ہے چنانچہ ع گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم - بائی
استعانت جو بمعنے مدد آتی ہے یہہ نظم مین کم اور نثر مین اکثر مستعمل ہے - چنانچہ
برب العباد موقع دعا مین اور سر فلان بہ تیغ بریدہ - بائی قرابت جس سے معنے
نزدیکی کے نکلتے ہین ع کمر بستہ بہ یعقوبش فرستاد - بائی مفعول جیسا زید
تیغ بخشید - اور دو قسم . وسط کلمات مین آتے ہین - بائی انتہائیہ وہ جو بمعنے
تا مختلف قسم کے دو اسمون مین آتی ہے مثلاً ع ز مشرق بمغرب مہ و آفتاب
بائی رابطہ وہ جو ایک قسم کے دو اسمون مین آتی ہے - چنانچہ دست بدست - تای
مثناۃ فوقانیہ اسکے چار اقسام ہین جنمین سے ایک اول کلمات مین آتا ہے -
تائے خطاب وہ جو ابتدا مین خطاب واحد حاضر کے لئے معلوم پڑھی جاتی ہے اور
چونکہ کوئی لفظ دو حرف سے کم نہین ہوتا اسلئے اسکے ساتھہ واو معدولہ ملاکر تو پڑھتے
ہین - لیکن جب اسکے مفعول یا اضافی یا است مثبت فعل مضارع او ملتا ہے
تو واو معدولہ گر جاتی ہے - اور تین اقسام آخر کلمات مین آتے ہین ... تائے
خطاب وہ جو بمعنے تو آخر اسما و افعال مین آتی ہے مثلاً رویت تائی مفعول
یعنی بمعنے ترا مثلاً شاہ اسپت بخشید - بمعنے خود مثلاً عمر این کتاب بپیرت را بدہ

گا ہے یہہ دال مہملہ سے بہی بدلتی ہے مثلاً تود وتوو وغیرہ مین ۔

تامی مثلثہ مخصوص بعربی ہے جیم تازی **گاہے** یہہ تای مثناۃ زای پارسی وغین معجمہ

شین معجمہ کاف پارسی سے بدل جایا کرتی ہے ۔ مثلاً تارات وکژ ۔ وژزہ وکاشغ

آخشیگ کر دراصل تاراج وکج وژجہ وکلج وآخشیج تہا

جیم پارسی یہہ جب ابتدا مین مکسور واقع ہو تو اوسکے آخر ہای مختفی لگاتے ہین اور وہ

آٹہہ قسم پر ہے ۔ استفہام مثلاً چہ میکنی ۔ استفہام نفی مثلاً فلان چہ میداند ۔

مساوات مثلاً ہمہ اشخاص عدنی اند چہ شاہ وچہ گدا ۔ تحقیر مثلاً فلان چہ قابل ست

تعظیم مثلاً عمر چہ بہادر است ۔ تحسر یعنے درد جو موقع افسوس مین آتی ہے جیسا دریغا

ایفلان با من چہ کردی ۔ نہی مثلاً چہ غوغا میکنی ۔ ۔ مبالغہ مثلاً چہ خوش وقتی است اور

جب وہ ابتدا مین مضموم واقع ہو تو واو معدولہ اوسکے آخر بڑہاتے ہین جس سے

معنے ادات شرط یا تشبیہ کا حاصل ہوتا ہے ۔ کبہی اوسکے آخر نون غنہ لگاتے ہین مثلاً چون

اور کبہی واو حذف کرکے لفظ نان یا ین پیوند کرتے ہین ۔ اور کبہی ان سب کے

اول لفظ ہم فصاحت کیواسطے آتا ہے ۔ اور کبہی جہان کے بعد واسطے تمثیل کے

واسطے لفظ چہ زیادہ کرتے ہین جس سے فائدہ معنے غیر معین شی کا ہوتا ہے اور کبہی

اسکے بعد بہی لفظ این وآن بڑہا کر الف حذف کرکے چندین وچندان پڑہتے

ہین ۔ اور کبہی چہ کے اول افادہ معنے فاعلیت کے لئے لفظ ہر اور زیادہ کرتے ہین

اور کبہی اثبات فعل موضوع کے لئے ہاے مختفی آخر چہ سے حذف کرکے لفظ است

ملا کر اور الف کو یا سے بدلکر چیست پڑہتے ہین ۔ کبہی یہہ شین معجمہ یا جیم تازی

سے بدل جاتی ہے مثلاً کاشی وبزرجمہر کہ دراصل کاچی وبزرچمہر تہا ۔ **حاے حطی** مخصوص

بعربی ہے **خاے معجمہ** یہہ جب ابتدا مین ہو تو کبہی ہاے ہوز سے بدلجاتی ہے جیسا

ہاک وخاک ۔ اور جب آخر مین ہو تو گاہے غین معجمہ سے بدلتی ہے جیسے شیخ وشیغ

اور جب وسط مصادر مین آوے تو صیغہاے مضارع و امر و نہی مین ذال معجمہ سے بدلتی ہے
جیسا سازد وغیرہ ۲ دال مہملہ یہہ صیغہ حال و مضارع کے آخر ساکن واقع ہوتی ہے کبھی
یہہ تاے مثناۃ فوقانیہ سے بدلتی ہے ۔ مثلاً زلو وزات اور کبھی ذال معجمہ سے مثلاً آذر آدر
ذال معجمہ اگر ماقبل اسکے کوئی حرف علت ساکن نہو تو اوسکو ذال پڑھتے ہین ورنہ
دال ۳ ہاے مہملہ یہہ اکثر ہر حالت مین ل سے بدلا کرتی ہے مثلاً لوخ والوند و جنال
زاے معجمہ یہہ بعض وقت جیم تازی یا سین مہملہ یا غین معجمہ سے بدلا کرتی ہے جیسا
چوجہ و ایاس و گریغ سین مہملہ یہہ اکثر صیغہ مضارع و امر و حال و نہی مین ہاے ہوز
یا واو یا نون یا ی سے بدلتا ہے مثلاً کاہد و جوید و بندد و بیارابد اور کبھی
جب وسط کلمات مین واقع ہو تو شین معجمہ سے بدلتا ہے جیسا فرستو فرشتہ
اور کبھی جب آخر مین ہو تو جیم پارسی سے بدلتا ہے مثلاً خروس و خروچ شین معجمہ
یہہ اکثر صیغہاے مذکورہ مین ہاے مہملہ سے بدلتا ہے مثلاً گذرد وغیرہ اور آخر اسماء مین جیم
تازی سے بدلتا ہے مثلاً کاش و کاج ۔ اور یہہ تین قسم ہے ضمیر اضافت اور یہہ
دو قسم ہے متصل از مضاف اسوقت مین اپنے ماقبل کا مضاف الیہ ہوتا ہے مثلاً
دستش منفصل از مضاف اسحالت مین اسکا مضاف اسکے مابعد کا اگلا لفظ ہوتا
ہے ۔ مثلاً ع ناچار خوشش بود درمیان ۔ ضمیر مفعول مثلاً شاہ اسپش بخشید
تیسرے مصدر جو صیغہ امر کے بعد آتا ہے مثلاً نگارش ص ض ط ظ ع ۔ مہملہ
مخصوص بعربی مین الا شاذ و نادر قلیل الاستعمال ہین مثلاً طلبیدن و رقصیدن
مگر یہہ بھی اکثر تا و سین سے بدلے ہوئے ہین مثلاً تپیدن و شست ۔ غین معجمہ
یہہ کاف پارسی اور قاف سے بدلتا ہے مثلاً گلولہ و ایاق ۔ اور کبھی آخر مین زائد
ہوتا ہے ۔ مثلاً کیانغ ۔ فا یہہ صیغہاے مضارع و حال و امر و نہی مین ب تازی
سے بدلتی ہے مثلاً یابد وغیرہ مین اور کبھی واو سے مثلاً ... اور کبھی پ پارسی

بہی بدلتی ہے مثلاً پیل - **قاف** یہہ مخصوص بعربی ہے اگر کہین مستعمل ہے
تو اوسکا اصل غ معجمہ یا کاف پارسی ہوگا - **کاف تازی** یہہ نو اقسام پر ہے
جن مین سے چہہ اقسام اول کلمات مین جبکہ ابتداء مین مکسور واقع ہو آتی ہین
اسحالت مین اِسکے آخر ہاے مختفی زیادہ کرتے ہین - بیان مثلاً زید کہ عمر درازده
بہا درست - علت مثلاً عمر رازدم کہ مفسد بود - استفہام یعنے کدامیہ مثلاً از عمر
و زید کہ بہا درست - استفہام نفی مثلا ای پدر کوتاہ خردمند بہ کہ نادان بلند
مبالغہ یہہ واسطے صفت یا ہجو کے آتا ہے اور معنے بلکہ کے پیدا کرتا ہے مثلاً - مفاجات
مثلاً ع اگر مرغ کبابست کہ با بال و پر آید - اِسکے بعد جب است آتا ہے تو بسقوط
ہای مختفی الف آکوہی سے بدلکر کیست پڑہا جاتا ہے - اور ایسا ہے جب آخر لفظ ر
آوے تو ہای مختفی حذف کیجاتی ہے - اور آخر مین جب آوے تو تین قسم ہے تصغیر
مثلا دخترک - ترحم مثلا پسرک - زائد یہہ اوس کلمہ کے بعد آتا ہے جسکے آخر واو
مثلا زنوک لام - یہہ خصوصاً رمہملہ سے بدلتا ہے میم یہہ جب اول امر کے آوے
تو معنے نہی کے دیتی ہے - اور جب آخر اسماء مین آوے تو پنج قسم پر ہوگی - ضمیر متکلم
جو صیغجات متکلم از منہ ثلاثہ کے بعد آتی ہے - اضافت بمعنے من یہہ اپنے ماقبل کے
مضاف الیہ ہوتی ہے مثلا دستم بگیر منفصل از مضاف اسوقت یہہ اپنے مابعد کے
اگلے لفظ کے مضاف الیہ ہوتی ہے مثلا ع خط عفوم بران حرف خطا کش مفعول
بمعنے مرا جیسا بر کار خیرم بدا - تعین تعداد یا فاعلیت یہہ بعد اسماء اعداد کے آتی ہے
اور ماقبل کو مفہوم کرتی ہے مثلا یکم - اثبات فعل یہہ اسم کے بعد بمعنے ہستم آتی ہے
مثلا بیمارم - **نون معجمہ** جب اول الفاظ مین مفتوحہ آوے تو معنے نفی کے پیدا
کرتا ہے اور ہاے مختفی - یا ی یا الف اوسکے آخر زیادہ کرتے ہین اور جب است
اوسکے آخر لگاتے ہین تو بسقوط ہاے مختفی الف آکوہی سے بدلکر نیست بکسر نون

پڑھتے ہین کیونکہ ہی کا ماقبل مکسور ہوتا ہے۔ جب یہہ ابتدا مین نفی کے واسطے
واقع ہو تو تین قسم پر ہوگا متصل مثلا نکرو۔ منفصل مثلا نہ گردن کشا نہ آرام۔ نفی
اثبات مثلا اسے بہیا ترا بار بار منع نکردم کراین کار مکن۔ اور جب آخر الفاظ مین آوے
تو دو قسم پر ہوگا اول غنہ جو بعد حروف علت کے آتا ہے لیکن کلمہ کے درمیان یہہ فقط
الف کے بعد آتا ہے مثلا چنان وچون وچنین نشاند۔ مشدد یہہ دال مہملہ یا تے
مثناۃ فوقانیہ مفتوحہ کے بعد آتا ہے مثلا آمدن ورفتن۔ واو۔ یہہ بار تازی سے
بدلتی ہے مثلا بنشت۔ اور یہہ سات قسم ہے معروف مثلا مشہور مجہول مثلا
گوش قدما اکثر اسکو معروف پڑھتے ہین۔ عطف یہہ دو اسم یا دو فعل مین واقع
ہوتی ہے مثلا کتاب وکاغذ اور رفت وگفت۔ معدولہ یہہ بعد تا و دال وجیم
پارسی کے آتی ہے مثلا تو و دو وچو۔ تصغیر جو آخر اسماء مین بمعنے جزویت آتی
ہے مثلا ع برمن نظرے مینکند اے پسرو۔ اشمام ضمہ یہہ الف کے اول خا معجمہ
کے بعد آتی ہے مثلا خواہد۔ زائد مثلا ع دیا بارہ رستم جنگجو۔ ہای ہوز
یہہ دو قسم ہے اول ملفوظی جیسے شاہ مین دوم مختفی جیسے نامہ مین۔ اور یہہ
چہہ قسم ہے۔ لیاقت مثلا شاہانہ نسبت جیسے شاہنامہ۔ اسمیت یہہ آخر
اسماء مین بے معنی آتی ہے اور جزو کلمہ کی ہوتی ہے مثلا لالہ۔ فعلیت یہہ آخر افعال مین بے
معنی آتی ہے اور جزو کلمہ کی ہوتی ہے جیسے خندہ۔ مفعول جو آخر ماضی مطلق
کے آتی ہے جیسے آمدہ۔ فاعلیت مثلا گوئندہ۔ جب یہہ ذی روح اسماء کے
آخر آوے تو اوسکے الف ونون سے جمع کرنیکے وقت یہہ گ فارسی سے بدل
جاتی ہے مثلا بندگان مین۔ اور غیر ذی روح کی آخر سے اوسکے ہا والف
جمع کرنیکے وقت ساقط ہو جاتی ہے۔ مثلا جامہا اور اگر الف وتے سے جمع
کرینگے تو جیم تازی سے بدل جاویگی مثلا امہات۔ کبھی یہہ تحسین کلام کیواسطے

ہی آتی ہے جیسے ع بلند اخترت عالم افروختہ لاجسکو لام والف
پڑھا جاتا ہے عربی مین یہہ واسطے نفی کے آتا ہے مثلا لاتقرب ہمزہ عربی
مین اسکی کوئی صورت مقرر نہین پارسی مین یہہ ہمیشہ علیحدہ لکہا جاتا ہے اور جس
کلمہ کے آخر ہاے مختفی ہو اوسپر یہہ بحالت اضافت واقع ہوتا ہے اور اوسکے تیرہ
قسم ہین بیانی مثلا خندۂ معشوق موصوفی مثلا جامۂ زرّین تشبیہی مثلا جامۂ رضا
اور کبھی کبھی ساتہہ تغیر یائی وحدت یائے اثبات - یائی مصدر کے آتا ہے مثلا انبہ
بدرخت بنیست اور دیوانۂ اور بندۂ کر در بندگی مقبولست - اور جن الفاظ کے آخر
ئی معروف ہو اسیطرح جیسا کہ بیان ہوا بتغیر اضافت آتا ہے یای مثناۂ
تحتانیہ اسکے انیس اقسام ہین - معروف مثلا اکبر مجہول مثلا بیش وحدت
مثلا امیرے - نسبت مثلا ملان پارسی ہست - مصدریہہ اکثر اسم فاعل ترکیبی
کے بعد آتی ہے مثلا دلجوئی - خطاب مثلا آمدی تنکیر مثلا کسی - فاعلیت مثلا
جبتی مضمر یہہ بمعنے آن آتی ہے اور ہمیشہ اسکے بعد کاف تغیر آتا ہے مثلا
ستایش مرد اوریرا کہ تعریفش محالست - تعظیم مثلا ملان مرویست - لیاقت یہہ بعد
مصدر کے آتی ہے مثلا این کار کردنی ہست - متکلم مثلا مشفقی و مکرمی استمرار
یہہ بعد ماضی مطلق کے آتی ہے اور مجہول پڑہی جاتی ہے مثلا کردمے زاید
مثلا ع خدائیرا است مسلم بزرگی والطاف - فاعلیت یہہ جس اسم کے آخر
ہاے مختفی ہو اوسکے بعد آتی ہے اور ہای مختفی گ پارسی سے بدلجاتی ہے
مثلا بندہ و بندگی صفتیہ یہہ اکثر صفت کی بعد آتی ہے مثلا رستی متکلم مع الغیر یہہ میم
متکلم کے پہلے واقع ہوتی ہے مثلا کردیم اضافت یہہ جن الفاظ کے آخر الف یا واو
ساکن ہو انکے بعد آتی ہے مثلا وفائے دوست دکوئے یار ندا مثلا الہی -
بحث حروف مرکبہ تا یہہ بمعنے منتہا آتا ہے مثلا عمرو با زید نیست تا

یہہ پنج معنو نکے واسطے آتا ہے انتہا یعنے از الف تا یا - ابتدا یعنے مثلاً تا حشر تو در سینہ مکان گرفت - زنہار یہ یعنے آگاہی مثلاً ز صاحب غرض تا سخن نشنوی علت مثلاً بیا تا درین شیوہ چالش کنیم - دعائیہ مثلاً پروردگار تا کہ ترا مثل یا نظیر خا یہہ خایندن سے امر ہے - را یہہ پنج قسم پر ہے - یعنے مفعول جبکہ بعد اسم یا ضمیر واحد متکلم کے واقع ہو مثلاً فلان را و مرا - یعنے علت جبکہ کلمہ کہ یا چہ کے بعد واقع ہو مثلاً کرا و چرا یعنے برائے مثلاً اے زید خدا را بہ بخش استعمال بتغیر اضافت مثلاً آنزار و سے در مصاحب بود - یعنے روی آن - یعنے استعلا مگر شاذ ہے مثلاً میکند بر پا قیامت ہر صدائے پا مرا یعنے بر من - زا یہہ امر ہے زایدن سے - لیکن جب اسم کے بعد واقع ہوتا ہے تو مفعول کے معنے پیدا کرتا ہے - مثلاً ہندوستان زا - سین معرب چین ہے - شین مرخم نشین ہے - صاد نام سورۃ - ضاد جمع ضدع بمعانی چشمہ و آنکھ و گٹہا و انگور و اشرفی و آفتاب و مال ظاہر سے و نگاہ بان و جاسوس و پسندیدہ و شخص و نقش مستعمل ہے - فا مترادف یا ہے - قاف ایک پہاڑ ہے جسکا طول مشرق سے مغرب تک ہے - کاف کافتن کا امر ہے - نون مخفف کنون - ما علامت جمع یا تردید کے واسطے ہے

چوتھا گل

اسمین اضافت کی تقسیم اور قاعدہ مجہول بہ قلب کا بیان ہے

قاعدہ مجہول بہ قلب - جبکہ مضاف الیہ صفت اور مضاف موصوف ہو اور مضاف الیہ مضاف پر مقدم ہو تو اضافت دونو پر نہین پڑھی جاویگی مثلاً عالم پناہ - **اضافت** چار قسم ہے - **بیانی** یعنے مضاف الیہ مضاف کا بیان ہو اور یہہ سات قسم ہے - متکلم مثلاً پسر من - متکلم مع الغیر مثلاً سلام ما - مخاطب مثلاً پدر تو - مشار الیہ مثلاً پدر او - استفہام یعنے مضاف الیہ کوئی اسم یا فعل ہو

سوال آوے جیسے وقت خوردن است - تخصیصی مثلا درخت انار - در بیان قانون اضافت یعنے اول لفظ کو دوسرے کی طرف نسبت کرنے سے مخاطب کو فایدہ تام حاصل ہو مثلا اسپ زید - جب مضاف الیہ یا صفت یا مشبہ کے بعد مضاف یا موصوف یا مشبہ بہ آوے تو ہر دو موقوف پڑہے جاتے ہین - اگر مضاف بہت ہون تو اضافت فقط اخیر مضاف پر کافی ہے اگر مضاف و مضاف الیہ مین کوئی حقیقی ملاصقت ہو تو اوسکو اضافت حقیقی کہتے ہین مثلا خانۂ زید اور اگر صرف اعتباری ملابست ہو تو اوسکو اضافت مجازی کہتے ہین مثلا سر ہوش اگر مضاف کے آخر ہای مختفی ہو تو اوسپر ہمزہ لکہتے ہین **توصیفی** یہہ بہی سات قسم ہے - مجرد مثلا سخن درشت - نفی یعنے مضاف الیہ اسم فاعل منفی بے یا نا سے ہو مثلا مردم بے ہنر اور مصاحب نادان - بیان حال یعنے مضاف مرکب ہو موصوف وصفت سے اور صفت مقدم ہو موصوف پر مثلا یار شیرین گفتار - ترکیبی یعنے مضاف الیہ اسم فاعل ترکیبی ہو - خواہ وہ مرکب اسم و امر ہو یا اسم اور اون کلمات سے کہ جنسے معنے فاعلیت حاصل ہوتے ہین اور وہ مند و ور - گر - گین - ناک - گار ہین مثلا معشوق دلجو و پسر سعادتمند وغیرہ تشبیہی یعنے اسم فاعل ترکیبی تشبیہی واقع ہو مثلا یار گلعذار - نفی ترکیبی یعنے مضاف الیہ اسم فاعل مرکب مع کلمہ نا واقع ہو - مثلا پسر ناسعادتمند - موصوفی صفات یعنے موصوف یا مضاف کے بعد دو یا کئی صفتین ہون اسمین پہلی ہی صفت پر کسرہ کافی ہوتی ہے مثلا صاحب مشفق مہربان والا جاہ **تشبیہی** یعنے مشبہ بہ کے بعد مشبہ واقع ہو اور مشبہ بہ پر کسرہ پڑہی جاوے مثلا بحر علم **استعارہ** یعنے مستعار الیہ کے مستعار منہ اوسے اور مستعار الیہ پر کسرہ پڑہی جاوے اور اسی کسرہ کو اضافت استعارہ کہتے ہین مثلا کمان ابرو جان -

پانچوان گل

اِسمین اماله وترخیم اور اسمار وغیره کے قواعد متفرق کا بیان ہے

اماله حروف علت کے تبدیل کو کہتے ہین - **ترخیم** کسی حرف کا گرانا اول یا آخر کلمہ سے ضرورت شعری یا قافیہ کی واسطے - مثلاً شعر تقارب نگہدار بالا و شیب خداوند دیوان روز حسیب - شیب مین ترخیم اور حسیب مین اماله ہے که اصل مین نشیب اور حساب تہا - **قواعد متفرق** - کل اسم پارسی مین آٹھ ہین اسم ذات جسکا جسم ہو - مثلاً خشم - اسم صفت یعنے جسم مع روح مثلاً حیوان و دواب وغیره اسمای اعداد مثلاً ایک سے ہزار تک اور دن رات و ماه و سال اسم جمع یعنے وه اسما که واحد اور جمع دونو نکا حکم رکہتے ہین مثلاً مردم و فوج و عالم - اسم جنس یعنے وه اسم که قلیل و کثیر پر اوسکا اطلاق ہو سکے اور متحرک بالاراده ہو مثلاً قلم و کاغذ اسم ظرف یعنے برتنو نکے نام اور مجاز یعنے جو صلہ بہی آتا ہے اور یہہ چہہ قسم ہے - اوسکے آخر دان آتا ہے مثلاً قلمدان - یا کده مثلاً میکده یا ستان مثلاً گلستان - یا زار مثلاً گلزار یا گاه مثلاً خوابگاه یا خانه مثلاً فیلخانه اسم مصدر یہہ دو قسم کا ہے اصلی مثلاً آمدن - ترکیبی یہہ ماضی اور لفظ آر یا امر اور ش سے مرکب ہوتا ہے مثلاً گفتار اور دانش اور قسم دوم کو حاصل بالمصدر کہتے ہین اسم فاعل یہہ بہی دو قسم ہے اصلی یہہ مشتق مصدر سے ہوتا ہے مثلاً کننده - ترکیبی یہہ اسم و امر یا اسم و گار یا اسم و گر یا اسم و مند یا اسم اور ور یا اسم و گین یا اسم و ناک یا اسم و بان سے مرکب ہوتا ہے مثلاً دستگیر و خدمتگار و ستمگر و دولتمند و تاجور و خشمگین و خشمناک و فیلبان لفظ ور کے واو کبہی ساکن بہی پڑہتے ہین مثلاً مزدور ایجاز یعنے حذف کرنا جزو کلمہ کا ضرورت شعری یا فصاحت کے واسطے مثلاً ماه کا مه

گلزار دوسرا اسمین دو گل ہین

کلام خواہ نظم ہو یا نثر۔ حسن ذاتی ہوگی یا حسن صفاتی۔ حسن ذاتی وہ جو امداد غیبی سے تعلق رکھے اور حسن صفاتی وہ کہ علم سے تعلق رکھے

پہلا گل

اسمین صنایع لفظی کا بیان ہے۔ **صنایع لفظی** یہہ سولہ اقسام پر ہین **تجنیس تام** یعنی ایک فقرہ یا شعر مین دو لفظ جو کہ عدد کتابت اور پڑہنے مین متفق اور معنی مین مختلف ہون آوین اور یہہ دو قسم ہے۔ منفصل مثلا **شعر** اگر یکسر موے برتر ہرم فیض بخلے ہو زو پریم۔ متصل مثلا ع۔ مار ابر کنار جوے جوی **تجنیس ناقص** یعنے وہ دو لفظ جو کتابت مین متفق اور تلفظ اور معنے مین مختلف ہون مثلا حسنت و حسنت اور یہہ بھی ہر دو اقسام متصل اور منفصل مین آتا ہے **تجنیس مرکب** یعنے دو الفاظ متجانس مین سے ایک مرکب اور ایک مفرد ہو اور کتابت و تلفظ مین متفق ہون اور معنے مین مختلف مثلا بازار و باز آر **تجنیس زاید** مثلا حال اور محال مین **تجنیس مکرر** یا مزدوج یعنے دو لفظ متجانس مین سے کسی مین ابتدا ایک یا دو حرف مین زاید ہون مثلا گلزار اور زار **تجنیس مطرف** یعنے حروف اخیر متجانسین مختلف ہون مثلا یار اور باد **تجنیس خطی** مثلا تاخت اور باخت **ترصیع** یعنے کسی فقرہ یا شعر مین چند لفظ ایسے ہون کہ ہموزن و متفق الروے ہون مثلا نام کم بخت کبست و بد بخت چیست **شعر** ز شعرم خامہ را شکر زبان کن۔ ز عطرم راعنبر فشان کن۔ **سجع** یہہ تین قسم پہ ہے۔ **متوازی** یعنے دو یا زیادہ لفظ نظم یا نثر مین ایسے ہون کہ وزن اور تعداد حروف اور روی مین متفق ہون مثلا کوی باختہ و اسپ تاختہ۔ **مطرف** یعنے آخر فقرجات مین دو حرف متفق الروے ہوا وین مثلا زید راکرم بسیار ست و ہنر بیشمار **متوازن** یعنی کل شعر یا فقرہ متفق الوزن اور اعداد حروف مین مساوی اور مختلف الروے ہو۔ یہہ صنعت شعرا

مین اکثر آتی ہے اور اوس شعر کو موازنہ کہتے ہین مثلاً شعر شاہ ہے کہ رخش او رافرت
بود دلیل اشتا ہیکہ تیغ او را دولت بود فسان - **مقلوب** یہہ سب سے عمدہ ہے
اور یہہ چار قسم ہے - مقلوب بعض مثل نگاہ و گناہ - مقلوب کل مثل گنج اور جنگ
مقلوب مجنح یہہ بھی مثل مقلوب کل ہے الا فرق یہہ ہے کہ ایک لفظ ایک مصرع مین
آتا ہے اور دوسرا مصرع دوم مین مثلاً شعر رام گردد نگار من با من ؛ بنود ہمہ شش
اگر آن مار - مقلوب مستوی یعنے سیدہا پڑہنے اور اولٹی طرف کے پڑہنے سے
کچھہ فرق نہ آوے مثلاً مرا دوسے دارم و برا اید یا رب **اشتقاق** یعنے دو زیادہ
الفاظ ایک مصدر عربی یا پارسی سے نظم یا نثر مین آوین مثلاً ع کہ طفلست او چو
بیند ترسد از ان ترسم - **ردّ العجز علے الصدر** - **تنبیہ** اصطلاح شعرا مین مصرع
اول کے پہلے لفظ کو صدر اور اخیر کو عروض اور مصرع دوم کے پہلے لفظ کو مطلع اور اخیر
کو ضرب یا عجز اور ہر دو کے متوسط الفاظ کو حشو کہتے ہین - اور اِسکے کئی قسم ہین جنمین
سے چند ذکر کئے جاتے ہین اونمین سے ایک رد العجز علے الصدر ہے یعنے جو لفظ کہ صدر بیت
مین ہو وہی بعینہ عجز مین مذکور ہو مثلاً شعر محیط است علم ملک بر بسیط - قیاس تو
بر وی نگردد محیط - دوم جو لفظ کہ عروض مین ہو وہی ابتدا مین مذکور ہو مثلاً شعر
نگہدار مارا از راہِ خطا ؛ خطا در گذار و صوابم نما ؛ سوم جو لفظ کہ پہلے حشو مین ہو
مذکور ہو مثلاً شعر کریما بدہ دادِ من از فلک ؛ چو مردان ترا ہر چہ بایست داد -
سیاقتہ الاعداد مرتب یعنے ایک سے دس تک یا کم اسے یا اسکے
برعکس اسمائے اعداد با ترتیب نظم یا نثر مین آوین مثلاً شعر یگانہ کر دو گون
دستہ روح و چہار طباع ؛ و پنج حس و شش ارکان تابع اند و را ؛ اور شعر و باز ہفت تا
ہشت بہشت ؛ و ہفت اختر از شش جہت این نامہ نوشت - اور اگر مقدم و موخر
بیان کئے جاوین تو غیر مرتب ہوگی **ذو قافیتین** یعنے نظم کے ہر ایک آخر

مصرع مین الگ الگ ایکدوسرے کے بعد دو قافیہ آوین مثلاً قصیدہ اے از مکارم توشدہ در جہان خبر ؎ افگندہ از سیاست تو آسمان سپر - الخ **مردّف** یعنے شعر مین سوا دو لفظ قافیہ کے باقی کل ردیف ہوون مثلاً شعر من در غم ہجر و دل بدید ار تو خوش ؎ - تن در غم الخ **توشیح** یعنے نظم مین ہر ایک مصرع یا بیت کے اول ایسے حروف لائے جاوین کہ اگر کل کو جمع کیا جاوے تو اوسے نام ممدوح کا نکلے اِن ابیات کو موشح کہتے ہین -

دوسرا گل

اِسمین صنایع معنویکا بیان ہے **صنایع معنوی** یہہ ۳۶ اقسام ہین - **لف و نشر** اِسکے تین قسم ہین - مرتب مثلاً شعر لشمشیر و خنجر زید را ابر ید و در بید - معکوس الترتیب مثلاً دہن و زلف و قد معشوق من الف و لام و میم است - غیر مرتب مثلاً شعر افروختن و سوختن و جامہ دریدن - پروانہ ز من شمع ز من گل ز من آموخت - **متضاد** مثلاً ع پناہِ بلندی و پستی توئی - **اعنات** یا لزوم مالایلزم یعنے آرایش کلام کے واسطے کسی حرف کا التزام کرنا مثلاً آدم اور قدم کا اس شعر مین - قدم باید اندر طریقت نہ دم - کہ اصلی ندارد دم بے قدم **تضمن المزدوج** یعنے نظم یا نثر مین حدود قوافی کے بعد دو یا زیادہ الفاظ مزدوج آوین مثلاً فلان عادت گزیدہ و سیرت پسندیدہ دارد - **حسن المطلع** یعنے اول بیت قصیدہ مین الفاظ لطیف اور نیک شگون لاوے جاوین - **حسن التخلص** یعنے شاعر ابتدا قصیدہ کسے اور مضمون پر شروع کرکے آخر مین مدح ممدوح کی شروع کرے اور نشست الفاظ اور نفاست معنے مین کچھہ خلل نہ آوے مثلاً شعر گر گلستان بباد خزان زرد شد روا ست - بایدکہ سرخ باشد روے خدایگان - **حسن المقطع** یعنے دو بیت اخیر قصیدہ مثل حسن المطلع کے ہوون - **حسن الطلب** یعنے شاعر ممدوح سے کوئی شی کسی اچھی طرز سے

طلب کرے **اعادت التطیر** یعنے شاعر کسی ایک لفظ کے رعایت کے
لیئے اوسکے لوازمات بھی اوس شعر مین لاوے ۔ **موجّہ** یعنے شاعر ممدوح کے ایک صفت
بد اوسکی کسی نیک صفت سے تشبیہ دیکر بیان کرے مثلاً شعر آن کند تیغ تو بجان
عدو ٭ کہ کند جود تو بکانِ گہر ٭ **محتمل الضدین** یا ذو وجہتین یعنے مفہوم شعر مدح
و ذم ہر دو کو شامل ہو مثلاً شعر ایخواجہ ضیا شود ز روے تو ظلم ٭ با طلعت تو بہ پیش
تمایدیا تم ٭ **تاکید المدح بما یشبہ الذم** یعنے سیاق مصرع اول سے معلوم
ہو کہ دوسرے مین مذمت ہے لیکن اوسمین تاکید مدح ہو مثلاً شعر ہے بغیر تو کا ...
دوستان لیکن ۔ بہ بے نظیرئے تو دشمنان کنند اقرار ۔ **ایہام** یعنے نظم یا
نثر بین ایک لفظ دو معنے قریب اور بعید والا آوے اور اوسجگہ بعید مراد ہو
مثلاً شعر ما ہم این ہفتہ شد از شہر و بچشم سالیست ٭ حال ہجران تو چہ دانے کہ چہ
مشکل حالیست ۔ **تنسیق الصّفات** یعنے نظم یا نثر بین ایک شی کی
صفتون سے بیان ہو مثلاً ۔ فلان راست گفتار پسندیدہ اطوار آلخ بہت اور
شعر جہانگیر شاہے عدو بند شہرے ٭ صف آرا ہو گردے سپہ کش سوارے ٭
اعتراض الکلام یعنے مبتدا و خبر بین جملہ معترضہ داخل کرنا اسکے تین قسم
ہین ۔ حشو قبیح یعنے ایک مصرع یا فقرہ بین دو لفظ مرادف بے ضرورت آجاویں
مثلاً ع در زیر ہشت تو ہا نشست و ستقر ۔ حشو متوسط یعنے لانا اوسکا اچھا ہو
نہ برا مثلاً ع زہجر روے تو ایدل بپاے سیمین تن ۔ حشو ملیح یعنے اوسکے لانے سے
کلام اور معنی کی زیادہ ہو مثلاً شعر خیالات تیغت کہ بہ تندہ باد ٭ منازل در
ارواح اعدا گرفتہ ٭ **متلوّن** یعنے ایک بیت کئی وزن پر پڑھا جاوے مثلاً
اسے بت سنگین دل دہبین لقا اسکے دو وزن یعنے فاعلاتن فاعلن دوبار اور
مفتعلن فاعلن دوبار ۔ **ارسال المثل** یعنے شعر بین کوئی مثل لائی جاوے شعر

شہر بند ہوے نفس ہماش تو سنگ شہر ستخوان سنگار کند **ارسال المثل** یعنے شعر مین دو مثالین لائی جاوین مثلا **شعر** تو چہ قدر داری اندر میان بحر گوہر چہ قدر دارد اندر ضمیر کان۔ **تجاہل عارف** یعنے شاعر دیدہ و دانستہ ناواقفی ظاہر کرے مثلا **ع** زمین ہست این ندانم یا سپہر ہست۔ **سوال و جواب** یعنے ایک مصرع یا بیت یا دو بیتون مین سوال و جواب ہو مثلا **شعر** گفتم کہ مرا بوصفت اے ماہ مہربان ٭ گفتم کہ ماہ بوسہ کرا در جہان دہند ٭ **مسمط** یعنے قصیدہ یا غزل کے ہر ایک شعر مین تین مسجع اور چہارم قافیہ اصل قصیدہ کا ہو مثلا **شعر** بر لعل غلطان زیبقش بر گل دوانده مشک نقش ٭ وز عنبر افشان زرد نقش بر خاک در یاقوت ریختہ ٭ **مقطع** یعنے شعر کا ہر ایک حرف علیحدہ علیحدہ ہو مثلا **ع** زار و زرد و م زروئے آن دلارام در دو زرد و دارد و زار۔ **معما** یعنے وہ کلام موزون جسکی دلالت اور اشارات حرفی اور لفظی سے کوئی چیز غیر مذکور مفہوم ہو مثلا **شعر** بہ تقلیب بتر دیف و بہ تجنیس زر و ہلال ٭ خواہم صند شیر تی۔ اس سے بوسہ مفہوم ہوگا **لغز یا چیستان** یہہ بہی ایک قسم معما کا ہے **تضمین** یعنے شاعر کسی غیر کے مصرع یا شعر کو اپنے اشعار مین داخل کرے۔ اگر وہ مشہور ہو تو اشارہ کرنا اور نہ کرنا دونون جائز ہین اور اگر غیر مشہور ہو اور پہر شاعر اشارہ نہ کرے تو اسکا نام سرقہ ہے **اغراق** یعنے خواہش کرنی کسی شی کی جو عقلاً ممکن اور عادتاً محال ہو۔ اور یہہ قسم مبالغہ کا ہے مثلا **شعر** مارا بکام خویش بدید دوش خفتہ نبسر ٭ دشمن کہ ہیچگاہ مبادا بکام ما ٭ **جمع و تفریق و تقسیم** اسکے چہہ اقسام ہین جمع یعنے چند اشیا کو ایک صفت مین جمع کرنا مثلا **شعر**۔ آسمان بر تو عاشق ہست چو ما ٭ لاجرم ہمچو ماش نیست قرار ٭ تفریق یعنے ایک نوع کی دو چیزو نمین فرق کرنا مثلا **شعر** دست ترا با بر کہ یارد تشبیہ کرد کاین بدرہ بدرہ میدہد و قطرہ قطرہ آن **تقسیم** یعنے اول کئی اشیا یا ایک شی کی

اجزا رہنا کہ پھر ہر ایک جزو کو اوس شی سے نسبت کرنی جمع با تفریق یعنے اول چند اشیار کو ایک حکم مین جمع کرکے پھر اون مین فرق کرنا مثلا شعر جامہ خصمت چو جامہ ست رفیع ؛ آن تو تخت و آن خصمت دار ؛ جمع با تقسیم یعنے اول چند اشیار کو ایک حکم مین جمع کرکے پھر ہر ایک کو کسی شی سے نسبت کرنی مثلا شعر بے تو چو شمع کردہ ام خندہ و گریہ کار خود ؛ خندہ بروز دل کنم گریہ بروزگار خود جمع با تفریق و تقسیم مثلا قطعہ ہمچو چشم تو نگر ست لبش ؛ این باب آن بلولوی شہوار آب این تیرہ آب آن روشن ؛ آن گہ گریہ آن گہ گفتار۔ تفسیر یعنے کسی بیت یا مصرع مین چند الفاظ مبہم بیان کرکے دوسرے بیت یا مصرع مین انکی تقسیم کرنی مثلا قطعہ یا بہ بندد یا کشاید یا ستاند یا دہد۔ تا جہان باقی بود مر شاہ را این یادگار ؛ آنچہ بستاند ولایت آنچہ بدہد خواستہ ؛ آنچہ بندد پای دشمن آنچہ بکشاید حصار استدراک یا مدح بمایشبہ الذم یعنے سیاق مصرع اول ہجو پہلو دار ہو اور دوسرے مین مدح ہو مثلا شعر اثر میر نخواہم کہ بماند بجہان ؛ میر نخواہم کہ بماند بجہان۔ کلام جامع یعنے اشعار مین حکمت و نصیحت و شکایت زمانہ سب کچھ ہو۔ ابداع یعنے شعر مین غریب الفاظ نئے معنے وارے آوین تعجب یعنے شعر مین تعجب کی باتین ہون حسن التعلیل یعنے شعر مین کسی شی کی صفت کا سبب بیان ہو مثلا شعر زبہر آنکہ بیگرید ابر بے سببے ؛ ہمین بخندد برابر لالہ و گلزار۔ تشبیب یا غزل یعنے وہ اشعار جنمین کہ معشوق کی صفات اور اپنے عشق کا حال بیان ہو۔ تتبیع یعنے شاعر دو یا تین اشعار اپنے کے بعد اوسی قافیہ اور وزن پہ مثلاً کسی اور کا شعر لاوے عکس یعنے ایک مصرع کہنا کہ اگر اوسکی ترتیب بدل جاوے تو اوسکا دوسرا مصرع بنجاوے مثلا شعر ذوق جہان ندارد بیدوست زندگانی ؛ بیدوست زندگانی ذوق جہان ندارد

گلزار بتیسرا اسمین دو گل ہین

پہلا گل

اسمین شعر اور اوسکے ابتدا ہونے اور نظم کے اقسام کا بیان ہے

شعر لغت مین اسکے معنے جاننا ہے اور اصطلاح مین کلام موزون مقفےٰ با معنے کو کہتے ہین۔ اول ناہی اول شعر بہرام گور نے کہا۔ اور پہلا مداح رودکی ہے شعر نو قسم ہے **قصیدہ** اسکے پہلے بیت کے ہر دو مصرع مین قافیہ ہوتا ہے اور یہہ ۲۵ اشعار سے کم اور ایک سو ستر سے زیادہ نہین ہوتا **غزل** اسکے بھی پہلے بیت کے ہر دو مصرع مین قافیہ ہوتا ہے اور یہہ ۵ شعر سے کم و اسی زیادہ نہین ہوتے اسمین ذکر عشق و کہنا و غمزہ کا ہوتا ہے **قطعہ**۔ اسمین ہر بیت کے اخیر مصرع پر قافیہ کا لحاظ ہوتا ہے یہہ دو سے کم ایک سو ستر سے زیادہ نہین ہوتا **مثنوی** اسمین ہر شعر کا ہر ایک مصرع مقفےٰ ہوتا ہے اور اسکی تعداد مقرر نہین اور یہہ بحور متقارب مثمن رمل مسدس ہزج مسدس سریع مسدس سے آتی ہے۔ **رباعی** اسکے فقط دو بیت ہوتے ہین اور بحر ہزج سے آتی ہے۔ **مربع**۔ وہ ہے کہ شاعر پہلے ایک بند چار مصرع کا متحد القافیہ جو مختلف اللفظ والمعنے ہو کہے اور پھر آخر بند مین قافیہ پہلے بند کا لاوے **مخمس** وہ کہ شاعر ایک بند ۵ مصرع کا مانند مربع کی کہے **مسدس** یعنے پہلے ایک بند چار مصرع کا متفق الوزن والقافیہ کہا جاوے اور پھر ایک شعر کسی اور وزن اور قافیہ پر اوسکے بعد آوے **ترجیع بند** یعنے پہلے سات بیت بطور مثنوی کے کہے جاوین اور پھر اوسکے بعد ایک شعر مختلف الوزن والقافیہ آوے **شاعر** اصطلاح مین وہ ہے جو ایسی کلام ارادۃً کہے اور علم عروض بھی جانتا ہو۔

دوسرا گل

اسمین علم عروض کا بیان ہے۔ واضع اسکا خلیل بن احمد ہے۔ شعر کے وزن کرنیکو

تقطیع کہتے ہین - شعر کو موزون یعنے وزن کیا گیا اور علم عروض کو میزان کہتے ہین
ملفوظ غیر مکتوبہ وہ الفاظ ہین کہ بغیر لکھے کے پڑھے جاوین اور وہ الف
ممدودہ حروف مشدد واو اور یاے حاصل اشباع ضمہ اور کسرہ سے پیدا ہوتے ہین **مکتوبہ غیر
ملفوظ** یہ وہ الفاظ ہین کہ پڑھے نہ جاتے اور تقطیع مین نہ آوین اور وہ مفصلہ ذیل ہین
واو اشمام ضمہ الف وصل یعنے وہ جو دو کلمون مین نہ تلفظ آوے - واو بیان ضمہ ہای
مختفی بغیر ہمزہ کے جبکہ درمیان مصرع کے واقع ہو اور گاہے اخیر مین بھی - نون غنہ
جبکہ درمیان مصرع کے ہو - ہای مختفی بے ہمزہ جب تقطیع مین داخل ہو تو الف
لکھی جاویگی - جب دو ساکن درمیان مصرع کے جمع ہون تو تقطیع مین دوم متحرک
محسوب ہوگا - جب تین ساکن جمع ہون تو دوم متحرک اور سوم ساقط ہوگا اور
بوقت جمع ہونے آخر مصرع کے سقوط سوم ہی کافی ہے - **تقطیع** یعنے برابر کرنا بیت
کے اجزا ارکان افاعیل کی جزون سے اسطرح کہ متحرک کے مقابل متحرک اور ساکن کے مقابل
ساکن ہو - اسمین لحاظ ضمہ و کسرہ و فتحہ کا نہین ہوتا - ارکان کو افاعیل و تفاعیل اور
اصول بھی کہتے ہین - اصطلاح مین رکن اول مصرع اول کو **صدر** اور آخر کو **عروض**
اور رکن اول ثانی کو **ابتدا** اور آخر کو **ضرب** اور ہر دو کے باہر کو **حشو** کہتے ہین
میزان وہ شعر بحری ہے جس سے کہ شعر کا وزن کیا جاوے - جن ارکان
مین بحور آتی ہین کل آٹھ ہین - **فعولن فاعلن مستفعلن**
مفاعیلن فاعلاتن مفاعلتن متفاعلن مفعولات
ہر ایک ان مین سے تین چیزون سے مرکب ہے **وتد** یہ دو قسم ہے مجموع یا مفروق
یعنے وہ کلمہ سہ حرفی کہ دو متحرک کے بعد ساکن آوے - مفروق وہ کلمہ سہ حرفی
کہ دو متحرک کے درمیان ساکن آوے - **سبب** یہ بھی دو قسم ہے خفیف وہ کلمہ
دو حرفی کہ جسکا پہلا حرف متحرک اور دوم ساکن ہو - ثقیل وہ کلمہ دو حرفی کہ جسکا پہلا

حرف ساکن ہو۔ **فاصلہ** اسکے بھی دو قسم ہیں صغریٰ وہ کلمہ چار حرفی کہ تین
حروف متحرک کے بعد ساکن آوے کبریٰ وہ کلمہ پنج حرفی کہ چار حروف متحرک کے
بعد ساکن ہووے۔ شعر حرف اوتاد اور اسباب سے بن سکتا ہے اور بلفظ فواصل
نہیں۔ پارسی میں اکثر ۵ افاعیل مستعمل ہیں **مفاعیلن فاعلاتن**
مستفعلن فعولن مفعولات۔ تغیر ارکان کو **زحاف** کہتے ہیں
ہر آٹھ ارکان کیواسطے کئے زحاف ہوتے ہیں لیکن اسجگہ مستعملہ ارکان کے زحاف ذکر
کئے جاتے ہیں **مفاعیلن** کیواسطے بارہ اور **فاعلاتن** کے دس اور
مستفعلن کے دس او **فعولن** کے سات **مفعولات** کے نو زحاف ہیں جو جدول
مفصلہ ذیل سے بخوبی واضح ہونگے۔

اسمائے زحافات	مفاعیلن	فاعلاتن	مستفعلن	فعولن	مفعولات
تسبیغ	سبب خفیف دوم میں الف زیادہ کرنا۔ مفاعیلان ہوا	سبب خفیف دوم میں الف زیادہ کرنا۔ فاعلاتان ہوا اسکی جگہ فاعلیّان آتا ہے	•	ایضاً فعولان ہوا	•
قبض	حرف ساکن سبب خفیف اول کا گرانا مفاعلن ہوا۔	•	•	= فعول رہا	•
کف	حرف ساکن سبب خفیف دوم کا گرانا مفاعیل ہوا	ایضاً۔ فاعلات رہا	•	•	•
خرم	حرف متحرک اول وتد مقرون کا گرانا فاعیلن ہوا اسکی جگہ مفعولن آتا ہے	•	•	•	•
خرب	اجتماع کف و خرم فاعیل ہوا اسکی جگہ مفعول آتا ہے	•	•	•	•
شتر	اجتماع خرم و قبض				
حذف	حروف سبب خفیف کا گرانا۔ مفاعی رہا اسکی جگہ فعولن آتا ہے	ایضاً۔ فاعلا رہا اسکی جگہ فاعلن آتا ہے	•	ایضاً سبب دوم میں رہا اسکی جگہ فعل آتا ہے	•

قصر	حرف ساکن سبب خفیف معدوم کو گرا کر اوسکی ماقبل کو ساکن کرنا مفاعیل رہا	ایضاً فاعلات رہا اسکی جگہ فاعلان آتا ہے	.	ایضاً بے قید دوم مفعول رہا	.
ہتم	اجتماع قبض و حذف مفاع رہا اسکی جگہ مفعول آتا ہے	.	.	.	.
خبب	حروف ہر دو سبب خفیف کا گرانا مفا رہا اسکی جگہ فعل آتا ہے	.	.	.	.
زلل	اجتماع خرم و قبض و حذف فاع رہا	.	. .	.	.
بتر	اجتماع خرم و خبب ۔ فا رہا اسکی جگہ فع آتا ہے	.	.	وتد مجموع کا گرانا لن رہا اسکی جگہ فع آتا ہے	.
خبن	.	حرف ساکن سبب خفیف اول کا گرانا فعلاتن رہا	ایضاً متفعلن رہا اسکی جگہ مفاعلن آتا ہے	.	ایضاً مفعولات رہا اسکی جگہ مفاعیل آتا ہے
شکل	.	حرف ساکن سبب خفیف اول و دوم کا گرانا فعلات رہا	حرف ساکن سبب خفیف اول اور وتد مقرون کا گرانا متفعل رہا اسکی جگہ مفاعل [illegible]	.	.
قطع	.	حروف سبب خفیف و وتد مقرون کو گرا کر اوسکے ماقبل کو ساکن کرنا فاعل رہا اسکی جگہ فعلن آتا ہے	حرف ساکن وتد مجموع کو گرا کر اوسکے ماقبل کو ساکن کرنا متفعل رہا ۔ اسکی جگہ مفعولن آتا ہے	.	.
تشعیث	.	حرف متحرک دوم وتد مجموع کا گرانا فاعاتن رہا اسکی جگہ مفعولن آتا ہے	.	.	.
جحف	.	حروف سبب خفیف اول اور وتد مجموع کو گرانا تن رہا اسکی جگہ فع آتا ہے	.	.	.
ربع	.	اجتماع خبن و حذف [illegible] حرف ساکن وتد مجموع کو گرا کر اوسکے ماقبل کو ساکن کرنا	[illegible]	.	. .
اذاله	.	.	حرف ساکن اول وتد مجموع میں الف زیادہ کرنا متفعلان ہوا	.	.
حذذ	.	.	حروف وتد مقرون کا گرانا متفع رہا اسکی جگہ فعلن [illegible]	.	.

نحر	•	•	•	•	ہر دو سبب خفیف اور ساکن وتد مفروق کو گرانا
طے	•	•	حرف ساکن سبب خفیف دوم کا گرانا مستعلن رہا اسکی جگہ مفتعلن آتا ہے	•	ایضاً مفعلاتُ رہا اسکی جگہ فاعلاتُ آتا ہے
خلع	•	•	اجتماع خبن و قطع متفعل رہا اسکی جگہ فعولن آتا ہے	•	•
خبل	•	•	اجتماع خبن و طی متعلن رہا اسکی جگہ فعِلتن آتا ہے	•	ایضاً معُلاتُ رہا اسکی جگہ فعِلاتُ آتا ہے
تشعیث	•	•	وتد مجموع کا آخر [illegible] گرانا مستفعلن [illegible] اسکی جگہ مستفعلن آتا	•	•
رفع	•	•	سبب خفیف اول کا گرانا تفعلن رہا اسکی جگہ فاعلن آتا ہے	•	ایضاً عولاتُ رہا اسکی جگہ مفعولُ آتا ہے
وقف	•	•	•	•	تائے مفعولاتُ کا ساکن کرنا مفعولاتْ رہا
کسف	•	•	•	•	حرف ساکن وتد مفروق گرانا مفعولا رہا اسکی جگہ مفعولن آتا ہے
صلم	•	•	•	•	وتد مفروق کا گرانا مفعو رہا اسکی جگہ فعلن آتا
جدع	•	•	•	•	ہر دو سبب خفیف گرا کر تائے مفعولات کو ساکن کرنا لاتْ رہا اسکی جگہ فاع
ثلم	•	•	•	حرف متحرک اول وتد مجموع گرانا عولن رہا اسکی جگہ فعْلن آتا ہے	•
ثرم	•	•	•	متحرک اول وتد مجموع اور ساکن سبب خفیف کا گرانا عول رہا اسکی جگہ فعْلُ آتا ہے	•

افاعیل مذکورۃ الصدر کے تکرار سے ۱۹ بحور مفصلۂ ذیل حاصل ہوتی ہین طویل - مدید - بسیط - وافر - کامل - ہزج - رجز - رمل - منسرح - مضارع - مقتضب

مجتث - سریع - جدید - قریب - خفیف - مشاکل - متدارک - متقارب زحافات مذکورہ سے ہر ایک رکن کے واسطے کئی فروعات پیدا ہوتے ہین اور یہہ فروعات بحور مذکورہ مین راہ یاب ہوتی ہین - چنانچہ مفاعیلن کے سولہ اور فاعلاتن کے چودہ اور مستفعلن کے سولہ - اور فعولن کے آٹھہ اور مفعولات کے چودہ فروع ہین - جو کہ جدول ذیل سے بخوبی آشکار ہونگے -

اس نقشہ مین اسمائے فروعات افاعیل ور نام اون بحور کے کہ جنمین وہ فروعات راہ یاب ہوے ہین درج ہین

اسمائے فروعات	مفاعیلن	فاعلاتن	مستفعلن	فعولن	مفعولات	نام اون بحور کے جنمین فروعات راہ یاب ہوے ہین
مسبغ	مفاعیلان	فاعلیان	.	فعولان	.	طویل - مدید - ہزج - رمل - مضارع - مجتث - متقارب
مقبوض	مفاعلن	.	.	فعول	.	طویل - ہزج - مضارع - متقارب
مکفوف	مفاعیل	فاعلات	.	.	.	طویل - مدید - ہزج - رمل - مضارع - مجتث - خفیف
اخرم	مفعولن	.	.	.	.	ہزج - مضارع
اخرب	مفعول	.	.	.	.	ایضاً
اشتر	فاعلن	.	.	.	.	ایضاً
محذوف	فعولن	فاعلن	.	فعَل	.	طویل - مدید - ہزج - رمل - مجتث - متقارب - خفیف
مقصور	مفاعیل	فاعلات	.	فعول	.	رمل - متقارب - ہزج
اہتم	فعول	.	.	.	.	ہزج - مضارع
مجبوب	فعل	.	.	.	.	ایضاً
ازل	فاع	.	.	.	.	ایضاً
ابتر	فع	.	.	فع	.	ہزج - رمل - مضارع - مجتث - خفیف - متقارب
مقطوع	.	فعلاتن	مفعولن			مدید - بسیط - کامل - رجز - رمل - مجتث - سریع - خفیف - متدارک
مجبون	.	فعلاتن	مفاعلن	.	مفاعیل	رجز - رمل - منسرح - مقتضب - سریع - متدارک
مشکول	.	فعلات	مفاعیل	.	.	مدید - رمل - مجتث - خفیف

اسمائے فروعات	مفاعیلن	فاعلاتن	مستفعلن	فعولن	مفعولات	نام اون بحور کے جنمین فروعات راہ یاب ہوئی -
اثرم	.	.	.	فعْل	.	طویل - متقارب
موقوف	.	.	.	.	مفعولان	منسرح - مقتضب - سریع
مکسوف	.	.	.	.	مفعولن	ایضاً
اصلم	.	.	.	.	فعلن	ایضاً
مجدوع	.	.	.	.	فاع	ایضاً
منحور	.	.	.	.	فع	ایضاً
مقبوض مسبغ	مفاعلان	.	.	.	.	.
اخرم مسبغ	مفعولان	.	.	.	.	.
اختر مسبغ	فاعلان	.	.	.	.	.
محذوف مسبغ	فعولان	.	.	.	.	.
مجبون مسبغ	.	فعلیان	.	.	.	.
مجبون مقصور	.	فعلان	.	.	.	.
مقطوع مسبغ	.	[illegible]	.	.	.	.
مجحوف مسبغ	.	فاع	.	.	.	.
مجبون مذال	.	.	مفاعلان	.	.	.

شعث	・	مفعولن	・	・	・	مدید رمل - مجتث خفیف	محذوذ محذوف	・	・	فع	・	・
مربوع	・	فعل	・	・	・	رمل - مضارع	مطوی مذال	・	・	مفتعلان	・	・
مجحوف	・	فع	・	・	・	رمل	مخبون مرفل	・	・	مفاعلاتن	・	・
مذال	・	・	مستفعلان	・	・	بسیط - کامل - رجز - منسرح - مقتضب - سریع - متدارک	مطوی مرفل	・	・	مستفعلاتن	・	・
محذوذ	・	・	فعلان	・	・	کامل - رجز - متدارک	مرفوع مذال	・	・	فاعلان	・	・
مطوی	・	・	مفتعلن	・	فاعلات	رجز - منسرح - مقتضب - سریع	اثلم مسبغ	・	・	・	فعلان	・
مخلع	・	・	فعولن	・	・	رجز	مخبون موقوف	・	・	・	・	مفاعیل
مخبول	・	・	فعلتن	・	فعلات	منسرح	مطوی مکسوف	・	・	・	・	فاعلن
مرفل	・	・	مستفعلاتن	・	・		مخبون مکسوف	・	・	・	・	مفعولن
مرفوع	・	・	فاعلن	・	مفعولات	رجز - منسرح	مطوی موقوف	・	・	・	・	فاعلات
اثلم	・	・	・	فعلن	・	طویل - متقارب	مخبول موقوف	・	・	・	・	فعلات

مثمن وہ ہے کہ شعر میں آٹھ دفعہ آوے مسدس وہ کہ چھہ دفعہ آوے مربع وہ کہ چار دفعہ واقع ہو - جدول مفصلہ ذیل سے واضح ہوگا کہ افاعیل مذکورہ بحور مذکورہ میں کتنی دفعہ کے تکرار سے واقع ہوتے ہیں - پوشیدہ نرہے کہ جو بحر فقط ایک اصول کے تکرار سے پیدا ہو اوسکو بسیط کہتے ہیں اور جو زیادہ کے تکرار سے بنے اوسکو مرکب -

اسمائے بحور	افاعیل	اسمائے بحور	افاعیل
طویل	(فعولن - مفاعیلن) ۴ بار یعنے مثمن	مجتث	(مستفعلن - فاعلاتن) ۴ بار یعنے مثمن
مدید	(فاعلاتن - فاعلن) ۴ بار "	سریع	مستفعلن دو بار - مفعولات ایکبار = مسدس
بسیط	(مستفعلن - فاعلن) "	خفیف	فاعلاتن - مستفعلن - فاعلاتن - مسدس
وافر	مفاعلتن - چار و شش و ہشت بار [illegible]	متقارب	فعولن ہشت و شش بار - یعنی مثمن و مسدس

کامل	متفاعلن چار و ہشت بار یعنی مربع و مثمن	متدارک	فاعلن ہشت و شش بار۔ یعنی مثمن و مسدس
ہزج	مفاعیلن ۔ ؎ و شش بار یعنی مسدس	قریب	مفاعیلن دو بار۔ فاعلاتن یکبار مسدس
رمل	فاعلاتن ۔ ؎ ؎	جدید	(فاعلاتن مستفعلن) دو بار۔ مربع
منسرح	(مستفعلن مفعولات) ہر یک دو بار یعنی مثمن مربع	مشاکل	فاعلاتن یکبار۔ مفاعیلن دو بار۔ مسدس
مضارع	(مفاعیلن فاعلاتن) چار بار یعنی مربع	رجز	مستفعلن ہشت و شش و چار یعنی مثمن و مسدس و مربع
مقتضب	(مفعولات مستفعلن) چار و دو بار مثمن و مربع	•	مجتث مفعولات مستفعلن و مستفعلن دو دفعہ یعنی مسدس

امثلہ بحور ذیل مین درج ہین

بحر طویل سالم مرکب (فعولن مفاعیلن) چار دفعہ۔ چہ گویم نگارینا کہ با من چہا کردی
بحر مدید سالم (فاعلاتن فاعلن) چار بار۔ بیوفا یار اگئی یا دغمخواری بکن بحر بسیط سالم
چون غار و خس روز و شب افتادہ ام در رہت بحر وافر سالم بسیط۔ اول مربع
بدی چہ کنی بجاے کسی۔ دوم مسدس۔ خوشا سحریکہ آہ منت کند اثرے۔ سوم
مثمن۔ بیا بنشین مے ببرم من از غم تو بصد الم بحر کامل سالم بسیط اول مربع
بلغ العلے بکمالہ۔ دوم مثمن بصنوبر قد دلکشش نگہے ایصبا گذری کنی۔ یہ پنج
بحور مذکورہ پارسی مین کم مستعمل ہین اسلئے اونکو بالتفصیل نہین لکہا گیا۔ بحر
ہزج بسیط۔ مثمن سالم مفاعیلن آٹہہ دفعہ۔ اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل
مثمن مسبغ (مفاعیلن سہ بار مفاعیلان) دو دفعہ۔ زہے روے تو بخوبی گل دہانت
غنچہ خندان۔ مثمن مقبوض۔ مفاعلن آٹہہ دفعہ۔ دلم بردو نشد از غمت غمت ز دل
نشد۔ مقبوض مسبغ (مفاعلن سہ بار مفاعلان) دو بار۔ مثمن اشتر۔ فاعلن
مفاعیلن۔ چار دفعہ۔ سرو من مے نشین خانہ را گلستان کن۔ مثمن اخرب مفعول
مفاعیلن۔ چار دفعہ۔ در کنہ جلال تو عقل و دل و جان حیران مسدس سالم
اسے غزال مشک بوے من۔ مسدس مقصور (مفاعیلن دو بار مفاعیل) دو بار

نخم زلف دوتایم - مسدس محذوف (مفاعیلن دوبار فعولن) دوبا - جفا و جور از
بسیار دیدم - مربع سالم - خوشا وقتیکه بخرامی - مربع اخرب (مفعول مفاعیلن) دو دفعہ
ان غنچہ خندان کو - ساتوان بحر رمل بسیط مثمن سالم - ہر کسی امن کشان در
پائے گل باگلعذاری - مثمن مسبغ - فاعلاتن سہ بار فاعلیان) دوبا - تا یکے گریم
بزوری ہمچو ابر نوبہاران - مثمن مخبون فعلاتن آٹھ دفعہ شکرت راشدہ ریحان سیہ
مو رہرتب - مثمن مقصور (فاعلاتن سہ بار فاعلان) دو دفعہ - روز ما را ساختی چون
بشب تیرہ آن ماہ از فراق - مثمن محذوف (فاعلاتن سہ بار فاعلن) دو دفعہ
گر بدانی قیمت یکتار موئے خویش را - مثمن مخبون مقصور (فاعلاتن فعلاتن فعلاتن
فعلان) دو دفعہ - چارہ ہجر تو سازم با وصال دگران - مثمن مخبون مسبغ (فاعلاتن
فعلاتن فعلاتن فعلیان) دو دفعہ - روزگاریست کرد رخاطرم آشوب فلانست
مثمن مشکول - فعلات فاعلاتن چار دفعہ - پھر او ناز نینا بکرشمہ گاہ گاہے - مسدس
سالم - فاعلاتن ۲ دفعہ - ای نگارین روئے دلبر زال ما - مسدس مقصور (فاعلاتن فاعلاتن فا
فاعلان) دو دفعہ - باز بوئے گل مرا دیوانہ کرد - مسدس محذوف (فاعلاتن فاعلاتن
فاعلن) دو دفعہ - ماندہ ام از یار دور و زندہ ام مسدس مخبون مقصور (فاعلاتن
فعلاتن فعلان) دو دفعہ - آنچہ رخسار و چہ زلف و چہ لب آ - مربع سالم - فاعلاتن چار
چشم و اندارم گہ گاہے - مربع مخبون - فعلاتن چار دفعہ - دل من ہیچ تیز زد آٹھوان
بحر منسرح مرکب مثمن مطوی موقوف (مفتعلن فاعلات) چار بار - غارت عشقت کہ
رفتن دل از ما ببرد - مسدس مطوی (مفتعلن فاعلات مفتعلن) دو دفعہ شاہ جہان
ماو تا زمانہ بود نوان بحر مضارع مرکب مثمن اخرب (مفعول فاعلاتن
چار بار - ابر بہار گریان وین چشم خونفشان ہم - دسوان بحر مقتضب مرکب
مثمن مطوی (فاعلات مفتعلن) چار دفعہ بگذار اے نسیم صبا صحدم بطرف چمن - مربع مطوی

(فاعلات مفتعلن) دو دفعہ - بیت چو تو سرو چمن - اور (فاعلات مستفعلن) دو دفعہ
گر شراب گلگون بود گیا رہوان بحر مجتث مرکب - مثمن مخبون (مفاعلن فعلاتن)
چار دفعہ - ز روی تو نیست میسر نظر بروی تو مارا - مثمن مخبون مسبغ (مفاعلن فعلاتن مفاعلن
فعلیان) دو دفعہ - دلم کہ سوختہ عشقت چراغ جان بیست آن - مثمن مجبون مقصور
(مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان) مکر از آن گہے کہ دل من بسوی یار من آبارہوان
بحر سریع مرکب مسدس مطوی موقوف (مفتعلن مفتعلن فاعلات) دو دفعہ - با تو مرا
سوختن اندر عذاب - تیرہوان بحر خفیف مرکب مسدس مخبون - (فاعلاتن
مفاعلن فعلاتن) دو بار - ایہا الو سعہ زن زمن در یا درا - مسدس مخبون مقصور (فاعلاتن
مفاعلن فعلان) دو بار - ما ہر دیا بجون من مشتاب چودہوان بحر متقارب بسیط
مثمن سالم - فعولن آٹھ دفعہ - ز بتا ہد بہ ہستی نشانی ندارد - مثمن مسبغ (فعولن سہ بار فعول
دو دفعہ - زہی ابر و بیت قبلہ پاک دینان - مثمن مقصور - (فعولن سہ بار فعول) دو بار دلم
حق وفائی نداشت - مثمن محذوف - (فعولن سہ بار فعل) دو دفعہ - چکا کاک گرز دستا یا
زہ - مثمن اثلم (فعلن فعولن) آٹھ بار - آشوب شوخ جبانی - مسدس سالم فعولن چہ دفعہ - زدسد جدائی خیال
مسدس محذوف (فعولن فعولن فعل) دو دفعہ - چو زلفت فشاند صبا - پندرہوان بحر متدارک
بسیط مثمن سالم فاعلن آٹھ دفعہ - ای سمن سینہ از تیرہ شب قمر - مثمن مخبون - فعلن آٹھ دفعہ
بنمارخ و جان سپر با - مثمن مقطوع - فعلن آٹھ دفعہ تا کے مارا در غم داری - بحر قریب و جدید
ہر دو پیچھے وضع ہوئی ہین کسی استاد کا شعر ان بحور مین نہین آیا اسلئے انکا ذکر نہین کیا جا اغبیہ
بحر رجز بسیط مثمن سالم مستفعلن آٹھ دفعہ - ای زندگانی بخش لعل شکر گفتار تو - مثمن مذال
(مستفعلن سہ بار مستفعلان) دو بار - با رنج شدگان حرک من ترک تنہا کردہ - مثمن مطوی مفتعلن
آٹھ دفعہ - تا تو چو آئینہ دلا با ہمہ یکرنگی - مثمن مطوی مذال (مفتعلن سہ بار مفتعلان) دو بار - مسدس سالم
مستفعلن چھہ دفعہ - اے ہرگز م نا قشہ از پیش نظر - مسدس مطوی - مفتعلن چھ دفعہ - نیست

چوتھا گلزار اسمین تین گل ہین

پہلا گل اسمین تشبیہ کا بیان ہے **تشبیہ** اسمین چار چیزین ضرور ہوتی ہین مشبہ مشبہ بہ وجہ تشبیہ ادات تشبیہ ہین سے کوئی ایک محذوف اور مفصلہ ذیل ہین - چون - چو - مثل - مثال - ہمچو - مانند - سان - گوئی - ہنداری - ہمچون - بانسنہ - تالی - رنگ - سا وغیرہ - تشبیہ دو قسم ہے - **مشترک** مثلا زید شیر ست اگر شیر مقبل وار د **تسویت** یعنے مشبہ متعدد اور مشبہ بہ تنہا ہو -

دوسرا گل اسمین استعارہ کا بیان ہے - **استعارہ** یعنے لازم معنی کے لیئے لفظ کے جبکہ کوئی قرینہ دال ہو سکے اصلی معنے ہونے پہ - اسکی حقیقی و مجازی معنو مین علاقہ تشبیہ ہوتا ہے مشبہ بہ کو مستعار منہ اور اسکے لفظ کو استعارہ اور مشبہ کو مستعار لہ اور وجہ تشبیہ کو وجہ جامع کہتے ہین - استعارہ کے ایک طرف جانبین سے ضرور حذف ہوتی ہے اور اوسکے لوازم وہان ذکر کیئے جاتے ہین -

تیسرا گل اسمین قافیہ و ردیف کا بیان ہے **قافیہ** وہ الفاظ مختلفہ ہین کہ آخر ہر بیت مین بغیر تکرار الگ آوین **ردیف** وہی الفاظ جو مختلف اللفظ والمعنی آخر بیت کے آوین - جب کسی شعر مین ردیف آوے تو اسمین قافیہ ضرور ہوگا اور برعکس نہین - روی اصل قافیہ ہے اسکے سوا قافیہ نہین ہوتا اور روی کے آگے پیچھے چار چار حرف ہوتے ہین وہی چار کہ آگے ہوتے ہین یہ ہین - **تاسیس** یعنے وہ الف کہ روی اور اوسکے درمیان ایک حرف متحرک واسطہ ہو - جیساکہ الف یادر اور رنادر کا - اسکا تکرار مستحسن ہے **دخیل** یعنے وہ حرف متحرک کہ درمیان تاسیس و روی کے ہو - اسکا تکرار بھی مستحسن ہے **ردف** یعنے وہ حرف علت کہ اسکی ماقبل کی حرکت موافق اوسکے ہو اور روی سے پہلی بیفاصلہ واقع ہو - اسکے دو قسم ہین - یا اسمین الف ہوگا جیساکہ الف و آو یا نشان و زبون چنین مین - انکو ردف اصلی کہتے ہین اور یہہ ۶ حرف ہین خ ر س ش ف ن - مثلا تاخت و کارد و کاست و کاشت و تافت و راند **قید** یعنے وہ حرف ساکن سوا ردف کے جو بیفاصلہ روی سے اول آوین - یہہ ۱۲ ہین - ب خ ر ز س ش غ ف ن و ہ ی مثلا صبر - تخت - درد - بزم - بست - کشت - مغز - جفت - سند - مہر - زبون بہا - انکی رعایت قوافی مین واجب ہے - اور روی چار کہ روی کے بعد آتے ہین یہہ ہین **وصل** وہ حروف کہ روی سے ملے ہوئے ہون - یہہ دس ہین الف - ک - ت - ہ - ی - حروف جمع - حروف اضافت - حروف مصدر -

بے اجازت مولف کے کوئی نہ چھاپے

فایض المعانی

مولفہ حافظ عمر دراز فایض عفی عنہ

۱۸۷۷ء

مطبع پنجابی لاہور میں چھپی

مصنف کی اجازت بغیر کوئی نہ چھاپے

فائض المعانی

مؤلفہ

حافظ عمر دراز فایض عفی عنہ

در ۱۸۷۵ء

در مطبع پنجابی لاہور باہتمام منشی محمد عظیم مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب فایض سرگردانِ وادیِ محبت و کوچۂ شہرِ الفت کو زبان دی کہ تیری حمد میں جادو سرائی کری اور دلکو ذوق بادۂ یگانگی سی بے اختیار کر کہ زبان کے ساتھہ ہمنوائی کرے مین کون ہون کہ تیری مدح کی دعویٰ مین ہرزہ سرائی کرون اور اپنی لکھہ مرداس سید انکا تصور کرون فصیح العرب و العجم امی لقب ہاشمی بنسب مورد وحی رب فخر اولین و آخرین رسول رب العالمین حضرت محمد مصطفے علیہ التحیۃ و الثنا

تیری حمد سے معترف بعجز ہین **بیت** بہیج ای رب میرے درود و سلام + برگزیدہ نبی پر اپنی مدام + اور اونکی آل و اصحاب پر کہ نجوم آسمان ہدایت ہین

گزارش مدعا

بندہ محمد عمر المعروف بحافظ عمر دراز المتخلص بہ فایض عفا اللہ عنہ

اہل فن کی خدمت مین التماس کرتا ہی کہ فصاحت و بلاغت ایسا عزیز و لطیف
فن ہے کہ جبتک انسان اس سے واقف نہین ہوتا زبان کی خوبی اور کلام کی خوش
اسلوبی سی لذت نہین اوٹھاتا اور یہہ نہین جانتا کہ یہہ لفظ کسواسطے استعمال
کیا گیا اور اسمین کیا فایدہ تھا اگر اسکی جگہ کوئی اور لفظ ہوتا تو کیا خوبی نکلتی
اور کونسا کلام زیادہ تر موثر ہوتا ہی اور کونسا دلچسپ ایجاز اچھا ہی یا
اطناب جملہ معترضہ سی کیا فایدہ ہے حشو کسکو کہتی ہین غرض اس فن
کی طرف ہر ایک اہل زبان کو توجہ کرنا ضروری اور لابدی ہے کیونکہ انسان
دواب پر جو فضیلت رکھتا ہی تو محض نطق اور کلام کی سبب ورنہ اسقدر تمیز
تو حیوان مین بہی ہے کہ بہوک کی وقت کہانا تلاش کر لیتا ہی نیند کا غلبہ
ہوتا ہی تو سو رہتا ہی شہوت کا غلبہ ہوتا ہی تو جماع کر لیتا ہی انسان کو
ایزد باری نے اشرف المخلوقات اسی جہت سے بنایا ہی کہ وہ علاوہ عقل و تمیز کے
ناطق بہی ہے لیکن ظاہر مین دیکہا جاتا ہی کہ نطق بہی ہر ایک انسان کا یکسان
نہین ایک آدمی ایسا ہی کہ جب وہ بات کرتا ہی تو اوسکا کلام سامع کے
دل پر نہایت اثر کر جاتا ہی اور ایک مخلوق کے دلونکو ادہر کا اودہر کر دیتا ہے

ایسی شخص کا نطق ایک زمانہ کو اوسکا مطیع بنا دیتا ہی اور ایک شخص ایسا ہی کہ
اوسکا کلام محض بے اثر ہوتا ہی بلکہ کان بہرے کے لوگ سنتی بہی نہین اور اوسکی صحبت
سے متنفر ہو جاتی ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انسان کے شرف اور امتیاز کا باعث
سب حیوانو نپر اوسکا نطق ہے اور اوسکا فصیح ہونا اپنے غیر فصیح ہمجنسونپر اوسے
شرف دیتا ہے پس جسقدر انسان زیادہ تر فصاحت و بلاغت کے ساتھہ کلام
کریگا اوسیقدر اپنے ہمجنسونمین معزز و ممتاز ہوگا اور اسکی امتیاز کو وہی نسبت
ہوگی جو انسان کو حیوان سے شرف و فضیلت کے بابمین ہے اور یہہ خاص شرف
جبلی نہین بلکہ کسبی ہے تجربہ سے ثابت ہے کہ صحبت یافتہ اور جہاندیدہ آدمی ناخواندہ
کی نسبت بہت فصیح ہوتا ہی اور عالم جاہل کی نسبت زیادہ بلیغ قواعد
فصاحت و بلاغت سے واقف ہونا اور پہر اونکو استعمال مین لانا کند طبعون کو
ذکی بنا دیتا ہی اور ذکی طبیعت والون کے ذہن کو جلا دیتا ہی اور مین یہہ کہتا ہون
کہ اردو زبان مین باوجودیکہ وہ آجکل بوجود باجود شعرای ہند سی معراج پر ہے
اور ہر ایک صوبہ کا سررشتہ تعلیم اوسکی ترقی و رواج مین ہمہ تن مصروف ہے
اور حکام وقت بہی اسکو نہایت پسند کرتے ہین اس علم کی کوئی کتاب نہین

اور فارسی مین سوا ہی رسالہ موہبت عظمی و عطیہ کبری کے جو سراج الدین علیخان
آرزو کی تصنیفات سی ہین اور کوئی کتاب اس بابت نظر نہین آئی اور مین یہہ نہین کہتا کہ
مین تمام زمانہ کی کتابون پر حاوی ہوگیا ہون یا غیب دان ہون لیکن جہانتک مینے
کوشش کی کوئی کتاب کامل نہ پائی پس غرض یہ ہے کہ اگر اس زمانہ مین بہی یہہ علم
مروج ہوجائے تو بیشک اہل مذاق کو پسند آئی مینے اس کتاب کو کمال کوشش اور
عرقریزی سے مرتب کیا گو قواعد اسکے بہتیرے عربیون کے ہین لیکن تلاش امثلہ ہندیہ اور
اسکو قواعد کے ساتھہ مطابق کرنے مین میری سعی از حد الوصف ہے اہل فن کی خدمت
مین گذارش ہے کہ مجہی یکتائی کا دعوی نہین البتہ یہہ کہتا ہون کہ اس علم کی کوئی
کتاب جو اردو مین ہو میری مطالعہ مین نہین آئی میری اس تحریر سے غرض یہہ ہے
کہ اہل کمال اگر کوئی نقص پائین تو نکتہ چینی نکرین بلکہ اصلاح فرمائین اور علت غائی
اس خامہ فرسائی سے یہہ ہے کہ مین نرہونگا اور یہہ نقوش پریشان صفحہ ہستی پر
یادگار رہینگے شاید کوئی صاحب درد انہین دیکہکر مجہی یاد کرے اور دعاء خاتمہ بالخیر
میری حق مین زبان پر لائے نام اس کتاب کا **فایض المعانی** ہے اور تاریخ
تالیف سنہ ۱۲۸۳ ہجری ہے اور سنہ ۱۸۶۶ عیسوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام۔ اب اصل

مدعا بیان کیا جاتا ہی **مقدمہ** کلام فصیح وہ کلام ہی جو تنافر
حروف اور غرابت اور مخالفت قیاس لغوی اور عیوب ترکیب سے مبرا ہو **تنافر**
حروف یہہ ہے کہ کلام مین ایسے حروف جمع ہو جائین کہ اونکا تلفظ طبع سلیم پر دشوار ہو
اور یہہ امر متعلق مذاق ہے یعنی طبیعت اوس سے خود بخود متنفر ہو جاتی ہے ظاہر مین اوسکا
بیان کرنا ممکن نہین اگر یہہ کہا جاوی کہ اجتماع حروف یک جنس سے کلام ثقیل ہو جاتا ہی مثلاً
حکیم مومن خان دہلوی کا شعر **بیت** پاون ترتب پہ سے دیکھیہ سنبھل کر کہنا ؎ جولہی شیشہ
دل سنگ ستم سی دسکی ؎ تو یہہ محض بے اعتبار ہی البتہ ہم یہہ کہ سکتی ہین کہ انتقال
ایک مخرج سی دوسرے مخرج کی طرف خواہ بعید ہو خواہ قریب بعض اوقات موجب
ثقل کا ہوتا ہی **غرابت** یہہ ہے کہ کلمہ غیر مانوس الاستعمال کلام مین واقع ہو
اور استعمال سے زباندانان ہند کا استعمال مراد ہی بعض اہل فن کا قول ہے کہ کلام
مین ایسا لفظ مذکور ہو کہ اکثر اہل زبان اوس سے ناواقف ہون چنانچہ بعض شعرائے
ہند قصاید طویلہ مین رعایت قوافی سی ایسے الفاظ استعمال مین لاتے ہین جیسا کہ
ع ایک خورشید لقا طرفہ جوان رشق تاب خسار فلق سرخی خسار شفق
کرہی دو ٹکڑی جگر کھینچ کے ابرو تلوار باندہکر کھینچ لی دل زلف مسلسل کی دہق

ارشق فلق دہق اسمین ایسی الفاظ ہین کہ اکثر اہل زبان انسے ناواقف ہین علی
ہذا القیاس حدق جمع حدقہ بمعنی مردمک چشم اور الیق صیغہ تفضیل اور عمعق
ایک شاعر ہی عرب کا اور بق جسکی معنی ہین مچھر یہ سب الفاظ اسی قصیدہ مین ہین
جسکے دو تین شعر مثال مین لکھی گئی **مخالفت قیاس لغوی اور**
عیوب ترکیب واضح ہو کہ اردو زبان کئی ایک زبانون سے مرکب ہے ہن بانکا
رکن اعظم فارسی ہے یعنی جسقدر فارسی اسمین مخلوط ہی اور کوئی زبان نہین پس ترکیب
نحوی اور فصاحت و بلاغت مین ہندی فارسی کی تابع ہی مگر بعض قواعد مین
جسکو ہم تصرف اہل زبان سے تعبیر کرتے ہین پس جو الفاظ اور تراکیب فارسی با نہین
متروک اور غیر فصیح ہونگی اردو مین بہی نامحمود سمجھے جاینگے۔ میری اس بیان سے معلوم
ہوگیا کہ اہل ہند کو اپنی تقریر و تحریر مین تین باتونکا خیال رکھنا چاہیئے ایک اپنی
زبان کے قواعد کا دوسرے فارسی زبان کے ضوابط کا تیسری ایسی تراکیب کا جو فارسی
مین درست ہون اور اپنی زبان مین قبیح و نازیبا ہون چنانچہ عبد اللہ خان مہر
لکھنوی کا شعر ہے کسی چھلے کے گھنگرو دست رنگین مین نظر کرلی: جیسی ہوتے
کی گچھی دیکھی ہون شاخ مرجان مین: دست رنگین اہل مذاق کے نزدیک علی الخصوص

اسموقع پہ قبیح ہے نظر کردن فارسی کا مرکب مصدر ہے جسکے مضارع کا ترجمہ یہان
اس نہج سی واقع ہوا ہی کہ اہل طبع سلیم اس سے خواہ مخواہ متنفر ہین بمقام مقتضی اس
بات کا ہی کہ دیکہیے لکہا جاوے نظر کر لی خلاف روزمرہ ہے کیونکہ کوئی زبان دان نہین کہتا
مینی زید کو نظر کر لیا یا زید مجہی نظر کرتا ہی ۵ کسی حیلی کے گہنگرو دیکہیے دست نگار بر
مین ۵ ہوتا تو خوب تہا اسکا نام عیب تربیب ہے اور مختص بزبان ہندی **مخالفت**
قیاس لغوی یہہ ہے کہ خلاف ضابطہ فارسی یا ہندی سی کوئی لفظ اپنی کلام مین
وارد کیا جاوی فارسی الفاظ کا بیان اس فن کی کتابون مین مفصل مرقوم ہی یہان صرف
ہندی کا بیان کیا جاتا ہے سو یہہ کئی قسم ہے ایک **زیادت** یعنی کلمہ مین
رعایت وزن شعر کی لحاظ سی کوئی حرف زیادہ کرنا جو معنو مین کچہہ دخل نرکہتا
ہو چنانچہ ادہر کا ایدہر بنا لینا اور وہان کا وہین ۵ اوجاوے شخص ٹک
ایدہر بہی دیکہنا + یہان بہی تڑپ ہی اہین گہنگار چار پانچ + صاحب شاہ ہما
اردو ۵ اٹہا وہین اور کہینچکر اوسنی تیغ + کیا چاک پہلو مرا ایدہر تیغ
اس قسم کی زیادت مین اصل یہہ ہی کہ متقدمین کے نزدیک یہہ جائز تہی مگر اب اسکا
محاورہ متروک ہو گیا ہے اگر ابتدائی حالت دیکہی جائی تو یا سخن فہمی سی خارج ہوگا

ورنہ اسمین داخل رہیگا یا **اواخر کلمات مین یا زیادہ کرنا** چنانچہ صفائی
قربانی وغیرہ کہ اصل مین صفا اور قربان ہے میر حسن ؎ اوس آئینہ رو کا کرون
کیا بیان + صفا رکھے سی اوسکی وہان + اور ابوظفر فرماتی ہین ؎ ہنسی بلنا ہی گر
صفائی کے ساتھہ + کوئی تو بات کر صفائی کے ساتھہ + تمام غزل کے ردیف یہی ہے
مگر صفائی کا لفظ کثرت استعمال کے سبب غیر فصیح نہین خیال کیا جاتا مولوی الطاف
حسین صاحب حالی فرماتی ہین کہ میرے نزدیک یہہ مخالفت قیاس لغوی سے مستثنی ہے اردو
کا قیاس لغوی اب یہہ ٹہیر گیا ہی کہ اکثر مصادر عربیہ فارسیہ مین ایک حرف معنے
مصدریت بڑہا لیتی ہین جیسے فراغ فراغت سلامت سلاستے سو مزاجی بعضے
وغیرہ - قربانی اگر عید کے ساتھہ متصل ہو اور عید بفک اضافت مذکور ہو یعنی
عید قربانی مستعمل ہو تو درست ہے یعنی عید منسوب بقربان اس صورت مین یای نسبت
ہوگی نہ زاید لیکن قربانی بمعنی ذبیحہ خاص جو عید کے دن ذبح کیا جاتا ہی حق یہہ ہی کہ
اس قسم سی نہین بلکہ خاص محاورہ اہل ہند کا ہو چکا ہی ذوق ؎ تا یہہ قربانی صراط
عشق پر مرکب بنے + اسی قسم سے ہی میرزا خاور کا قول ؎ کوچہ ہے ترا یار کہ
یا کوہ مری ہے + (کہ) خود حرف تردید یہی چنانچہ ذوق ؎ مژہ سیکا نکاہی ٹکڑا

کہ سری کا ٹکڑا + بعد اسکے حرف یا تردید کی واسطی استعمال کرنا فضول ہے یا ردیف
کی رعایت سے **کوئی کلمہ زیادہ کرنا** چنانچہ دیوان اول ظفر کی ردیف الیا
کا مطلع ہے ع دیکھی گر چشم تر ای گل شاداب حباب + شرم کی مارے ہین بحر
مین ہو آب حباب + صریح ہی کہ دیکھے کا فاعل حباب اول ہے اور وہی فعل ہو کا فاعل
ہے اور ہو مین جو ضمیر مستتر ہے وہ حباب اول کی طرف راجع ہے پس اظہار مضمر کا یہان
محض مہمل اور بیکار ہے یا **وضع الفاظ مین کوئی حرف زیادہ کرنا**
چنانچہ قصیدہ مدح شاہزادہ سلیمان شکوہ مین سید انشاء اللہ خان لکھتے ہین ع افتاب
اوسکی جبین کی جو مقابل ہووے + صد صدقے ہو کہی اف بی تیری چمکاہٹ + چمکاہٹ
حاصل مصدر ہے چمکنا کا میر صاحب نی رعایت قافیہ کے واسطے یہہ لفظ استعمال کیا ورنہ
مجرد اسکا چمک موجود ہے اسیطرح دوسرے شعر مین اولہاوٹ باندھتے ہین حالانکہ
اولہاو موجود ہے میر صاحب فرماتے ہین ع اتنی ہی بدمزاجی ہر لحظہ میر تمکو +
اولہاوٹی ہین سے جھگڑا ہے آسمان سے + دوسرا **کلمہ کو بیموقع استعمال کرنا**
چنانچہ اگر کی جگہ اگرچہ استعمال کرنا ظفر ع تجھی دیکھین تو پھر اور ونکو کن آنکھون
سے ہم دیکھین + یہہ آنکھین پھوٹ جائین گرچہ ان آنکھون سے ہم دیکھین **دقیقہ** اگرچہ

حروف شرط مین سے ہے لیکن موقع اوسکی استعمال کا مخصوص ہے کیونکہ اسکی جزا
بطریق استثنا کی آیا کرتی ہے یعنی جزا مین کلمہ استثنا کا لفظاً یا تقدیراً ضرور
واقع ہوا کرتا ہے چنانچہ میر تقی فرماتی ہین ؎ گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم +
لیک لگ چلنی کو بلا ہین ہم + ولہ ؎ گرچہ کب دیکہتی ہو پر دیکہو + آرزو ہی کہ
تم ادہر دیکہو + خلاصہ یہہ ہی کہ متکلم بعد لفظ اگرچہ کے جو مضمون واقع ہوتا ہی وسکی تسلیم
کرتا ہی پہر اوس سے استثنا کرتا ہی برخلاف اگر کے کہ اسکی جزا مشروط باستثنا نہین
حکیم مومن خان فرماتی ہین ؎ گر خواب مین بہی دہر کو دیکہا + آنکہین مژہ کو
دکہائینگے ہم + اسی قبیل سے ہی بعد موصول کے دوہرا صلہ لانا ؎ مصور کہینچ
وہ نقشہ کہ جسمین یہہ صفائی ہو + مطلب وہ بن کاف صلہ کی تمام ہو سکتا تہا مگر یہہ
فصحای ہند کی کلام مین اکثر دونون صورتون سے واقع ہوا ہی - بہتر یہی ہے کہ اس سے
احتراز کیا جاے کیونکہ یہہ اصل ہے اور اسمین اختصار بہی ہے اور اختصار ابلغ ہوتا ہی تیسرا
ترکیب اضافی ہین الفاظ ہندیہ کو ہندی سے یا ہندی و فارسی کو باہم مضاف یا مضاف
الیہ بنانا مگر یہہ مخصوص باہل دفاتر سرکاری و روزمرہ اخبار نویسان ہندہی
چنانچہ گورنمنٹ چہارم اور یہہ محاورات کثیر الوقوع ہین اور اخبار نویسان و اہل دفاتر

پر ہی منحصر نہین سلطان الشعرا امیر زا اخاد سیتاپای کو بھی یہہ مغلطہ پیش آیا ہی وہ فرماتے
ہین ۵ انار ہین لاشون کی نظر کیجیی جبجا + قاتل ترا کوچہ ہے کہ یا کوہ مری ہے
کوہ مری ایک پہاڑ ہی پنجاب مین اور مری ہندی زبان مین وبا کو کہتی ہین میرزا
دوسرے معنی یہان مقدم سمجھتی ہین اور ظاہرا ایہام کی طرف متوجہ ہوئے ہین کہ
بادی النظر مین کوہ مری کوہ مشہور سمجھا جاتا ہی لیکن مطلب کثرت مرگ عشاق
سے ہے اگر یہہ کہا جائی کہ کوہ مری سے یہان وہی کوہ مشہور مراد ہی جو سرد سیر ہے
اور بلحاظ سردسیری و لطافت کی کوچہ یار کو اوس سے منسوب کر دیا ہی تو مین کہتا ہون کہ
مضمون مصرع اول اسکی تائید نہین کرتا **چوتھا** الفاظ ہندیہ یا فارسیہ کو عرب
کے طور پر بنا کرنا چنانچہ ملبب یعنی لبالب مزیب یعنی زیبا اور اقواپ جمع توپ وغیرہ اس
قسم مین اہل ظرافت و بعض اہل تصنیف بھی شامل ہین چنانچہ صاحب فسانہ عجائب
آرایش محفل نے اس قسم کی الفاظ مستعمل کئے ہین - خواجہ حیدر علی آتش ۵ کلفت
ایام سی یہ وہ نہین کچھ چسکو + خوبرویونکو مزیب بلکجی پوشاک ہے **پانچوان**
کسی لفظ کی اصلی معنون سے انحراف کر کی اور معنون مین استعمال کرنا + صاحب بہار عشق
۵ مت سمجھنا یہہ کوہ شملہ ہے + شاہ واجد علی کا عملہ ہے + عملہ بتحریک اعلی و دوم

بروزن و معنی فعلہ جمع عامل کی ہے جسکے معنی ہین کارکن لیکن شاعر نے بمعنی
دورِ حکومت استعمال کیا ہی و اسی قسم سے ہی اہل عملہ بمعنی اہل عمل چھٹا مقام مدح مین
ایسا لفظ استعمال کرنا جس سے مدح اور مذمت دونون پائی جائین چنانچہ بعض لوگ
ملکہ کے ساتھہ جنابہ کا لفظ استعمال کرتے ہین ظاہرا انکو تانیث مد نظر ہوتی ہے مگر اسکے
قبح کی طرف بہی خیال کرنا چاہیی خواجہ حیدر علی آتش ۵ کشتہ اک عالم ہے چشم لعبت
خودکام کا + استخوانون مین مزا پاتی ہین سگ بادام کا + خواجہ صاحب چشم کی مدح
کرتے ہین مگر مذمت بہی اس سے مترشح ہے یعنی کشتگان چشم کی ہڈیون مین چشم کے
بادام نے ایسا اثر کیا ہی کہ جب وے ہڈیان کتی چباتی ہین تو انہین بادامونکا مزہ پاتے
ہین اس سے صاف یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کتی معشوقون کی آنکہین چباتی ہین حالانکہ
یہہ دولت سگونکے نصیبے مین نہ چاہیی نہ سگون کے۔ حالی صاحب فرماتی ہین کہ میرے
نزدیک یہہ مثال مخالفت قیاس لغوی کی نہین ہو سکتی کیونکہ مخالفت قیاس
لغوی فصاحت الفاظ سی علاقہ رکھتی ہے اور لفظ جنابہ اور لفظ بادام امثلہ
مذکورہ مین مخل بلاغت ہین کیونکہ خلاف مقتضائی حال استعمال کئے گئے ہین مگر
سراج الدین علیخان آرزو اسکو مخالفت قیاس لغوی مین داخل کرتے ہین +

دقیقہ اگر اس قسم کا لفظ ایسی مخاطب یا ممدوح کی شان مین واقع ہو جو قابل مذمت کے نہو چنانچہ ذات باری تعالی یا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تو جایز ہے **ساتوان** وصل عین کا الف کی طرح یعنی جیسی کی وصل کا الف بعض اوقات وزن مین ساقط ہوجاتا ہی ویسی ہی عین کو ساقط کرنا نظیر اکبرآبادے کہتا ہی تجھی کون کہ عاشق کو ستا سو + اور شمع نمط اوسکی کلیجے کو جلا سو + مدت سے رہا ہی تو مجھی غم سی لا سو + جاتی ہے بہار عمر کی آسون ہی مین آسو + آسو ارے آسو ارے آسو + بہار کی ر ساقط کرنے چاہیی یا عمر کا عین اور ہے کی ہے کا وصل کرنا غلطی مین داخل ہے اسکو ہم مخل فصاحت نہین کہہ سکتی مگر لفظ آپہی کہ اصل مین آپ ہی بااعلان الہا بعض اوقات باخفا الہا مستعمل ہوجاتا ہے اور یہہ شاذ نہی۔ ذوق ہے کسی مرتے کو اہی ہدایگر مارا تو کیا مارا + جو آپہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا + میر ہے چاہتا ہے جب مسبب آپہی ہوتا ہے سبب + دخل اس عالم مین کیا ہے عالم اسباب کو **نکتہ** فصاحت کلام مین داخل ہے کہ کلام ضعف تالیف و تعقید سی خالی ہو **ضعف تالیف** یہہ ہے کہ تقدیم و تاخیر ضمایر یا حروف روابط اس

نہج سے واقع ہون کہ خلاف روزمرہ اہل ہند کے ہو جیسے سرور کا شعر

ے نیک و بد زمانہ نہین جنتیار مین + ہوتا وہی سرور ہے جو سر نوشت ہو

روزمرہ یہہ ہے کہ ہوتا وہی ہے ہو یعنی حرف رابطہ اور فعل مین فاصلہ نہین چاہیے

تعقید تعقید سے مراد ہے غیر ظاہر الدلالۃ ہونا کلام کا اپنی معنون پہ

یعنے کلام اپنے معنون پر بظاہر دلالت نکرسکے بظاہر کی قید ہو اسطے لگائی گئی

کہ دلالت تو ضرور کرتا ہے مگر واضح اور صریح دلالت نہین ہوتی اگر ایسی لفظ

بولی جائین جو معنون پر دلالت ہی نکرتے ہون تو اونکو ہم تعقید نکہین گے بلکہ

اونہین مہملات کہین گے اور تعقید دو قسم ہے ایک لفظی ایک معنوی اگر اختلال

نظم کلام مین بسبب تقدیم و تاخیر وصل و فصل وغیرہ کی ہو تو لفظی ہے گو بعد تامل

و غور کے مطلب واضح ہو جائے اور اگر انتقال ذہن مین بسبب دوری نسبت کی

خلل واقع ہو تو معنوی ہے دوری نسبت کے یہہ معنی ہین کہ ذہن بہت جلد اوسکی

طرف انتقال نکرسکے جبتک بہت خوض اور تامل نکرین اوسکا سمجھنا دشوار ہو

آتش ے گل کو قبا ہین کے تو اے کجکلاہ کاٹ + مار سیاہ زلف سے سنبل کی

راہ کاٹ + شاعر کا مدعا یہہ ہے کہ مار سیاہ زلف دکھا کر سنبل کو خجل اور شرمندہ کر

لیکن کیسکی راہ کاٹنا کنایہ بخیل کرنے سے نہین ہوسکتا **نکتہ** کبھی نظم اور نثر کی
فصاحت مین فرق بہی ہوتا ہی لونظم مین وہ ترکیب فصیح ہوتی ہے جو نثر مین
غیر فصیح خیال کیجاتی ہے ضرور چاہیئی کہ شعر اون مکروہات سے خالی ہو جو ارباب
عروض وقافیہ نے مقرر کئی ہین **نکتہ کلام بلیغ** وہ کلام ہے جو باوصف
فصاحت کے مقتضای حال کے موافق ہو اور مقتضای حال سے یہہ مراد ہی کہ مناسب
حال ومناسب مقام ہو سو وہ مناسبت مختلف ومتفاوت ہوتی ہے کیونکہ جہان
تاکید کی ضرورت ہوگی وہان اطلاق نہین ہوسکتا اور جہان ایجاز درکار ہے
وہان اطناب او رمساوات نہین آسکتا ہر ایک اپنی اپنی موقع پر آنے چاہیئین **دقیقہ**
اس تعریف سے واضح ہوگیا کہ بلاغت کے واسطی فصاحت لازم ہے نہ بالعکس یعنی
جہان بلاغت پائی جاویگی وہان فصاحت بہی ضرور ہی ہوگی اور فصاحت
کی واسطی بلاغت شرط نہین **نکتہ** مرادی معنون کے ادا کرنیمین جو خطا واقع
ہوتی ہے اوس سے بچنے کی لئی قواعد مقرر کئی گئی ہین جسکا نام **علم معانی**
ہے اس علم کے ذہن نشین کر لینی سے جو لفظ اپنی مراد ادا کرنیکی واسطی انسان
بولیگا اوسمین خطا نہ واقع ہوگی اور کبھی معنی مرادی کی طرف انتقال کرتے وقت

ذہن مین خلل واقع ہوجاتا ہے اس خلل کے رفع کرنے کی واسطے بہی کلیے بندہے
ہوئے ہین جسکا نام **علم بیان** ہے اور کبھی کبھی محسنات کی طرف بہی انسانکو
میل ہوتا ہی اسکی واسطے بہی ایک علم علیحدہ ہے جسکا نام **علم بدیع** ہے
اور ہم انشاء اللہ تعالی اگر زمانہ نی فرصت اور اجل نے مہلت دی تو تینون علمون
مین گفتگو کرینگے سب سے پہلے علم معانی مین بحث کرتے ہین اور خدا سی توفیق
چاہتے ہین اللہم انا نستعینک و منک التوفیق وانا لانستطیع وانت الرفیق
نکتہ علم معانی وہ علم ہے جس سے پہچانا جاتا ہی کہ کلام فصیح اور مقتضائے
حال کے موافق ہے یا نہین سو وہ کئی بابون پر مشتمل ہے **دقیقہ** کلام وہ شی ہے
جو دو یا زیادہ کلمون سے بالاسناد مرکب ہو یعنی دو یا زیادہ کلمے ایسے بولی جائین
جو باہم مضاف یا مضاف الیہ ہون یا فعل فاعل یا مفعول وغیرہ ہون ایسے
بالاسناد کہنے سے وہ دو یا زیادہ الفاظ کلام کی تعریف سے خارج ہو گئی جو بغیر اسناد
کی بولی جائین مثلا زید بکر عمرو یونہی بول دئے جائین اور کوئی قید انمین نہ
لگائی جائے سو وہ اگر اس قسم سے ہی کہ سکوت متکلم کا اوسپر صحیح ہو تو تام
ہے ورنہ ناقص چنانچہ زید کا غلام۔ اور تام دو قسم ہے ایک اخبار چنانچہ کہنا ہے

زید دوسری انشا چنانچہ پکڑ لی زید کو ظاہر ہے کہ زید کا غلام کہنی سے سامع نہین
سمجھا کہ قایل کا اس سے کیا مطلب ہے اور سکوت اوسکا اس موقع پر صحیح نہین
اور اس جملہ سی کہ زید کہڑا ہی سامع سمجھ گیا کہ متکلم اوس کیفیت کو بیان کرتا ہی جو
زید مین پائی جاتی ہے یعنی کہڑا ہونا اور جملہ اخباریہ اگر مطابق واقع کی ہو یعنی
متکلم بیان کرتا ہی کہ زید کہڑا ہی اور حقیقت مین بہی کہڑا ہی تو صادق ہی نہین تو
کاذب ہی اس تقسیم سی ظاہر ہو گیا کہ جملہ اخباریہ اور قضیہ ایک ہی شے ہی اور
صدق و کذب دونون کا احتمال اوسمین ہے اور انشا مین صدق و کذب کا
احتمال نہین ہوتا بلکہ اوس سے طلب کسی شے کی پائی جاتی ہے

پہلا باب
اسناد خبری کے بیان مین

نکتہ اسناد خبری کے معنی ہین ایک کلمہ یا قایم مقام کلمہ کو دوسری کی
طرف نسبت کرنا اس نہج سے کہ افادہ حکم کا کرے جیسا چنانچہ زید کہڑا ہے **نکتہ**
اخبار سی مخبر کا مطلب یا تو یہہ ہے کہ سامع کو جو ناواقف ہو کسی بات کی خبر دے
چنانچہ زید کا بیٹا ہے سامع نہین جانتا کہ یہہ شخص کون ہے متکلم نے اوسی

واقف کردیا کہ زید کا بیٹا ہے یا یہہ کہ اپنے علم سے اوسی آگاہ کری مثلاً ایک
شخص ولی کی تعریف کر رہا ہو اور دوسرا شخص کہے کہ ہان صاحب ولی بہت
اچھا شہر ہے تو مطلب اوسکا یہہ ہے کہ مین بہی جانتا ہون اور ولی سے واقف ہون
اور کبھی دانا کو بمنزلہ نادان کے ٹہیراکے کہدیا جاتا ہی اور مطلب اوس سے ترغیب و
تحریص سامع کی ہوتی ہے چنانچہ کام چور آدمی کو کہا جاتا ہے بہائی کام کرنا
بہت اچھی چیز ہے اور کبھی لذت مکالمہ کے واسطی کہا جاتا ہے مثلاً دو دوست
ایک جگہ شب باش ہون اور صبح کو رات کی گزشتہ قصے بیان کر کر خوش ہون
اور کبھی اظہار تمکنت کا مطلوب ہوتا ہی مثلاً ایک امیر عالی شان جو دولت مین
ضرب المثل ہو کہی ہماری پاس ہزارون روپیہ موجود ہین یا تفجع یعنی شیون
اور بین کرنیکی واسطی مثلاً میرے پیارے بیٹے کو دشمنون نے قتل کر ڈالا الموقفہ
چلے جاؤ جان جسکے جانی سے افسوس + چلی جاوے ماور رہجاوے حیف +
لگاتی ہوئے ہاتھ اوس گلبدن کو + فرشتہ اجل کا نہ شرمای حیف + جو کشتون
سے اپنے کنارہ کرے + لحد کی وہ آغوش بہی حیف + یا تحسر کے واسطی آتا ہے
ظفر ؎ حسرتا واحسرتا تمنی ہماری گور پر + فاتحہ کو بہی نہ ہاتہ ای مہربان اوٹہا گئے

کبھی اظہار عجز و ضعف منظور ہوتا ہی نظیر اکبرآبادی سے آلہی مین بندہ گنہگار ہون
گناہوں مین اپنے گرفتار ہون + یا مناجات اور طلب حاجت منظور ہوتی ہے قمر
اے اللہ مجھہ عاجز کو تو نی سب کچھہ دیا لیکن ایک اندہیرے گھر کا دیا نہ دیا + خدا
تو جانتا ہی کہ اندہیرے گھر کا دیا نہین دیا پہر اوسکی سامنی بیان کرنا اسی غرض سے
ہے کہ اے پروردگار عنایت کر سوای اسکے اور بہت سے فایدے جملہ اخباریہ سے
مطلوب ہوتے ہین اہل تتبع خود دریافت کر سکتی ہین **نکتہ** اگر مخاطب
خالی الذہن اور بے تردد ہو تو موکدات کی کچھہ حاجت نہین ہوتی ورنہ بقدر
تردد و شک مخاطب کے موکدات کی حاجت پڑتی ہے اور الفاظ تاکید کی بہت سے
ہین مثلا عموما سوگند کی الفاظ اور جلدی اصلا ہرگز شتابی ٹہیک وغیرہ
میر حسن سے قسم مجھکو حضرت سلیمان کی + ہین دشمن ہوئی اوسکی اب جانکی
مخاطب معشوق ہی اور متکلم عاشق مخاطب کو کمال محبت عاشق کے لحاظ سے
امید نہین کہ وہ دشمن بنجای سواسطے اوس تردد اور شک کو ملحوظ کر کی قسم
یاد کی گئی تا کہ وہ امید منقطع ہو جاے اور سمجھہ لے کہ معاملہ دگرگون ہے ذوق
جینا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا + گر آج بہی وہ شک مسیحا نہین آتا میر

نکتہ جانتا ہی خدا جانی تو ہمکو کیا جانتا ہی خدا جانتا ہی ہم خدا ہین ہندی تری

اسناد دو قسم ہے ایک حقیقی عقلی اوس سے یہہ مراد ہی کہ ایک امر کو اپنی عندیکے
روسی دوسری امر کی طرف منسوب کرنا خواہ وہ سچ ہو یا جہوٹ چنانچہ عالم کا
قول کہ خدا نی باغ سرسبز کیا اور جاہل کا قول بہارنی باغ سرسبز کیا اور
زید آگیا (درحالیکہ وہ نہین آیا) عالم کے نزدیک باغ سرسبز کرنیکی صفت خدا
مین پائی جاتی تہی اوسنی اپنے عندیہ کی موافق اوسے خدا کی طرف منسوب
کیا اور جاہل کے نزدیک وہ صفت بہار مین پائی جاتی تہی اوسنی اوسی کی
طرف منسوب کیا اور لفظ عندیہ کے کہنے سے قضایای کاذبہ بہی اسمین داخل
ہے یعنی قایل کے نزدیک ثابت تہا کہ زید آگیا ہے گو فی الحقیقۃ وہ جہوٹ
بات ہی اوسنی کہدیا کہ آگیا ہے چونکہ نفی اثبات کی تابع ہوتی ہے اسلئی
منفی حقیقی عقلی بہی اسمین داخل ہے دوسری قسم مجاز عقلی ہے اوسکی معنی
ہین ایک امر کو اوسکی ملابس کی طرف اسناد کرنا اور یہہ پہلی قسم کی برخلاف
ہے چنانچہ کہتی ہین پرنالہ بہتا ہے حالانکہ بہنی والا پانی ہے لیکن چونکہ
پرنالہ اور پانی مین ملابست ہی اسواسطی اوسی کی طرف بہنا منسوب کردیا

اور یہہ محاورات مین اکثر شایع ہے اسی قسم سے ہی چراغ جلتا ہے حالانکہ
بتی اور تیل جلتا ہی آگ جلتی ہے حالانکہ جلنی والی لکڑی ہی ہنڈیا پکتی ہی ہے
حالانکہ پکنی والی وہ شی ہے جو اوسکی اندر ہے **نکتہ** کبھی سبب کوجو قایم مقام سبب
کے ٹھیرا لیتے ہین چنانچہ ؎ صبا اگرچہ شگفتہ کرے ہزارون پہول + کسیکے غنچہ
دل کو وہ کب کھلا جانی + نسبت کھلانیکی صبا کی طرف مجاز ہے اور اسی
قسم سے ہے میر حسن فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا + کہ جسکے عوض یون
رلانی لگا + بعض حکما کی نزدیک اردنیا کی کاموںکا فلک پر ہے اور اونکا
اعتقاد ہی کہ جو کچھہ جہا منین ہوتا ہی سبب گردش فلکی سے ہوتا ہی اور وجود ایزد
تعالی شانہ کی وہ قایل نہین اونکی نزدیک ہنسانی اور رلانی کی نسبت فلک
کی طرف حقیقت عقلی ہے اور بعض حکما کی نزدیک قادر مطلق ایزد بیچون ہے اور
فلک سبب اونکی نزدیک مجاز عقلی مین داخل ہے **نکتہ** مجاز عقلی مین
جو کچھہ ذکر کیا گیا ہی وہ اخبار ہی مین منحصر نہین بلکہ انشا مین بہی پایا جاتا ہے
میر حسن شتابی سے مجلس کو طیار کر + تو اس گل سے گھر رشک گلزار کر
نجم النسا شاہزادی بدر منیر کو خطاب کرتی ہے ظاہر ہے کہ مجلس طیار کرنیکا

امر بدر منیر کی ذات سے تعلق نہین رکھتا بلکہ اوسکا کام خواصون کو امر کرنا ہے سو اوسکو جو خطاب کیا گیا تو اوس سے یہی مراد ہی کہ اپنے خواصون کو حکم کر کہ مجاز عقلی ہین قرینہ صارفہ ضرور چاہیی جو حقیقی معنون کی مراد لینی سے مخاطب کو روک دیوی وہ قرینہ خواہ لفظی ہو خواہ معنوی - اگر کہا جاوی کہ یہہ جملے مثلاً عشق نے مجہی مار ڈالا اور آگ نے زید کا گہر جلا دیا علی ہذا القیاس اور ایسی محاورات داخل مجاز عقلی ہین کیونکہ فاعل ہر ایک فعل کا ذات باری ہے سبحانہ و تعالے پہر اسمین کوئی شخص بہی گفتگو کی وقت ان باتونکا خیال نہین رکہتا کہ یہہ مجاز ہے اور اسکے واسطی قرینہ صارفہ بہی ضرور ذکر کرنا چاہیے پس یہہ قید کیونکر درست ہو سکتی ہے ہم کہتے ہین کہ یہہ درست ہی کہ اکثر اہل عرف جاہل ہین فاعل حقیقی اور سبب کے درمیان فرق نہین کر سکتی مگر جو لوگ دانش اور فکر مستقیم رکہتی ہین وہ ضرور اس بات کا لحاظ رکہتی ہین یا یہہ کہ بسبب قصور افہام کے حقیقت عرفی اسکا نام رکہنا چاہیی یعنی عرف کی لحاظ سی حقیقت ہے ورنہ فی الواقع مجاز عقلی ہے

دوسرا باب احوال مسند الیہ کے بیان مین

نکتہ اس جملہ مین کہ زید کہڑا ہی زید مسند الیہ ہے اور کہڑا مسند ہے مسند الیہ کبہی حذف بہی ہو جاتا ہے لیکن شرط حذف کی یہہ ہے کہ کوئی قرینہ ضرور ہونا چاہیئے جو مسند الیہ کے حذف پر دلالت کرے اور حذف کسی نہ کسی فایدہ کے واسطی ہوتا ہے ورنہ وہ کلام کا رکن اعظم ہے اوسکا حذف کرنا جایز نہین سو کبہی اس اعتماد پر کہ قرینہ عقلیہ موجود ہی عبث سی احتراز کرنیکی واسطی حذف کر دیتے ہین چنانچہ کہتی ہین کیا حال ہے دوسرا کہتا ہی اچہا ہے دوسرے جملہ مین مسند الیہ یعنی حال محذوف ہی اور حذف اسلئی کیا گیا کہ سوال مین مذکور ہو چکا تہا اگر دوسری دفعہ اوسکا ذکر کرتے تو عبث تہا اور عبث فصحا کی کلام مین جایز نہین نکتہ کبہی مسند الیہ کو حذف کر کی مفعول پر اقتصار کر لیتی ہین اور فعل کو مجہول بنا لیتی ہین چنانچہ کہتی ہین زید جنگ مین مارا گیا ہے فایدہ اسمین یہہ ہے کہ سامع کو فقط زید کا حال دریافت کرنا منظور تہا اور اس سے کچہہ غرض نہ تہی کہ کسنی مارا اسواسطی فعل کو مجہول پر بنا لیا یا مجہول بنانی مین یہہ فایدہ ہوتا ہی کہ فاعل عالی شان ہوتا ہی اور مفعول کم قدر فاعل کے ذکر نہین اوسکی سبکی ہوتی ہے اسواسطی حذف کر دیتی ہین چنانچہ

کہتی ہین للو چپراسی کو سو روپیہ انعام ملا معلوم ہی کہ سرکار نے انعام دیا
مگر اس لحاظ سی کہ سرکار کے نزدیک انعام کی مقدار اور للو کی قدر بہت کم
ہے لفظ سرکار حذف کر دیا گیا یا مجہول بنانی مین یہہ فایدہ ہے کہ فاعل
کم قدر ہوتا ہی اور مفعول عالی مرتبہ ہو واسطی فاعل کا ذکر نہین کرتی چنانچہ
کہتے ہین بادشاہ قتل کیا گیا حالانکہ معلوم ہے کہ بادشاہ کو ایک ادنی سپاہی نے
قتل کیا ہے **نکتہ** مسند الیہ کا ذکر کرنا اسواسطی ہے کہ وہ اصل ہے یا اس احتیاط
کی واسطی کہ قرینہ پر اعتماد نہین ہوتا یا اس بات کی اظہار کی واسطی کہ سامع
غبی ہے سمجھہ نہین سکیگا یا اسواسطی کہ اپنا مطلب بخوبی ظاہر ہو جائے
یا استلذاذ طبع کی واسطی یعنی مسند الیہ کا ذکر اسواسطی کرتے ہین کہ اوسکی
نام سی طبیعت کو لذت حاصل ہوتی ہی چنانچہ **مومن** رات کس کس طرح
کہا نہا + نہ ہا پر وہ مہ لقا نہا + ظاہر ہی کہ اگر لفظ مہ لقا یہان نہوتا
تو مطلب تمام تہا مگر اسواسطی ذکر کیا گیا کہ طبیعت کو اوسکی نام سی لذت
حاصل ہوتی ہے سررشتہ تعلیم اضلاع شمال مغرب کے مبصر فرماتی ہین کہ
مہ لقا فاعل ہے مین کہتا ہون وہ فاعل ہے اور فعل منفی کی تکرار اسلئی ہے

کہ قلق اور اضطرار ثابت ہو مہ لقا صنعت ہے اسم ضمیر کی اگر یہہ مذکور نہوتا اور
فقط ضمیر پر اکتفا کیجاتی تو بہی درست تہا **نکتہ** کبہی مسند الیہ کو معرفہ
بنا لیتی ہین اور تعریف اوسکی اضمار کی ساتہہ کرتے ہین اضمار کی معنی ہین
ضمیر کرنا اور ضمیر یا غایب کے واسطی ہوتی ہے یا خطاب یا تکلم کی واسطی اور
ہر ایک کے استعمال کا موقع علیحدہ ہے اصل خطاب کی یہہ ہے کہ شخص معین کے
واسطی ہو مثالین اسکی آیندہ نکتہ مین بیان ہونگی لیکن کبہی غیر معین کو
بہی مخاطب بنا لیتی ہین **ذوق** نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا مخاطب اسمین کوئی شخص خاص نہین بلکہ عام ہے
اور تعمیم اس لحاظ سی ایسی موقعونپر کیجاتی ہے کہ اگر خاص کر کی اور کسی شخص کا
نام لیکی کلمات نصیحت آمیز کہین تو احتمال ہے کہ وہ ناخوش ہو یا عام لوگونمین
مذمت اوٹہائی اور قبول کرنی سی انکار کری اسواسطی خاص کر کی کسیکو نہین
کہتی جو شخص طبع قابل رکہتا ہوگا وہ خود قبول کر لیگا اور یہہ پند و نصایح
کی موقعونپر اکثر مستعمل ہوتا ہی **نکتہ** کبہی بوجہ ضمیر مستتر کی بار بار لاتے
ہین وجہ اسکی یہہ ہے کہ جب ایک فعل افادہ نسبت کا کرتا ہی وذہن سامع کا

مرجع کی طرف انتقال کرتا ہی پہر ضمیر بارز آجاتی ہے تو سامع معلوم کرلیتا
ہے کہ فاعل وہی ضمیر بارز ہی اور کوئی نہین پس اس سے تکرار نسبت کی حاصل
ہوتی ہے **نظفر** کرتے ہین فلکہ عمارت مین بسر جو اپنی عمر + کیا اٹھا کر
اپنی سر پر وہ مکان لیجائینگے + لیجائینگے مین ضمیر مستتر ہے جو فاعل کی
طرف رجوع ہوتی ہے پس ضمیر بارز یعنی وہ کی کچھہ ضرورت نہین لیکن ضمیر
بارز کی ذکر کرنیمین فایدہ یہہ ہے کہ سامع کو معلوم ہوجاتا ہی کہ نسبت فعل کے
بالضرور اسی فاعل کی طرف ہے **نکتہ** اکثر مسند الیہ کی تعریف علمیت کے
ساتھہ کرتی ہین تاکہ مسند الیہ بعینہ سامع کی ذہن مین حاضر ہوجائی پہلی علم
کو ذکر کرتی ہین پہر ضمیر اوسکی طرف رجوع کرتی ہین **نسیم دہلوی** ان
کو بکٹہ کی روح افزا + بولی کہ کدہر کیا ادا + پہلی علم یعنی روح افزا ذکر کیا
پہر اوسی ضمیر مستتر کا جو بولی مین ہے مرجع ٹہیرایا **نکتہ** اصل یہہ ہے کہ مسند الیہ
معرفہ ہو لیکن کبہی نکرہ بہی ہوتا ہی اور ہماری غرض یہہ نہین کہ فقط فعل فاعل
ہی کو مسند الیہ کہین بلکہ مبتدا خبر کو بہی مسند مسند الیہ کہتی ہین اگر فرع کو اصل
کی طرف رجوع کیا جائے یعنی نکرہ کو معرفہ بنالیا جائی تو بہت چاہی

اور تعریف علم ہی کو ضمیر کے ساتھہ کیجاتی یا علم کی ساتھہ لقب اور کنیت کے
ساتھہ بہی تعریف کرتی ہین اور یہہ کبہی تحقیر کی واسطی ہوتا ہی **ذوق**
کیا جانی تیغ عشق کے لذت کو بوالہوس گو جون ملخ وہ حلق بریدہ ومین ہل گیا
اور اسی قسم سے ہی **غالب** یہہ کہانکی دوستی ہی کہ بنی ہین دوست ناصح کوئی
چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا + بوالہوس کینت ہی اور ناصح لقب اور یہہ دونون
تحقیر کی واسطی مذکور ہوئے ہین کبہی علمیت ہی تحقیر کی واسطی آتی ہی چنانچہ
منشی محمد لطیف صاحب فرماتی ہین **لطیف** چہ خوش اب قیس بہی ہمسرا
سودا مین بنتا ہی نہ کہئی اسکو گر خبطی تو پہر کہئی کہ کیا کہئی + قیس کا ذکر یہان
تحقیر کی واسطی ہی یعنی مین بڑا دیوانہ ہون میری سامنی اوسکو سودا کا دعوی
نہین کرنا چاہئی اور کبہی اظہار علمیت کا تعظیم نظیر کی لئی ہوتا ہی حکیم مومن خان
دہلوی **شعر** تری غلامی کی لتب دو سی خاک پای بلال + سفیدہ رخ فغفور
چین وقیصر روس + فغفور چین و قیصر روس جو عالی قدر بادشاہ ہین اسلئی مذکور
ہوئی کہ خاک پای بلال کے عظمت ظاہر ہو اور بلال کا اسلئی ذکر کیا گیا کہ ذات
ممدوح یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بزرگی بیان ہو اور

کبھی اظہار علمیت سے حیران اور مشوش کردینا سامع کا منظور ہوتا ہی چنانچہ

چل محمد کا ہوا کام تمام + ظاہر ہی کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رسول خدا صلی

اللہ علیہ وسلم کو اپنی حقیقی فرزندون سے زیادہ تر پیار کرتی تہین اگر مخبر اسطرح

خبر دیتا کہ چل تیری بیٹی کا کام تمام ہوا تو وہ تشویش اور سکونہ ہوتی جو علم

ظاہر کرنے سی ہوئی اور کبھی اظہار علمیت کا محض تعظیم کی واسطی آتا ہی

میبر وہ کسری کہ جسکا تہا شور اس جہان مین + پڑی ہین گرے اوسکی محل آج

سونے + یعنی وہ صاحب شوکت وعظمت کسری جسکی عدل و انصاف اور حشمت و ثروت

کا شور جہان مین تھا اور کبھی اظہار علمیت کا استلذاذ طبیعت کے لئی آتا ہی چنانچہ

میبر حسن میری نوجوان ہین کدہر جاؤن پر + نظر توئی جہیز کی بی نظیر

ظاہر ہی کہ بدون ذکر بی نظیر کی مطلب تمام ہوسکتا تہا مگر اوسکی ذکر کرنی سے

چونکہ ایک گونہ لذت حاصل ہوتی تہی ہواسطی اوسکا ذکر کیا گیا **نکتہ**

کبھی مسند الیہ کی تعریف اسم الاشارہ کے ساتھ کرتے ہین تاکہ وہ کمال تمیز کے

ساتھہ معین ہوجاے چنانچہ میں وہ نہین ہون کہ تجہہ سے دل میرا

پہر جاے یعنی مین ہرگز پہر جانیوالا نہین ہون کبھی یہ اسم اشارہ تعظیم کے

واسطی آتا ہی میر حسن نہ وہ چاہ دیکہا نہ ہمراز وہ + پڑہی گوش مین شہر آواز
وہ + چاہ جسمین بدر منیر کو اپنی محبوب کا بدجمال نظر آیا اور وہ ہمراز اور اوسکی آواز
سب غوب تہے اور اوسکی نزدیک معتبر اور معظم تہی سو واسطی ایسا کہا گیا اور نفی
اس مدعا پر بخوبی دلالت کرتی تہے اور پایا جاتا ہے کہ اوسکی آرزو تہی کہ یہہ
عالم دیر تک رہتا **نکتہ** کبہی ہم اشارہ کی بعد لفظ جو یا کاف لاتی
ہین اور وہ اس صورت مین موصولات کے حکم مین داخل ہو جاتا ہی سو وہ
کئی قسم ہے منجملہ اونکی یہہ ہے کہ جو احوال مسند الیہ سی مختص ہوتا ہی مخاطب
اوسی علم نہین رکہتا اوسکی سمجہانے کے واسطی ذکر کرتی ہین **مومن** وہ جو
ہم مین تم مین قرار تہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو + یعنی وہی وعدہ نباہ کا
تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو + یہان وہی وعدہ چاہتا ہی جو مخاطب اور متکلم کی
درمیان ہوا تہا اور فراموش ہو گیا سو یہہ فراموشی بمنزلہ عدم علم کی
ہے اور کبہی وہ مسند کلام کی بنا کی واسطی آتا ہی **غالب** وہ چیز جسکے
لئی ہے ہمین بہشت عزیز + سوای بادہ گلفام و مشکبو کیا ہی + اور فرق
دونون مین بہت دقیق ہے لیکن اہل علم ہی ایسی نکتون کی طرف مایل

ہوتی ہین عام اہل زبان دونون کو ایک ہی سمجھتے ہین آور جسکے اور جو اُسکی ہی
ہین مگر پہلا مرکب ہے جو اور اُسکے ہی اور موقع انکی استعمال کا الگ الگ ہے
نکتہ کبھی اسم اشارہ حذف کر دیتی ہین اور اسمین بھی ایک نکتہ ہی یعنی یا
ترحم منظور ہوتا ہی **مولف** فایض ہوا ہی پہر سے وہ یہ ہیغا ان وان +
بیچارہ کیا کری جو نہ کعبہ مین دل لگی + قایل کا مطلب اس سے یہہ ہے کہ گویا
ویسا کوئی اور بیچارہ ہی نہین وہ نہایت ہی مظلوم ہے یا مذمت **ذوق**
مرگئی پر بھی تغافل ہی ہا آئی ہین + بیوفا پوچھی ہے کیا دیر سے لیجانے مین +
بیوفا سی دہی مطلب ہے جو بیچارہ سی تہا ایک صاحب کا یہہ اعتراض ہے کہ
ترحم یا مذمت اسم اشارہ کے حذف کری سی نہین پیدا ہوئی بلکہ الفاظ
ہی ایسی واقع ہوگئی ہین کیونکہ بیچارہ سی خود ترحم پیدا ہوتا ہی اور بیوفا
سی مذمت ثابت ہوتی ہے مین بہی اس اعتراض کو تسلیم کرتا ہون لیکن
فرق یہہ ہے کہ حصر کرنا کہ الفاظ ہی ایسی ہین ممنوع ہی البتہ اشتراک ہے
یعنی الفاظ بہی ایسی ہین اور حذف بہی انہین معنون پر دلالت کرتا ہے
نکتہ کبھی مسند الیہ کی تعریف اضافت کی ساتہہ کرتے ہین اور یہ

اضافت سے یہہ فایدہ ہوتا ہی کہ جو معنی بیان کرنے منظور ہوں وہ
مختصر لفظوں مین ادا ہو جائین مثلا زید کا گھوڑا یہہ دس فقرہ کا اختصار
ہے یعنی وہ گھوڑا جسکا مالک زید ہی اور یہہ فایدہ ہر ایک قسم کی اضافت
مین ملحوظ ہوتا ہی اور اضافت کے ساتھہ تعریف کرنا کبھی تعظیم کی واسطی
ہوتا ہی چنانچہ کہتی ہین ہیر اونکر علی نذرا القیاس آل رسول کی تعظیم
واجب ہے غالب بہت سہی غم گیتی شراب کیا کم ہے + غلام ساقی
کوثر ہون مجھکو کیا غم ہے + اور کبھی تحقیر کی واسطی میر فاتحہ کو بھی بعد
مرگ آیا + میر کی یار کی طرح دیکھو + اور یہہ تحقیر مضاف الیہ مین ہے
اسیطرح مضاف کی بہی تحقیر ہوتی ہے جیسا کہ کہتی ہین یہہ کچہری کے
ملازم چلے جاتی ہین (در جا ایکہ وہ کسی خراب حالت مین چلا جاتا ہو)
اور کبھی اضافت صرف حال بیان کرنیکی واسطی آتی ہے میر ستایا
میر بیکس کو کسینے + کہ پہر اب عرش تک جاتی ہین نالی + اور اس اضافت کا
نام اضافت توصیفی ہے نکتہ کبھی اضافت تعظیم کے واسطے
ہوتی ہے اور بعد اوسکی ایک ایسا کلام بیان کرتی ہین جو مذمت یہ

مشتمل ہوا وس سے وہ تعظیم مبدل بتحقیر ہو جاتی ہے چنانچہ میر بہ آج
میر مسجد جامع کے تھے امام + داغ شراب ہوتی تھی کل جانماز کا + مسجد جامع
کا امام ہونا ایک امر عظیم ہی دوسرے مصرع کی ذکر کرنی سی وہ تعظیم مبدل
بتحقیر ہوگئی اور یہہ اضافت مسند الیہ مین نہین بلکہ اوسکی متعلقات مین ہے
اور جہان ایسا اتفاق ہوا کہ باب سے خارج کوئی قاعدہ بیان ہوا ہی اوسپر
ہمنے اشارہ کر دیا ہی تاکہ اعتراض نہ واقع ہو اور اخیر مین تیسری باب کے
اسکا مفصل ذکر کیا گیا ہے اسی قسم سی ہے **ذوق** رات و نکو نہ ہو حق
کرای شیخ مناجاتی + سوتے ہوئے جو نکین گے رندان خراباتی + اور یہہ انشائی
اخبار مین بھی ایسا ہی ہوتا ہی اور جب اس سے بھی زیادہ تمیز منظور ہوتی
ہے تو جملہ مصدر بکاف یا جو یا جن یا جس جیسا موقع ہو مضاف مضاف
الیہ کی بعد لاتی ہین چنانچہ **مولف** واعظ شہر جو کل مدعی عصمت تہا
آج میخانہ سی نکلا تہا صراحی لیکر + اور کبہی اضافت عبرت سامع کی
واسطے آتی ہے **ذوق** عشق ہے ایسی وہ کافر جسکے ہاتہہ سے +
شیخ صنعان سا مسلمان ہو زنار بند مشرب نے + اسی قسم سی ہے میر شریف کہ

رہا ہی تمام عمر اہی شیخ ۔ یہہ میراب جو گدا ہی شراب خانہ کا اور یہہ مسند الیہ
کے مفعول میں ہے اور یہہ دونوں مثالیں تعظیم کی شق میں اسلئی نہیں
مذکور ہوئیں کہ مقتضای مقام و وقت جداگانہ تہا ۔ ہر سخن جایی و
ہر نکتہ مقامی دارد ہیں اعتراض معترض کا برمحل نہیں **نکتہ** اضافت
کبہی باعتبار مجاز زیادتی ملابست ہوتی ہے جیسا کہ کہتی ہیں ہمارے دہلی
خوب آباد ہی ۔ تمام دہلی پر اپنی مالکیت ظاہر کی باوجودیکہ متکلم ایک قطعہ
کا اقطاع دہلی میں سے مالک ہے لیکن اس سبب سے کہ تہوڑی سی ملابست
اوسکو دہلی کے ساتہہ تہی اوسی کے لحاظ سی ایسا کہدیا **نکتہ** کبہی مسند
الیہ نکرہ ہوتا ہی اور نکرہ کی معنی ہیں شخص نامعین تنکیر کے واسطی اہل
ہند کی نزدیک کئی ایک لفظ ہیں مثلا کوئی ایک جوہر وغیرہ اور
ہر ایک کی استعمال کا موقع علیحدہ ہے ۔ ہر اور جو اکثر حصر کے واسطی
آتی ہیں اور انکے مابعد کا لفظ حکم جنس کا پیدا کرتا ہی چنانچہ کہتی ہیں
جو پیدا ہوا ہی مریگا ۔ ہر ایک کو مرنا ہی ۔ اور حصر کبہی تکرار کلمہ سے
بہی پیدا ہوتا ہی **میر** پتا پتا گلشن کا تو حال ہمارا جانی ہے

اور تو کہدی ای گل جس سے بے ہمگی اظہار کرین + نکتہ تنکیر
مسند الیہ سے کبھی کوئی فرد منظور ہوتا ہی **فوق** اگر پوچھی کوئی مجھسے تو
کیون نالان ہے مین کہدون محبت سے محبت سے محبت سے + یعنی
کوئی فرد پوچھی **نکتہ** کبھی تنکیر تعظیم کے واسطی ہوتی ہے چنانچہ کہتی
ہین زید ایک علامہ ہے - کوئی خدا کا بندہ ملی تو مراد حاصل ہو **نکتہ**
کبھی تنکیر سی مجدد یعنی نیا شخص مراد ہوتا ہی **مومن** کسیکا ہو اآج کل
تہا کسیکا + نہ ہے تو کسیکا نہ ہو گا کسیکا + ہماری غرض پہلے مصرع سے
ہے **نکتہ** اگر علم کو نکرہ کر لیا جاوی تو اوس سے وہ معنی مقصود ہوتے
ہین جسمین وہ مشہور ہو جیسا کہ کہتی ہین ہین کوئی خدا تو نہین - خدا جو
علم تہا اوسکو نکرہ کر لیا اب اسکی یہہ معنی ہوئی کہ ہین صاحب قدرت نہین
کیونکہ خدا کی قدرت مشہور ہی **غالب** ریختی کے تمہین استاد نہین
ہو غالب کہتی ہین اگلے زمانہ مین کوئی میر بہی تہا + کوئی میر کہنی سے
یہہ مدعا نہین کہ میر کی گو ظاہر مین لفظ اسی پر دلالت کرتی ہین مگر
فی الحقیقہ مطلب یہہ ہی کہ کوئی شاعر پہلی بہی استاد گزر چکا ہی فقط

بہتین استاد نہین ہوا اور یہ شرف تمہارے ہی لئے نہین آپ صاحب
فرماتی ہین کہ مجھکو اس سے اتفاق نہین میر کو ہو اسطی نکرہ کیا کہ غالب نے
اوسکو دیکھا نہین تھا مین کہتا ہون کہ منصف مزاج آدمی خود انصاف
کرلینگے مین اسی قاعدہ کے ایک مثال فارسی مین بھی لکھی دیتا ہون تاکہ زیادہ
وضاحت ہو جائے **نظامی** یا عمری بر سر دوران فرست + یا علیی
بر سر میدان فرست یعنی عادل و شجاع کیونکہ یہ دونون انہین دونون
وصفون مین مشہور تھے **نکتہ** کبھی تنکیر تعجب کے واسطی ہوتی ہے
جیساکہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب حکیم فرماتی ہین **شعر** لائی جاکر اوسی
پرستان سے آدمی کیا ہین اک بلا ہین ہم + اک بلا کا لفظ ایک امر عظیم
تعجب خیز پہ دلالت کرتا ہے **نکتہ** کبھی تنکیر اسواسطی ہوتی ہے
کہ مخاطب ایک امر کو جانتا ہی مگر اوسپر عمل نہین کرتا اوسکو بمنزلہ نادان
کے ٹھیراکر ایسا کہدیتی ہین - مولانا محمد رکن الدین مکمل فرماتی ہین ؎
اتنی بھی جفا تو کرنہ ای بت + ہم بھی کسی خدا کی بندی ہی - مخاطب جو
رحم نہین کرتا تو اوسکو جتاتی ہین کہ تیری عاشق ہین تو کیا ہوا

آخر کسی خدا کی بندی تو ہین پس بندگان خدا پر رحم کرنا چاہیئے ایک
میری ہمعصر کا قول ہے کہ کسی سے جو غرض مصنف نے نکالی ہے طبیعت قبول
نہین کرتی بلکہ کسی سے یہان مراد وہی ہے جو معرفہ ہی جیسی دو بہائی
حقیقی ترکہ پر لڑین اور ایک دوسرین سے کہی کہ ہم بہی تو آخر کسی باپ کی بیٹی ہین
یعنی اوسی باپکے بیٹے ہین جسکے تم ہو تین کہتا ہون کہ مقتضای وقت کہنا
چاہیئے اس شعر مین بت اپنی حقیقی معنون پر مستعمل نہین بلکہ استعارہ ہی یعنے
وہ شخص جو مثل بت کی ہی پرستیدگی مین اور وہ جانتا ہی کہ مین بہی اور
متکلم بہی خدا کی بندی ہین اور یہہ بہی جانتا ہی کہ بندگان خدا پر جفا نہین
کرنی چاہیئے متکلم نے اوسکی علم کو بمنزلہ عدم علم کی ٹہیرالیا اور اوسکو یاد
دلا کی خواہستگار رحم کا ہوا خداوند تعالی جل جلالہ سورہ طٰہ مین حضرت
موسی اور ہارون علیہما السلام کے قصہ مین فرماتی ہین قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ
لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ترجمہ کہا ہارون نے اپنے بہائی موسی
سے کہ ای میرے مان جنی بہائی میری ڈاڑہی اور چوٹی ہت پکڑ ہارون کا
یہہ مدعا نہ تہا کہ بہائی کی ساتہہ لڑی اور اوسکو جتائی کہ مین بہی وہی

ماں کا بیٹا ہوں جبکا تو ہی بلکہ اوسکو ماں کا رشتہ جتلانی سے اپنی بہائی
کو رحم دلانا منظور تہا ورنہ اسی طرح کہنا کافی تہا یا سوسی لاتا خذ بمجتبیٰ
ولا براسی کیا ضرورت تہی کہ علم کی جگہ نکرہ فرماتی اور نکرہ کو پہر مضاف
کرکے معرفہ بنائی اور یہہ بہی معلوم ہی کہ علم ماں جنی بہائی ہونیکا دونوں
متحقق تہا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اعتراض معترض کی کچہہ اصل نہیں
صاحب طبع سلیم خود انصاف کر سکتا ہی **نکتہ** تنکیر کبہی محض
تاکید کی واسطی آتی ہے چنانچہ کہتی ہیں زید کسی نہ کسی کام کی واسطی گیا
ہوگا یا کبہی نہ کبہی مراد حاصل ہو رہی گی معنی اسکے یہہ ہیں کہ زید جانا
ممکن ہے کہ بغیر کسی کام کے ہو مگر اسوقت کا جانا ضرور کسی مطلب کے لئی ہے
اور یہہ تکرار صرف دفع امکان مذکور کے لئی ہے دونوں مثالوں کے استعمال
کا موقع جدا جدا ہے اور یہہ تنکیر متعلقات میں ہی **نکتہ** ہر کوئی اور
ہر ایک جب حیثیت اجتماعی حصر کی معنی میں مستعمل ہوں تو جو فعل انکی بعد
واقع ہوگا اوسمیں ہر فرد مشترک ہوگا مثلاً خدا کو ہر کوئی جانتا ہی یعنی
اس جاننی میں ہر ایک فرد شامل ہے اور جب خلاف اسکی ہو یعنی حصر

مقصود نہو تو فعل بہی ہر فرد کا مخصوص ہوگا مثلاً اپنی مطلب کی
ہر کوئی کہتا ہی یعنی ہر ایک شخص جابجا نہ طور پر کہتا ہی جو ایک کا مطلب
ہے وہ دوسریکا نہین اور کبہی لفظ اپنے کو مکرر بہی لاتی ہین اور کہدیتے
ہین اپنی اپنی حیثیت ہر کسیکو معلوم ہے اور یہہ تکرار زاید ہے **نکتہ**
کبہی اضافت نوعیہ ہوتی ہے چنانچہ کہتی ہین کسی کام کی واسطی آیا ہون
یعنے ایک نوع کی کام کے واسطے **نکتہ** کبہی مسندالیہ موصوف ہوتا
ہے اور یہہ صفت کبہی قید اتفاقی ہوتی ہے اور کوئی غرض اوس سے
متعلق نہین ہوتے **غالب** یہہ سرخ کہ کم ہے می گلفام بہت ہے ؛؛
منظور متکلم کو می ہے خواہ کسی رنگ کی ہو گلفام قید اتفاقی ہے اور کبہی
صفت تخصیص کے لئی بہی ہوتی ہے **ذوق** ذوق زیبا ہی جو ہو
ریش سفید شیخ پر ؛ وسمہ آب رنگ سی مہندی می گلرنگ سے ؛ می
عام یہان مطلوب نہین بلکہ خاص مے جو سرخ رنگ کی ہو اور مہندی کا
کام دے سکے اور آب رنگ سی بہی علی ہذا القیاس آب مخصوص جو سبز
ہو مطلوب ہے تاکہ وسمہ کا کام دہی اور کبہی صفت مخصص واسطی مقابلہ کی

ہوتی ہے **میر** دم صبح بزم خوش جہان شب غم سی کم نہ تہی مہربان +
کہ چراغ تہا سو تو دود تہا جو پتنگ تہا سو غبار تہا + دم صبح محض
بمقابلہ شب غم واقع ہوا ہی اوس سے اور کوئی غرض نہین اور یہہ ظرف ہے
کبہی صفت استہزا کی واسطی آتی ہے **غالب** جزجہت تحفۂ الماس
ارمغان داغ جگر ہدیہ + مبارکباد اسد غمخوار جان دردمند آیا + کمال
استہزا کی واسطی موصوف حذف کر کے غمخوار کو جو صفت ہی قایم بمقام
موصوف کی ٹہیرالیا **نکتہ** تاکید تقریر کے واسطی لی آتی ہے یعنی اسکا
مفہوم مخاطب کے ذہن مین ثابت و متحقق کردینا اس حیثیت سی کہ گمان غیر
کا اوسمین احتمال نہو **ذوق** جیتا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا + مگر آج
بہی وہ شک مسیحا نہین آتا + اصلا تاکید کی واسطی واقع ہوا ہی اسنے
مخاطب کے ذہن مین متحقق کردیا کہ جیتی کا مفہوم ہرگز طلوع مین نہین آویگا
اور اوس گمان کو رفع کردیا جو مخاطب کے دل مین تہا کہ شاید مبالغۃً یہہ
مضمون واقع ہوا ہی کبہی تاکید رفع تجوز کی واسطی بہی آتی ہے چنانچہ
بادشاہ سلامت خود بدولت فرماتی ہین + مین خود وہان گیا تہا مخاطب

جایز سمجھتا تھا کہ شاید بادشاہ کی وزیر یا نایب نے ایسا حکم دیا ہوگا یا
متکلم نے کسی آدمی کو بھیجا ہوگا خود کہنی سے وہ تجوز رفع ہوگیا کبھی دفع
سہو کے واسطے بھی آتی ہے اور یہہ تکرار لفظ کی ساتھہ ہوتی ہے مثلاً
زید بکا یک آجاوی تو کہا جاوی آئیے حضرت آئیے اسکے استعمال کا
یہہ موقع ہے کہ متکلم منتظر بکر کے آنیکا ہو اور زید کے آنے پر اوسکو گمان
ہو جاتی کہ شاید یہہ وہی بکر ہے مگر بعد صورت دیکھنے کی اوسکو معلوم
ہو کہ یہہ میرا مدعا نہین اور مجھسی سہو ہوگیا پس اوس فہمی سہو کے رفع
کرنیکے واسطے ایسا کہدیتے ہین اور اس مثال کے استعمال کے اور بھی مواقع
ہین چنانچہ اہل زبان خود واقف ہین کبھی تاکید دفع عدم شمول کی لئے
آتی ہے یعنی مخاطب گمان کرتا ہو کہ جایز ہے کہ کوئی فرد اس حکم مین شامل
ہو متکلم اس عدم شمول کے گمان کو رفع کردیتا ہے میرے سب گئے صبر و
ہوش وتاب و توان + لیکن اے داغ دل سے تو نگیا + مخاطب کو گمان تھا
کہ شاید چارون چیزون مین سے کوئی ایک چلی گئی ہوگی مگر سب کے کہنی
سے وہ گمان رفع ہوگیا انصاف یہہ ہے کہ رفع تجوز اور اسمین کچھہ

بدل

فرق نہین **نکتہ** فایدہ بدل کا زیادہ واضح کردینا مدعا کا ہی اور تجدید نشاط سامع کی کیونکہ پہلی جسوقت ایک عبارت مجمل بیان ہوتی ہے تو سامع کا ذہن مشتاق ہو جاتا ہے کہ دیکھا چاہیئے متکلم کیا بیان کریگا پھر جب کہ ذکر کر دیا جاتا ہے تو سامع کو ایک لذت حاصل ہوتی ہے مثلا شہزادہ الفرڈ۔ الفرڈ بدل ہے شہزادہ سے اور شہزادہ مبدل منہ ہی جب پہلی متکلم نے شہزادہ کا لفظ کہا تو سامع کو شوق پیدا ہوا کہ دیکھا چاہیئے کس شہزادہ کا ذکر کریگا جب نام معلوم ہو گیا تو وضاحت ہو گئی اور سامع کو نشاط حاصل ہوئی **دقیقہ** بدل اور تفسیر اور صفت مین فرق ہے بدل کا بیان تو اوپر گزر چکا تفسیر سے یہ مراد ہی کہ پہلے ایک عدد مبہم بیان کرتے ہین بعد اوسکے اوسکی تفسیر مثلا پانچ روپیہ یا پانچ آدمی علی ہذا القیاس پانچ ایک عدد مبہم تہا روپیہ یا آدمی کہنے سے اوسکی تفسیر کر دی گئی پس روپیہ مفسر (فاعل) اور پانچ مفسر منہ اور صفت مقدم کی بعد جو موصوف مؤخر آتا ہی اوسمین بہی التباس ہوتا ہی کہ شاید یہ بدل ہے

مگر وہ علیحدہ ہے اور یہہ علیحدہ صفت مقدم کی مثال یہہ ہے نسیم
دہلوی وہ سبزۂ باغ خواب آرام + یعنی وہ بکاولی گل اندام + سبزۂ
باغ خواب آرام صفت مقدم ہے بکاولی کی اور گل اندام صفت موخر
اضافت توصیفی بموجب محاورہ اردو کے ساقط ہو گئی معترض صاحب
فرماتی ہین کہ تینون ترکیبونمین صاحب مصنف نے کچہہ فرق بیان
نہین کیا تا کہ مبتدیون کو پورا فایدہ ہوتا مین التماس کرتا ہون کہ یہہ
اعتراض قلت تامل کے درجہ سے ہے ورنہ مینے تینون کی تعریف بیان
کردی ہے **نکتہ** کبہی بدل مدح کی واسطی آتا ہے **غالب** قبلۂ چشم و
دل بہادر شاہ + مظہر ذوالجلال والاکرام + اس مثال مین صفت مقدم
اور بدل مدحیہ مین فرق واضح نہین معلوم ہوتا ہان اس مثال سے

کہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی فرق بین معلوم
ہوگا عالمگیر اسم محی الدین بدل اول اورنگ زیب بدل ثانی بادشاہ
صفت اول اور غازی صفت ثانی اصل قاعدہ بدل مین یہہ ہے کہ
مبدل منہ مبدل کے ساتہہ کسیقدر خصوصیت رکہتا ہو یعنی جب بدل

کا ذکر کرین تو اکثر اوقات اوسکی ساتھہ مبدل منہ بہی ذکر کیا کرین اکثر اوقات کہنی سے یہہ فایدہ ہے کہ اگر التزام کرلین اور ہمیشہ ذکر کیا کرین تو وہ بمنزلہ جزو علم کی ہو جائیگا پہر اوسکو بدل نہ کہہ سکین گے اگر اکثر اوقات مذکور ہنو تو صفت مقدم اور بدل مین کچہہ فرق نہوگا غرض بدل کی ساتھہ یہانتک مختص ہو کہ حکم لقب یا کنیت کا پیدا کرے عام صفات کا ذکر کرنا جن سے ہر ایک آدمی واقف ہو صفت موخرہ ہوگا نہ بدل اور یون بہی کہہ سکتی ہین کہ صفت عام ہے اور مدح خاص نسیم کی شعر مین مقام مقتضی مدح نہین اور غالب کے شعر مین ہے **نکتہ** اردو زبان مین بدل کل آتا ہی بدل بعض نہین آتا اور بدل غلط فصحا کی کلام مین واقع نہین ہوتا اگر ہوتا ہی تو وہ عمدًا لاتی ہین اور اوسکا تدارک لفظ نہین یا بل کے ساتھہ کرتے ہین اور بدل غلط کی یہہ معنے ہین کہ پہلے ایک حکم کا ادعا کرین پہر اوس حکم کو عمدًا غلط ٹہیراکے ایک اور حکم اوسکی واسطے ثابت کرین اور یہہ مدح اور ذم دونون کے واسطے آتا ہی

سودا گل پہینکیے ہی اورون کی طرف بلکہ ثمر بہی ۔ او خانہ برانداز چمن

کچھ تو اوہر ہی + پہلی گل پھینکنے کا حکم لگا یا پہر اوس سے بڑھکر ثمر پھینکنے کا
حکم لگا دیا اور اسکو اضراب بہی کہتی ہین یعنی ایک صفت کو خواہ وہ
اعلی اور کمال درجہ ہو اپنے ذہن مین ناقص ٹہیرا کی اوس سے اعلے کیطرف
ترقی کرتا اور بدل غلط کبہی غلط فہمی سامع کو رفع کرنے کی لئی آتا ہی
میرزا غالب نہین کہ مجہکو قیامت کا اعتقاد نہین + شب
فراق سی روز جزا زیاد نہین + سامع نی غلط سمجہا تہا کہ متکلم کو
قیامت کا اعتقاد نہین سو اس فہم غلط کو رفع کرنے کی واسطی کہدیا
اور کلمہ اضراب کا یعنی بل سر مصرع دوم سی محذوف ہی **نکتہ**
فایدہ عطف کا یہہ ہے کہ کبہی مسند الیہ کی تفصیل کرتا ہی اختصار مسند
کی ساتھہ چنانچہ زید اور عمرو اور بکر آیا مسند الیہ تین ہین اور مسند ایک
اور یہی اختصار ہی اور کبہی مسند کی تفصیل کرتا ہی اختصار مسند الیہ کے
ساتہہ چنانچہ زید نی کہانا کہایا اور پانی پیا مسند دو ہین اور مسند الیہ
ایک کبہی با وجود عطف کے مسند مسند الیہ دونون کو وحدت اور جمع مین
بنالیتی ہین جیسا کہ کہتی ہین زید اور عمرو اور بکر تینون آئے تینون

مفسر مسند ہے اور تینون علم اوسکی مفسر ہین مفسر اور مفسر منہ بلکہ
مسند الیہ واحد بنگئی اور مسند بہی واحد ہے پس یہہ دونون ایک صورت
کی ہوگئی اور کلمہ بہی جب دوسرے علم کے مابعد آجائے تو معطوف معطوف
علیہ کے حکم کو جو اختصار مسند یا مسند الیہ کا ہے کبہی بحال رکہتا ہی اور کبہی
ساقط کردیتا ہی اسقاط کی حالت مین ہر ایک فعل اور فاعل کو لفظاً
علیحدہ جملہ بنا دیتا ہی چنانچہ کہتی ہین زید آیا عمرو بہی آیا یہہ عطف
ایک جملہ کا ہے دوسرے جملہ پر لفظ مع معنی معیت کی آنے سی اختصار
مسند بحال رہتا ہی چنانچہ زید مع عمرو اور بکر کے آیا **دقیقہ**
مع اور اور ودیگر کلمات عاطفہ مطلق جمع کی واسطی آتے ہین
یعنے ثابت کردیتے ہین کہ جو حکم معطوف علیہ کا ہی وہی معطوف کا
ہے بدون تعرض تقدیم وتاخیر ومعیت کی **دقیقہ** پہر بہی حرف
عطف کا ہی مگر اسمین تعقیب ملحوظ ہوتی ہے یعنی ثابت کردیتا ہے
کہ مابعد نسبتاً ماقبل کی موخر ہی پس کہانا پینا مثال ذیل مین پہلے
واقع ہوا اور سونا پیچہی برعکس اسکے مثلاً زید نے کہانا کہایا اور پانی

پیا یہر ہوا۔ کلمہ یا اور کاف جو تردید کی واسطی آتا ہے حروف عاطفہ
مین سے شمار کیا جاتا ہی **نکتہ** کبھی عطف سے ثبات یا تشکیک سامع
منظور ہوتی ہے چنانچہ کہتی ہین کہ زید آیا ہی یا عمرو۔ آنا تو کسی ایک کا
ثابت ہی لیکن یہہ تخصیص نہین کرسکتے کہ جو آیا ہی وہ زید ہی یا عمرو
اور کبھی عطف سے تخییر مراد ہوتی ہے یعنی مخاطب کو مختار کردینا کہ دونون
مین سے جسکو چاہے اختیار کری چنانچہ کہتے ہین تھان لے لو یا روپیہ اور
کبھی اباحت کی واسطی عطف کردیا جاتا ہے چنانچہ کہتی ہین قلم
مانگتی ہو یا دوات فرق ان دونون صورتون مین یہہ ہے کہ تخییر مین
ثبوت حکم کا تنہا ہر ایک کے واسطے ہوتا ہی یعنی اگر تھان لو تو
روپیہ نہ لو اور روپیہ لو تو تھان نہ لو پس اوسکی واسطی علیحدہ حکم ہے
اور دوسرے کی واسطی علیحدہ برخلاف اباحت کے کہ اوسمین جمع بھی جایز
ہے یعنی دونون کو منظور رکھو تو بھی جایز ہے لیکن یہہ مضمون مدلول
لفظ سے نہین حاصل ہوتا بلکہ قرینہ خارجہ سے ثابت ہوتا ہے
نکتہ کبھی مسند الیہ مختلف ہوتی ہین یعنی ایک مذکر دوسرا مونث

اس صورت مین تنازع الفعلین واقع ہوتا ہی یعنی مذکر تو تقضا کرتا
ہے کہ فعل مذکر مذکور ہو اور مونث مقتضی ہے کہ فعل مونث واقع ہو پس
خیال کر لینا چاہیے کہ جو فاعل فعل سے قریب ہو اوسی کا حکم لگانا چاہیے
مثلاً زید اور ہندہ آئی اور ہندہ اور زید آیا پہلی مثال مین مونث
فعل سے قریب تہا اوسی کا اتباع مقدم سمجہا گیا اور دوسری مثال مین
مذکر قریب تہا اسواسطی فعل مذکر مذکور ہوا **نکتہ** فارسی مین اگر کمال
اتحاد منظور ہوتا ہی تو معطوف اور معطوف علیہ پر اکتفا کرتے ہین اور
مسند کو حذف کر دیتے ہین چنانچہ **مولف** من و پرہیز ناصح سخت
مشکل کار فرمودی ہمانا آن رخ روشن ندیدی کاش میدیدی
ہندی مین بہی یہہ قاعدہ جاری ہے مگر روابط اسمین بعض اوقات
مذکور ہوتے ہین اور اوسمین محذوف اور بعض اوقات معطوف علیہ
جملہ سالم اور معطوف فقط مسندالیہ مذکور ہوتا ہے اور فایدہ اس سے
کبہی استبعاد ہوتا ہی **ذوق** ہم ہون اور سایہ تری کوچہ کی دیوار
کا مدکا م جنت مین ہے کیا ہمسے گنہگار و نکا ۔ اسمین معطوف علیہ

اور کبھی تخویف و ترہیب کے واسطے آتا ہی چنانچہ **شعر** اگر ابکی نوبت شب وصل ہولا
چہری اور مرغ سحر کا گلو ہی + اسموقع پر عطف مفید معنی حصر ہے یعنی سوا اسکے
کچہہ نہین صرف چہری اور گلا ہے اس حصر سی جو عطف سے پیدا ہوا ترہیب و
تخویف پیدا ہوتی ہے اور کبھی التزام کی واسطے آتا ہے **غالب** تو اور سوی غیر
نظر ہای تیز تیز + میں اور دکہہ تری مژہ ہای دراز کا + یعنی تیری واسطے وہ لازم ہی اور میری
واسطے یہہ اور کبھی حصر کی واسطے آتا ہے چنانچہ کہتی ہین گہر یا دفتر یعنی مخاطب نے
مقام ملاقات پوچہا تو متکلم نے جواب دیا کہ گہر یا دفتر یعنی حصر ہے کہ ان دونون میں سے
کسی ایک جگہہ ملاقات ہوگی تیسری جگہہ نہین **نکتہ** مسند الیہ کا مقدم کرنا اسلیے
ہے کہ اوسکا ذکر اہم ہے اور وہ اصل ہے اور اسکے عدول کا کوئی مقتضی نہین چنانچہ
زید خوش ہے اور کبھی تقدیم اسواسطے ہوتی ہے کہ سامع کی ذہن مین خبر کی تمکین پیدا
ہو کیونکہ مسند الیہ کو مقدم کرنا ایک قسم کا شوق دلاتا ہی اسی لئی کہتی ہین کہ
مسند الیہ تطویل کا مستحق ہے کیونکہ اگر کوئی چیز بعد شوق اور انتظار کی حاصل ہو تو
اوسکی تمکین زیادہ ہوتی ہے مثلا **میر** دل بہی اوس گلی مین لیجا کر + اور بہی خاک
مین ملا لایا + یہہ اس صورت مین ہی کہ لیجا کر یسی قطع نظر کرکے ملا لایا کا فاعل

دل کو قرار دین اور لیجا کر سی اسلئی قطع نظر کیا گیا کہ تطویل بخوبی ثابت ہوجائے
منشی محمد لطیف صاحب اپنے وقایع مین ایک نہایت عجیب فقرہ تحریر فرماتے
ہین **فقرہ** آجکل بارقندی لوگ وارد لاہور ہین - ہماری نئے دیکہے نہین اور جنگلیون
مین کچہہ فرق نہین - وحشت انکی چہرہ سی نمایان ہے تمیز انہین نہین - بات انکی سمجہہ
مین نہین آتی الخ یہہ فقرہ اسواسطی لکہا گیا کہ نظم مین تقدیم و تاخیر کا عمل ضرورت شعری
پر ہوتا ہی اور ہمین نہین ہمارا مدعا ان الفاظ سی ہے جو ہمارا الاشارہ ماقبل واقع
ہین او نظم کی مثال یہہ ہے **ذوق** کہتی کیا کیا ہین دیکہہ تو اغیار + یار تیری حمایتون
سے مجہی + جو کہ اہم بیان گفتگوی اغیار تہا اسی کو مقدم کر دیا اور یہہ تقدیم مسند کی
ہے اور کبہی مفعول و متعلقات مسند مسند الیہ سی غرض کے واسطی مقدم آجاتی ہین
میر کہلنا کم کم کلی نے سیکہا ہی + اوسکی آنکہون کی نیمخوابی سی + جو کہ مقصود متکلم کا
کم کم کہلنا بیان کرنا تہا اسی لئی اوسکو مقدم کر دیا اور یہہ مثال تقدیم مفعول کی
ہے **ایضا میر** شریف مکہ رہا ہی تمام عمر ای شیخ + یہہ میر اب جو گدا ہی شرابخانہ
کا + مدعا یہہ ہے کہ عظمت قدر زمانہ سابق بیان کیجائی سو وہ شریف مکہ ہی سے
پائی جاتی تہی اسواسطی اوسکو مقدم کر دیا + متعلقات کی مثال یہہ ہے **میر** دلمین رہ

دلمین کہ معمار قضا سی اتبک ایسا مطبوع مکان کوئی بنایا نہ گیا + اگر اسسے بھی زیادہ اہمیت منظور ہو تو اسکو تکرار ذکر کرتے ہین چنانچہ اسی مثال مین ظرف یعنے دل دو دفعہ واقع ہوا ہے **نکتہ** مقام تقدیس و تفخیم مین مسند یا مسند الیہ بالضرور محذوف ہوتا ہی **حکیم مومن خان دہلوی** اللہ رے تیری بی نیازی + یعقوب کو بہ مدت مین لایا + مخفی نرہے کہ اری اور ابی اصل اور انکی فرع رہی بی اور آو اور ای اور الف جو بعد علم کی آتا ہی حروف ندائیہ ہین اور ندا کی معنی ہین کسیکو اپنی طرف بلانا اور جسکو بلاتی ہین اسکو منادی کہتی ہین منادی مین اصل یہ ہے کہ حروف ندائیہ کی بعد متصل واقع ہو چنانچہ مثال مین یہ قاعدہ مرعی ہے اور آہی مین بہی او فروع اور الف ہمیشہ منادی کی بعد واقع ہوتے ہین اور آو کی دو حالتین ہین کبھی تقدیم اور کبھی تاخیر اور منادی کی بعد جو جملہ واقع ہوتا ہی اوسکو مقصود بالندا کہتی ہین چنانچہ اری زید ادہر آ۔ اس مثال مین ارے حرف ندا کا ہی اور زید منادی اور ادہر آ مقصود بالندا آپ جانا چاہیے کہ شعر مذکور مین ندا اور منادی اپنی اصلی معنو نپر محمول نہین ہین بلکہ کلمات تقدیس کے قایم مقام ہین یعنے تعالی اللہ یا اللہ اکبر تیری بے نیازی بہت

بڑہی ہے ۔ ترکیب اسکی یہہ ہے کہ تیری مضاف بی نیازی مضاف الیہ مضاف
معہ مضاف الیہ کی مبتدا ہی اور بڑہی ہے اسکی خبر پس مسند ہمین محذوف ہے
اور مصرع لاحقہ بیان ہے بی نیازی کا علی ہذا القیاس **شعر** دیکہیہ آئینہ جو کہتا ہی کہ
اللہ رے مین + اوسکا مین چاہنی والا ہون لقا واہ ری مین + اللہ ری مین
قایم مقام اللہ اکبر معنی مذکور ہین مبتدا ابراحسین ہون اسکی خبر جو محذوف
ہے یہہ تو تقدیس کی مثال ہے اب تفخیم کی مثال سنیئے **ذوق** بل بے استغنا کہ
وہ یہان آتے آتے رکگئی + اُف ری بیتابی کہ یہان تو جی ہی نکلا جائے ہے
یعنی ای استغنا تیرا اثر سخت و زیادہ ہے اور ای بیتابی تیری تاثیر کامل ہے بل اور اُف
استغنا اور بیتابی کی تاثیر کا کمال ظاہر کرتا ہی جملہ اسمی مصدرہ بکاف ونتی تاثیر
کا بیان ہے یہان بہی علی ہذا القیاس مبتدا یا خبر دونون مین سے ایک محذوف ہے
اور بل ہندی با معنی بزرگی کو کہتی ہین اور اُف ایک لفظ ہی الفاظ اصوات مین
سے اسکے کچہہ معنی نہین جیسا کہ کوتی کی آواز کو کائین کائین اور زنیدنگ کی آواز
کو غنین غنین مرغی کی آواز کو قا قا کہتی ہین ایسا ہی انسان جو شدت درد اور
افسوس یا تعجب کے حالت مین صوت زبان سی نکالتا ہی اوسکو اُف کہتی ہین

اور کہا سننی کی آواز کو اُہ اُہ یا اُخ اُخ کہتے ہین **نکتہ** بعض اوقات مسند یا
مسند الیہ یا دونون محذوف ہو جاتی ہین اور مفعول پر اکتفا کیا جاتا ہی اسموقعہ
پر قرینہ جو حذف پر دلالت کری حالت موجودہ ہوتے ہے مثلاً آدمی کہانا کہاتا ہو
اور حاضر الوقت سی کہی پانی روٹی سالن لا جو فعل یا فاعل ہے حذف ہوا اور
روٹی وغیرہ اسکا مفعول باقی رہگیا اور حذف مسند الیہ کی یہہ مثال ہے **شعر**
سنا یوسف کو حسینان جہان ہی دیکہی + ایسا ہمشکل طرحدار نہ دیکہا نہ سنا + ہمین
ہر ایک فعل کا فاعل محذوف ہے **نکتہ** تحذیر مین بہی مسند الیہ حذف ہو جاتا ہے
اور تحذیر کی معنی ہین کسی چیز سی خوف دلانا تاکہ اوس کی گزند سی بچین چنانچہ
ف ہٹو فلک کی تلی سے ہم آہ کرتی ہین + ہٹو کا فاعل مذکور نہین اور کبہی
مسند و مسند الیہ دونون کو حذف کرکی محذر منہ پر اکتفا کرتی ہین اور کہدیتے
ہین سانپ سانپ یعنی سانپ سے بچو اور محذر منہ وہ شئے ہی جس سے خوف دلائین
نکتہ کبہی مقام مدح مین بہی مسند یا مسند الیہ کو حذف کر دیتی ہین تاکہ کمال
عظمت و بزرگی پر دلالت کری **غالب** یہہ مسایل تصوف یہہ ترا بیان
غالب تجہی ہم ولی سمجہتی جو نہ بادہ خوار ہوتا + ہماری غرض پہلے مصرع سی ہے

میر حسن نے اپنی مثنوی سحر البیان مین اس قسم کی بہت سے چنانچہ برات کی تجمل کے بیان مین لکھا ہی ۹ وہ دولہا کا مسند پر آ بیٹھنا + برابر رفیقون کا جا بیٹھنا + علی ہذا القیاس بہت سی ایسے شعر ہین جنمین خبر کلیتہً محذوف ہی **نکتہ** جب مسند اور مسند الیہ کی ساتھ نفی مذکور ہو اور ابتدا مین سور کلیہ واقع ہو تو کلی کا ایجاب رفع کر دیتی ہے اور بعض کی نسبت ثبوت فعل کا اور بعض کی نسبت نفی کر دیتی ہے مثلاً ہر ایک دل عشق کی قابل نہین ہوتا ایجاب اسکا یہہ تہا کہ ہر ایک دل عشق کے قابل ہوتا ہی جب نفی مذکور ہوئے تو معلوم ہو گیا کہ بعض دل عشق کے قابل ہوتے ہین اور بعض نہین ہوتے پس حقیقت مین یہہ نفی مسند مسند الیہ دونون کو شامل ہے اگر تنہا مسند پر واقع ہو تو کلیتہً افادہ سلب کلی کرتی ہے چنانچہ مفلس کچہہ غم نہین رکہتا کچہہ سو رہے۔ ان دونون قاعدون مین فرق یہہ ہے کہ پہلی مین ایک کلی بیان کی گئی تہی پہر اوسکا سلب کلی کیا گیا تہا اور دوسرے مین اثبات نفی کا ہے کل افراد کی واسطی یعنی جو مفلس ہے اوسکو کچہہ غم نہین یہہ نہین اس سے پایا جاتا کہ بعض مفلس غم رکہتی ہین اور بعض نہین طالب کو انکی سمجہنے مین زیادہ تردد اس جہت سے واقع ہوگی کہ ہمنی بیان کیا ہی کہ نفی مثال اول مین مسند مسند الیہ

دونون کے واسطی شامل ہے اور مثال دوم مین تنہا مسند پہ سو اسکی تمیز ظاہر اور شوار
ہے کیونکہ اہل زبان جہان نفی کا موقع ہوگا وہین بولینگے اور تقدیم و تاخیر کی
کچھ قید نہین لگائینگے اس صورت مین چاہیے کہ ترتیب کا لحاظ رکہین **دقیقہ**
موجبہ کلیہ وہی جسمین ایجاب یعنے اثبات پایا جاوے چنانچہ ہر ایک انسان حیوان ہے
اور کلیہ سالبہ وہ ہے جسمین سلب یعنے نفی پائی جاوے چنانچہ کوئی انسان پتھر نہین ہیں
کلیات و جزئیات مین جو لفظ حصر پر دلالت کرتا ہی اوسکو منطقیونکی اصطلاح مین
سور کہتی ہین اور وہ ہماری زبان مین یہہ ہین جو کوئی ہر ایک کوئی سب کوئی
کوئی اور انکی نفی اور کچھ کچھ نکچھ اور کوئی اور کوئی نکوئی اور نکرہ اور جنس
مین فرق یہہ ہے کہ نکرہ مین ہر فرد پہ حکم لگایا جاتا ہی چنانچہ کہتی ہین کوئی
دانا ایسا کام نہین کرتا اور جنس مین اور حقیقت پہ حکم لگایا جاتا ہی چنانچہ گدہا
آدمی نہین بن سکتا یعنی گدہی کی ماہیت آدمی کی جنس بن جانا بعید ہے
نکتہ تقدیم مسند الیہ کی معطوف معطوف علیہ پہ زیادہ تخصیص مسند کا
فایدہ دیتی ہے یعنی معلوم ہو جاتا ہی کہ مسند مین بالتخصیص یہہ امر پایا جاتا ہی
ذوق کیا صوفی ہو گیا می کش قایل ہیں دونون ہین + کیا یہان عطف کا

فایدہ دیتا ہی **بحث** جب مسند اور مسند الیہ منفی واقع ہون اور ضمایر سکا نہ مین سے
کوئی ایک اونمین موجود ہو تو بعض کی نسبت ثبوت فعل کا اور بعض سی انکار اوسمین
منظور ہوتا ہی ور اسیی جملہ کی بعد اضراب ضرور ہوتا ہی لفظی ہو یا تقدیری مثلاً
مینی نہین کہا یا یعنی بلکہ کسی اور نے کہا یا ہی اسمین اپنی نسبت انکار ہے اور غیر کی
نسبت ثبوت اگر لفظ ہی جو مفید معنی حصر ہے ضمیر کے ساتھ ملحق ہو تو اوسکی دو صورتین
ہین اگر بعد اوسکی اضراب واقع ہو تو اثبات بالاشتمال منظور ہوتا ہی مثلاً مینی
ہی نہین کہا یا یعنی بلکہ زید نی بہی کہا یا ہی اسمین ثبوت فعل کا اپنی نسبت اور
غیر کی نسبت بالاشتمال منظور ہے اور اگر اضراب نہو اپنی نسبت حصر نفی فعل کا
اور غیر کی نسبت ثبوت منظور ہوتا ہی چنانچہ کہتی ہین مینی ہی نہین دیکھا یعنی
اور سب نے دیکھا ہی فقط مینی ہی نہین دیکھا کہ اسمین فقط یا صرف وغیرہ کا لفظ
ہی ضرور ہوتا ہی اور موقع اسکا اسم اشارہ سی پہلی ہے اور اگر جملہ منفیہ مین لفظ
خود یا آپ ضمیر کی ساتھ ملحق ہو تو اوسکی تین حالتین ہین یا تاکید مثلاً مین
خود قبول نہین کرتا یعنی تم بہی قبول کرنی سے کیا رکہتی ہو مین خود قبول نہین
کرتا یا انکار اپنی نسبت اور ثبوت دوسرے کی نسبت مثلاً مین خود وہان نہین گیا تہا

یعنی ملکہ یہہ انو گر گیا تہا - یا وقوع فعل مین اثبات تحریک غیر مثلاً مین خود نہین

گرا بلکہ زید یہہ گرنیکا محرک ہوا اور یہی مجھکو گرایا ان دونون اخیر کی حالتون

مین کلمہ اضراب اسکی بعد ضرور ہوتا ہی **نکتہ** ہی بکسر الہاء و سکون الیاء

کبھی حصر کے واسطی آتا ہی اور یہہ حصر کبھی مخاطب کا فایدہ دیتا ہی جو مشارکت

غیر کا زعم رکہتا ہو **نسیم** نبرا ہی تو ہی فنا د مردار + داماد کو گل دیا مجہی خار +

یعنی اور کسیکا فساد نہین جیسا کہ تو خیال کرتی ہے اور کبھی ورمعنی یہی اور مین

ملحوظ ہوتی ہین **ذوق** بوسہ کے مانگتی ہی یہ ہی نے جیتون کو لگی + ایسی کیا لعل

لب غیرت گلشن کو لگی + یعنی یہی جرد مانگنی کے **نکتہ** کبھی تقدیم مفید معنی حصر کی

ہوتی ہے **لمولفہ** مینی چاہا تو تم عزیز ہوئی + ورنہ تہا کون پوچہتا تمکو + یعنی

فقط میری چاہنی کا اثر ہی اور کسیکا نہین + فارسی مین اسکی مثال یہہ ہی **فردو**

منش کردہ ام رستم داستان + وگرنہ یلی بود در سیستان + **نکتہ** کبھی مجہسا اور تیری

جیسا وغیرہ مسند یا مسند الیہ واقع ہوتی ہین اور بطریق کنایہ خود تو مراد ہوتا ہے

چنانچہ کہتی ہین تیری جیسا دانا کیون بہولنی لگا مگر تیری جیسا غیر فصیح ہے

معنی اسکے یہہ ہین کہ تو کب بہولتا ہی **ذوق** عشق تیری ایذ وقت وہ کافر کہ

جسکے ہاتھ سے شیخ صنعان سا مسلمان نہ بد مشرب بنی یعنی خود صنعان
اور ایسی ستم سے ہے **میر** سی خوش زمزمہ کہاں ہو نیتو لب لہجہ ہزار رکھتی ہیں
حقیقت مین یہہ لفظ جیسا مضاف مضاف الیہ ہی فارسی مین اسکا ترجمہ مثل تو
ہے ایک صاحب فاضل فرماتی ہین کہ چونیتو کا ترجمہ ہی اس صورتمین مضاف مضاف
الیہ ہوگا بہرحال اس سی کنایۃ ثبوت فعل کا مخاطب کے نسبت بلکہ اوس شخص کی
نسبت بہی جسکی طرف کی گئی ہے حاصل ہوتا ہی کیونکہ جب کسی شخص کے قایم مقام
مین کوئی صفت موجود ہوگی تو قیاساً و عرفاً لازم ہی کہ وہ صفت اوس شخص
مین بہی جسکا وہ قایم مقام ہی ضرور موجود ہو پس ثبوت فعل لذاتہ بطریق اولی
ثابت ہوگیا ہی اب سوچنا چاہیی کہ شیخ صنعان اصل ہے اور شیخ صنعان جیسا
شخص اوسکا قایم مقام جب قایم مقام مین نہ بد مشرب بننی کی صفت موجود ہے
تو اصل یعنی خود شیخ مین بطریق اولی ہوگی **نکتہ** تکرار مسند الیہ دافع انکار مخاطب
کی تاکید کی واسطی آتی ہے یعنی مخاطب انکار کرتا ہی کہ معاملہ یون نہین متکلم کو
اوسکی انکار کی رد کرنیمین تاکید کرنی پڑتی ہے مثلا مخاطب جب زید کی آنی
سی انکار کری تو متکلم کہتا ہی زید آیا تہا جی زید آ ور کبہی محض تاکید منظور ہوتی ہے

ذوق شب ہجران سیہ نہین ہوتی + نہین ہوتی سحر نہین ہوتی + اور کبھی تکرار سے مبالغہ منظور ہوتا ہی **میر** جم گیا خون کف قاتل پہ ترا میر زبس اونسی رو رو دیا کل ہاتھ کو دہوتے دہوتے + یعنی بہت دیا اور یہہ تکرار مسند مین ہے اور کبھی تکرار مسند الیہ سے تحقیر منظور ہوتی ہے مثلاً کہتی ہین آپ فرماتی ہین آپ کیا خوب آپ اور کبھی تکرار سے ہر فرد منظور ہوتا ہے چنانچہ **میر** پتا پتا گلشن کا تو حال ہمارا جانی ہے + اور تو کہد ہی اگل جس سے بی بر گی اظہار کرین + یعنی ہر ایک پتا **ایضا وله** تب ہی بہلی تہی جتبک حرف آشنا نہ تہی تم + لیتی لگے لڑائی اب تو سخن سخن پہ + یعنی ہر ایک بات پہ + اور اسی قسم سے ہے پانچ پانچ دس آدمیونکو دیدو یعنی ہر ایک فرد کو پانچ پانچ روپیہ دیدو اگر تکرار نہوتی تو یہہ معا نہ نکل سکتا بلکہ معاملہ برعکس ہوجاتا **نکتہ** یہہ جو کچھ مذکور ہوا اوس حالت مین ہی کہ کلام مقتضاے ظاہر کی موافق ہو اور کلام کبھی مقتضاے ظاہر کی مخالف بہی ہوتا ہی چنانچہ **مظہر کو مضمر کی جگہ استعمال کرنا** مثلاً بادشاہ کا قول کہ حضور ارشاد فرماتی ہین یعنی مین کہتا ہون اور یہہ تخویف مخاطب اور سامع کو شان و شوکت جتانی کی واسطی ہوتا ہی یا

انکسار اور فروتنی کی واسطی **میر حسن** چھوڑ کر تیرا جھسی شہر و دیار + یہہ
بندی ہی لائی ہے تقصیر وار + یعنی مین جو بندی ہون اور تقصیر وار ہون
مجھسے یہہ فعل سرزد ہوا ہی اور کبھی ترحم کی واسطی بہی آجاتا ہے چنانچہ کہتی ہین
الٰہی اپنے عاجز بندی پر رحم کر یعنی مجھپر کہ مین تیرا عاجز بندہ ہون **نسیم** گل کا سا
لہو بہرا گریبان + سبزہ کا سا تار تار دامان + دکھلا کی کہا سمن پری کو + اب
چین کہان بکاولی کو + یعنی مجھی کہ مین بکاولی ہون اب چین کہان اس سے
اس بات کا اظہار منظور ہے کہ بکاولی جو خوش باش اور آرام طلبی مین مشہور ہے
اب اوسکو چین کہان یا یہہ بکاولی جو تمکو عزیز تھی اوسکا یہہ حال ہے ہو سکی
تو تم علاج کر لو **نکتہ خلاف ظاہر کی** اقسام مین سے ایک قسم یہہ بہی ہے
کہ جمع کا اطلاق مفرد پر کرین چنانچہ مین کی جگہ ہم اور تو کی جگہ تم کہین مگر مین
اور ہم کا ایک بیت مین جمع کرنا مستحسن نہین مثال اسکی میری نظر سی نہین
گزری غزلیات مین جائز ہی کہ ایک بیت مین مفرد ہو اور دوسرے مین جمع
چنانچہ **غالب** عشق مجھکو نہین وحشت ہی سہی + میری وحشت تیری شہرت
ہی سہی + دوسرے بیت مین فرماتی ہین + قطع کیجی نہ تعلق ہمسے + کچھ نہین ہے

تو عداوت ہی سہی + اور اسی قسم سی ہی **میر حسن** کہا ہی ہوتے سو لوگون سے اپنے کہو +
فقیروں کو چھیڑو نہ بیٹھی رہو + مقام مقتضی تہا کہ فقیر واحد واقع ہوتا لیکن جمع
کا اطلاق کثرت معنی پر دلالت کرتا ہی یعنی بہت بڑا فقیر ہونا **خلاف ظاہر**
کی اقسام ہین سے ہے **ضمیر مرجع ذکر کرنا** میر اوسکی یاد ون سے جا لگی ہی صبا
خوب سے ہاتھ اوسی ہاتھ اوسی لگائیگا + پہلی اسم اشارہ کا کوئی مرجع نہین
اور نہ لگائیگا کی ضمیر مستتر کا لگا ہی اور لایی وغیرہ مجرد جمع امر حاضر کی صیغہ
ہین اور کبھی جمع مضارع متکلم کے معنی دیتے ہین میر **رباعی** گذرا ہیہ کہ
شکوہ و شکایت کیجی + یا آکی سخن او رحکایت کیجی + خوب اتنی تو مجھپر اب
رعایت کیجی + دل میرا مری تئین عنایت کیجی + پہلے دونون مصرعون مین
جمع مضارع متکلم کے معنی اسمین ملحوظ ہین اور مصرع سوم و چہارم مین امر
جمع حاضر کی۔ اور حرف **گا** جو علامت استقبال کی ہے کبھی جمع حاضر پر بالتخصیص
استعمال کرتے ہین پس اس حالت مین مجرد کی مقابل مزید اسکا نام رکھا جا سکتا
ہمکو اس کا بیان کرنا ضروری نہین ہی ہم اپنی مطلب کی طرف رجوع کرتی
ہین کہ اسکا فاعل مذکور نہین اور یہہ غزلیات مین کثیر الوقوع ہی اور یہہ

اس نظر سے ہے کہ مرجع ایسا مشتہر ہوتا ہی کہ ذہن سامع کا اوسکی غیر کی طرف منتقل
نہین ہو سکتا یا متکلم کی ذہن مین مرجع حاضر ہوتا ہی اوسی کی طرف خطاب
کرتا ہی اور اسی کی قریب قریب ہے **اضمار قبل الذکر** اور اسمین عامہ نکتہ یہہ ہے
کہ جب مخاطب یا سامع ایک ضمیر سنتا ہی تو متردد ہو جاتا ہی کہ مرجع اسکا مذکور نہین
اور جب مرجع سن لیتا ہی تو پہر نفس کو ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے کیونکہ انتظار
کی بعد جب ایک چیز حاصل ہوتی ہے تو زیادہ تر لذیذ ہوتی ہے **میر** ظالم اودہر
کی سدہ لی جون شمع صبحگاہی + ایک آدہ دم کا عاشق مہمان ہو رہا ہے + اور
یہہ مثال اوسوقت درست ہوگی جب اودہر کی معنے اوسطرف لین اور کبہی کوئی
خاص نکتہ بہی ہوتا ہی **میر** مین گریبان پہاڑتا ہون وہ سلا دیتا ہی میر + خوش
نہین آتی نصیحت گر کی غمخواری مجہی + چونکہ طبیعت ناصح سی متنکرہ تہی اسواسطے
اوسکا ذکر موخر کیا اور اسی قسم مین داخل ہے **میر** کہنچتے کی اون نے جسکو چاہا ہی +
یونہیں تو اپنا کیا بنا ہے + چونکہ مرجع کی مذمت منظور تہی ذکر اوسکا پیچہی ڈال دیا
اور یہہ محاورات مین بہت شایع ہی **تکملہ** مقتضای ظاہر کے اقسام مین سی ایک
استطراد بہی ہے اسکی معنی ہین ایک کلمہ کو اندراج کی جہت سے ذکر کرنا اسی

حیثیت سی کہ مطابق ہین اوسکا دخل ہو سو یہہ کبھی کمال بیہنری پر دلالت کرتا
ہے چنانچہ کہتی ہین ہم اسکی بہلے برے کی ذمہ دار نہین مدعا مخاطب کا اس امر کا
ظاہر کرنا ہی کہ ہم اوسکی برائی کی ذمہ دار نہین ور کمال بیہنری کی راہ سے کہدیا کہ ہم
دونون صورتون مین خواہ بہلا ہو خواہ برا ضامن نہین ہین حالانکہ بہلائی
کی ذمہ داری ہر کوئی کر سکتا ہی لیکن یہان یہہ امر جتانا منظور ہے کہ جب ہم نیک
کی ذمہ دار نہین تو بد کی کیون ہونی لگی اور بہلا زاید ہی صرف بمقابلہ برے کی
واقع ہوا ہی تاکہ زوجیت بہلی بری کی حاصل ہو جای اور تغلیب و استطراد
مین تہوڑا ہی سا فرق ہے نکتہ خلاف مقتضای ظاہر کے اقسام مین سی ایک
التفات بہی ہے اور التفات کے معنی ہین نقل کرنا تکلم یا خطاب یا غیبت سے
ایکدوسرے کی طرف برخلاف مقتضای ظاہر بشرطیکہ مخاطب ایک ہو خلاف
مقتضای ظاہر کی قید ہنی اسواسطی لگائی ہے کہ جبتک مقتضای ظاہر کے
خلاف ہو گا ہم اوسکو التفات نکہینگے کیونکہ اگر مقتضی ہے کہ غیبت سی خطاب
کی طرف رجوع کیا جائی تو ناچار کرنا پڑیگا اور التفات کا فایدہ یہہ ہوتا ہی
کہ سامع کو اوسکی امید کی برخلاف خوش کیا جائی سو یہہ جبتک کہ کلام مقتضای

ظاہر کی خلاف نہو گا تبتک حاصل نہین ہوسکتا یہیں اس قید کی لحاظ سی بہار
باغ و بہار کا قول (ای اللہ تو نی مجہہ عاجز کو سب کچہہ دیا الخ) التفات مین
داخل نہین ہو سکتا حالانکہ تکلم سی غیبت کی انتقال واقع ہوا ہی کیونکہ مجہہ
تکلم ہے اور عاجز غایب اور داخل نہونی کی وجہ یہی ہے کہ خلاف مقتضای
ظاہر نہین اگر پہلے ایک شخص کو خطاب کرین پہر دوسرے کو جو مخاطب ہے غیبت سے
یاد کرین تو التفات نہین ہوتی **غالب** تو وہ بدخو کہ تحیر کو تماشا جانی +
غم وہ فسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگی + پہلے مصرع مین اول خطاب ہے پہر جانی مضارع
غایب کا صیغہ مگر یہ اوس صورت مین ہے کہ جانی کا فاعل بدخو ٹہیرایا جای
اور فعل کو مضارع غایب پر حمل کیا جای ورنہ مانحن فیہ سی خارج ہوگا اسی طرح
تکلم سی غیبت کی طرف **میر** مین وہ رونیوالا جہان سے چلا ہون + جسکی لیے ابر
ہر سال روتا رہیگا + یعنی جسکی رونیوالیکو اور کبہی اس امر کی برخلاف بہی
استعمال کرتی ہین کیونکہ جب اخبار مین ذات متکلم یا مخاطب مقصود ہوتی ہے
اور اوضاع آخر یکسان ہوتا ہی اور التباس کا بہی خوف ادہمین نہین ہوتا تو ضمیر
خطاب یا تکلم ذکر کرتی ہین چنانچہ کہتی ہین مین وہی ہون کہ آپ مجہی یاد کیا

کرتے تھی یا ایسی تھین ہو کہ تمہاری دولت سی سب کو بہرہ پہونچتا ہی مقام مقتضی
اس بات کا کہ ضمیر غائب کو رہوتی کیونکہ کاف اس مقام مین صفت کی واسطے
ہے اور جملہ وصفیہ مین ضرور ہے کہ ضمیر ہو جو موصوف کی طرف راجع ہو چنانچہ میر کے
شعر مذکور مین واقع ہوا ہی یعنی مین وہ دنیوا الاحباب ہے الخ اور وحدت
مخاطب کے قید سی یعنی یہ بھی جو شرط کی ہی کہ مخاطب واحد ہو اس سے غزلیات اس
قاعدہ سے خارج ہو گئین خواہ پہلی بیت مین خطاب ہو اور دوسری مین غیبت یا تیسری
مین تکلم یا انکی برعکس وجہ خروج کی یہی ہے کہ مخاطب ایک نہین ہوتا میر صاحب
فرماتی ہین **غزل** تجھہ بن ای نوبہار کی مانند + چاک ہے دل انار کی مانند +
یہہ خطاب کے واسطے ہے اور غیبت کے مثال یہہ ہے سرو کو دیکھہ غش کیا ہمنی + تہا
مین وہ یار کی مانند + چونکہ مخاطب ہر ایک کا مختلف ہے اسواسطے التفات نہین
داخل نہین اور عامہ نکتہ التفات مین جیسا کہ ہم پہلی بیان کر چکے ہین یہی ہے
کہ جب کلام ایک اسلوب سے دوسرے اسلوب کے طرف نقل کیا جاتی تو سامع کو
ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے اور کبھی موافق مقام کی کوئی خاص لطیفہ
بھی ہوتا ہی چنانچہ حکایۃ عن الزید کہین **فقرہ** معرکہ جنبش مین ہوجو

تہا کئی ایک شجاع مینے قتل کیے اور اس شخص کے داہنی بازو مین ایک زخم کاری آیا جس سے بیہوش ہوکر گر پڑا پہر کچھ دیر کے بعد آرام ہوا ظاہر کا یہ اقتضا تہا کہ داہنی بازو پہ زخم آیا اور مین بیہوش ہوگیا کیونکہ اول و آخر تکلم ہے اور یہہ دونون ضمیر غایب کے پس اسمین لطیفہ یہہ ہے کہ بیہوش ہونا اور زخم کا آنا گو حکایۃ ہو اسکو اپنی طرف منسوب کرنا او صیغہ متکلم کا ایسی موقع پر استعمال کرنا مکروہ سمجہا جاتا ہے میرزا اسد اللہ خان غالب قصیدہ مدح بادشاہ ابوظفر مین فرماتے ہین

سے مہر کا پنجہ چبکہ کہا گیا + بادشہ کا رہتے لشکر کہلا + بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب + اب علو پایۂ منبر کہلا + بعد پانچ چار شعرون کے فرماتے ہین + جانتا ہون ہے خط لوح ازل + تمہپہ ای خاقان نام آور کہلا + تمکو صاحب قرانی جب تلک + ہی طلسم روز و شب کا در کہلا + اسمین لطیفہ یہہ ہے کہ غایبانہ مدح مین ایسا سرگرم ہوا اور ممدوح کا تصور ایسا باندہا کہ گویا آنکہون سے اوسے دیکہتا ہی پس خطاب کرنا شروع کردیا بعض اہل فن کے نزدیک التفات یہہ بہی ہے کہ مضمون تمام ہوجاے پہر تذییل یا دعا کی ساتہہ اوسی ختم کرین چنانچہ میر صاحب فرماتے ہین

سے یان تو اتنا جا فقیرون کے + برگ سبز است تحفۂ درویش + ذوق کہتے ہین

آج ذوق جہان سے گزر گیا + کیا خوب آدمی تہا خدا مغفرت کری + مصرع دوم بیت
اول مین آور خدا مغفرت کری بیت دوم مین التفات ہے + مگر استاد فن سراج
الدین علیخان آرزو اسکو التفات نہین مانتی **نکتہ** خلاف مقتضای ظاہر کی
اقسام مین سے ایک یہہ بہی ہے کہ کلام کو برخلاف مراد متکلم کے حمل کیا جاے بشرطیکہ
وہ حمل کرنا صحیح ہو اور حمل کرنیوالیکا مدعا یہہ ہو کہ اگر اس کلام کی یہہ معنی تمہارے
نزدیک ہون تو بہتر ہے چنانچہ صاحب اودہ اخبار نی صاحب اکمل الاخبار
کی نسبت لکہا تہا کہ عقل چہ کیتی ست کہ پیش مردان بیاید صاحب اکمل الاخبار
نے اوسکی جواب مین لکہا کہ اپنے دوستون کا نام گہٹا کر کیون لکہتی ہو معہ لقب وغیرہ
کے یاد کرو انتہی مختصراً - صاحب اودہ اخبار کی جواب مین ہے ایک شخص مردانعلیخان
رعنا نام ہین اور وہی شاید محرر اس فقرہ کی ہین پس صاحب اکمل الاخبار نی مردان
جو لفظ عام تہا اوسکو خاص بنا لیا اور مضمون یہہ مقرر کیا کہ عقل چہ کیتی ست
کہ پیش مردانعلیخان بیاید اور جو الفاظ برخلاف حمل کرنیمین لکہی ہین وہ سب کے
سب قرینہ صارفہ ہین آور ایسا ہے ہم سونا چاہتے ہین تو اوسکی جواب مین
کہا جاتا ہی کہ ہم تو بہو مرتے ہین سونا یہان کہان متکلم کی مراد سونی سے

ایک کیفیت ہی جو جاگنی کی ضد ہی اور فارسی مین اوسکا ترجمہ خواب ہے اور مخاطب
حمل کرتا ہی سونیکو زر پر اور قرینہ صارفہ ہمین یہ ہو کہ مرتے ہین ہے یعنی اگر ہم زر
رکھتی تو یہ ہو کیون مرتے بس لازم ہے کہ قرینہ صارفہ اسموقع پر ضرور ہو ورنہ حمل
صحیح نہ ہوگا چنانچہ کہدین کہ ہم سونا چاہتی ہین اور مخاطب کہی کہ سنو یہان
کہا تو مخاطب گمان نہین کرسکتا کہ متکلم سونا زر کی معنو مین استعمال کرتا ہے
اور دقیقہ فہم خوب جانتی ہین کہ صنعت ایہام مین یہہ قاعدہ ماخوذ ہی اور ایہام
صنایع بدیعی مین سے ایک صنعت ہے **نکتہ** خلاف مقتضا ظاہر کی اقسام مین سے
ایک **قلب** ہے اور وہ دو قسم ہے ایک مطرد اور دہ قلب صفت و موصوف کا ہی
مثلاً گھوڑا خوش رفتار سو یہہ قلب البتہ مرکبات فارسیہ مین درست ہو سکتا ہی
کیونکہ ہندی مین اگر قلب صفت و موصوف کا کسی جگہ پایا جاے تو وہ ضعف
تالیف پر محمل ہوتا ہی اور مرکبات فارسیہ مین اگر یہہ قلب مروج ہی تو بیشک
اوسکو اوسی صورت سے استعمال کرنا چاہیے اگر خلاف اسکی استعمال کرینگی تو
بعض اوقات پایہ استحسان سے ساقط ہو جائیگا چنانچہ چابک سوار اگر اسکی جگہ
سوار چابک کہینگے تو وہ لطف نرہیگا جو قلب کی صورت مین ہے دوسرا قلب

ستادہی اور وہ کم مستعمل ہوتا ہی **نکتہ** کسی جگہ قلب سے تعقید لفظی حاصل
ہوتی ہے **سرور** نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین ہمارے تو ہی سرور ہے جو سرنوشت ہے
مابین فعل اور ربط کی ایک جملہ کا فاصلہ لانا موجب تعقید لفظی کا ہی اور سرو
منادی ہی جسکی ندا محذوف ہی برخلاف اسکی شعر کی **ذوق** دیتی شربت ہی
کسی نے ہر پہیری آنکھ تری عین احسان ہے وہ ہر ہی گردیتی ہے ، ایسی موقع پہ یعنی
دیتی شربت ہی قلب و ربط جائز ہی اسلئی کہ یہہ فاصل مفعول ہے غیر نہین
نکتہ خلاف ظاہر مین سے ایک **تجرید** بہی ہے اور وہ مجرد کرنا ایک لفظ کا ہی معنون
سے پہر وہی معنی دوسرے کلمہ مین زیادت اصلاح کی واسطی ذکر کرنا چنانچہ ذمایم
اخلاق ذمایم جمع ہی بمعنے صفت بد اور اخلاق جمع خلق کی بمعنی خو خواہ
نیک ہو یا بد اسی قسم سی ہے تعظیم کرنا تعظیم کی معنی ہین کسیکو بڑا جاننا جب
تعظیم خود مصدر ہی تو اسکی بعد کرنا (علامت مصدر) کہنا داخل تجرید ہی اور یہہ
بہی ہو سکتا ہی کہ جزو معنی کی تاکید ہو اور کبہی جمع کی صیغہ کو مجرد کرکی پہر
جمع اوسکی بقاعدہ فارسی عمل مین لاتی ہین چنانچہ اہالیان قندہار اہالی جمع اہل کی جمع
مگر ہماری نزدیک یہہ غلط العام مین داخل ہے اور منشا اس غلطی کا یہہ ہے کہ

سمجھنے والی نے اہالی کو سفر د سمجھا اسی قسم سی ہے دوبارہ صلہ استعمال کرنا
ذوق عشق ہے ایذ دق وہ کافر کہ جسکی ہاتہ سی شیخ صنعان سا مسلمان ہند
بد مشرب بنے مگر یہہ بیت شایع ہو چکا ہی تفصیل اسکی ہم پہلی لکھہ چکی ہین
نکتہ تجربہ مین کبھی ایک یا زیادہ معانی ساقط کردیتی ہین **منشی محمد لطیف صاحب**
فرماتی ہین عوض جو ہر دکھادی تو خدا یا ہمکو ستی ہو جای وہ بت جسنی ستایا
ہمکو ستی کی معنی ہین نعش معشوق کی ساتہہ جل مرنا نہ فقط جلنا اور ہند مین
رواج تہا کہ ہنود کی بعض عورتین اپنے خاوندون کے ساتہہ جل جایا کرتی تہین
اور یہان فقط جلنا مراد ہی کیونکہ اگر ستی کے تمام و کمال معنی لیے جائین تو
مضمون دگرگون ہو جاتا ہی کیونکہ ستی ہو جانا بہر حال کسی شخص کے ساتہہ
ہوگا پس اگر اپنے ساتہہ کہا جائے تو یہہ مراد متکلم کی نہین کیونکہ مطلوب فقط
اوسکو سزا دینا ہی نہ اپنی موت ہی اگر دوسری کی ساتہہ ہو تو یہہ اور بھی شکایت
حسرت کا مقام ہی کیونکہ غیر کی ساتہہ جبتک کمال وفا نہو ستی ہونا ممکن نہین
پس معلوم ہو گیا کہ فقط جلنا یہان مطلوب ہے اور یہہ تجربہ ہی بسبب لفظ مین شامل
ہے کہ ستی ہونا بت پرستون ہی مین ہوتا ہے نہ اہل اسلام مین

تیسرا باب مسند کے بیان مین

نکتہ مسند کا ذکر نکرنا انہی فایدہ کے واسطی ہوتا ہی جسکا بیان ہم مسندالیہ مین
کر چکے ہین یعنی عبث سے احتراز کرنا یا قرینہ پر اعتماد کر لینا یا کثرت استعمال کو
ملحوظ رکھنا چنانچہ کہتی ہین مزاج شریف کیسا ہی حذف کر دیتی ہین اور
وجہ اسکی کثرت استعمال ہے **میر** موقوف غم میر کہ شب ہو چکی ہمدم + کل رات کو پھر باقی یہہ افسانہ کہینگے + یعنی غم میر کا بیان موقوف کہو اور
یہہ حذف اعتماد قرینہ ہی **نکتہ** کبھی مسند واجب الستر ہوتا ہی اسلئی حذف
کر دیتی ہین **للمولف** تنہا مری بزم مین تو آجا ہی تو بہین + لون تجھکو بغل
مین اور جو فرما ہی تو بہین + سر کاٹون دوپٹہ تیری جہرے سی تمام + جب کا
تمام دور ہو جا ہی تو بہین + مصرع اخیر کا مسند واجب الستر تہا اسلئی حذف کیا
کیا اور کبھی اہت کی سبب سے بہی حذف کر دیتی ہین چنانچہ آپ ہی یہہ کہاتی
ہین اور آپ ہی وہ یعنی گو کہاتی ہین اور جہک مارتی ہین اور کبھی مسند کے
واجب الستر ہونی کی صورت مین اسماء الاشارہ پر اکتفا کرتی ہین مدعا یہہ ہوتا ہے
کہ اصل کا ذکر کرنا خلاف ادب ہے **ذوق** جتبک تہے گرہ مین احمقون کے پیسے

سب کہتے تھے اونکو آپ ایسے ایسے مفلس جج ہوئے تو پھر کسینے ایذوق + پوچھا نہ کہ تھے
کون وہ ایسے تیسے + ہمارا مطلب ایسے تیسے سی ہے **نکتہ** کبھی مسند کو حذف کرکی
اشمار الاشارہ پر اکتفا کرتی ہین تاکہ اوصاف متعددہ پر دلالت کری اور یہہ
اکثر صفت و موصوف مین واقع ہوتا ہی چنانچہ بیت ولی باعی مذکور مین ایسے ایسے
ایسے قایم مقام صفت کے ہی اور فایدہ اسمین یہہ ہے کہ اسمین اختصار کامل ہوسکتا ہے
نکتہ مسند کا ذکر کرنا کبھی اسواسطی ہوتا ہی کہ تعین کر دین کہ مسند اسم ہے یا فعل
ہین اگر فعل ہوگا تو فایدہ تجدد کا دیگا اور اسم سی ثبوت حاصل ہوتا ہی تجدد سے
ہماری مراد حدوث ہے یعنی نیا کام کرنا جو پہلی فاعل کے ذات مین موجود نہ ہوا اور
ثبوت سے یہہ مراد ہے کہ مقرر کردین کہ مسند الیہ مین یہہ صفت موجود ہے چنانچہ زید مر گیا
اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ زید مین جو صفت پہلی نہین پائی جاتی تھی وہ اب
پائی جاتی ہے اور زید بیٹھا ہی اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ زید مین بیٹھنے کی صفت
موجود ہی نہ یہہ کہ پہلی نہ تھی اور اب ہوگئی ہے اور فعل مسند کا مقید ہونا ہی
کسی ایک زمانہ کی ساتھہ مختصر طور پہ اور زمانہ تین ہین ماضی مستقبل حال ماضی وہ زمانہ
ہے جو زمان تکلم سی پہلی ہو اور مستقبل وہ جو زمان تکلم سی پیچھی ہو اور حال اجزا سے

آخر ماضی واول مستقبل ہے جو ایک دوسرے کی پیچھے بدون مہلت واقع ہون
چنانچہ زید نماز پڑہتا ہی حال ہے حالانکہ بعض اجزا نماز کی اوسنی ختم کر لیئی ہین اور
بعض باقی ہین پس جو فعل آنات بسیار یعنی بہت وقتون مین بدون فاصلہ
اور مہلت کی واقع ہوتا ہے اوسکو حال بنا لیتی ہین اور مختصر طور پر یہہ جو ہمنی کہا ہے
تو ظاہر ہی کہ اوٹہا اوٹہا تہا کی نسبت مختصر ہے ایک صاحب فاضل اعتراض
کرتے ہین کہ کیا اوٹہا تہا فعل نہین ہے اگر ہے تو مختصر کی قید سے کیا فایدہ مین عرض
کرتا ہون کہ فقط اوٹہا فعل ہے اور تہا اور ہی اور گا علامات ماضی وحال و
استقبال ہین فعل وہی ہے جو ان علامات سے مجرد ہو اور اختصار اوسمین پایا جاتا
ہو اور فعل کبہی تجدد واستمراری پر دلالت کیا کرتا ہی چنانچہ حال مثلاً ع یکے
جہانسرا ہی دنیا مین بہی اک آتا ہی اک جاتا ہی یعنی دنیا ہی شخص آنیوالا ہی اور
دنیا ہی جانیوالا اور یہہ آنا جانا استمراری یعنی ہمیشہ کی لئی ہے اور اسیطرح مضارع
مین بہی تجدد واستمراری کبہی پایا جاتا ہی چنانچہ کام چلا جائیگا اور کبہی محض
تجدد ہوتا ہی استمرار نہین ہوتا چنانچہ ع عمر بہر خون جگر پینا ہی ہمیشہ جینا
ہی کبہی جینا ہی یعنی لحظہ بعد لحظہ خون جگر پینا ہی اور نفی اثبات کی تابع

یعنی جو حال فعل مثبت کا ہوگا وہی منفی کا ہوگا اگر کہا جاوی کہ جب کسی کلام مین
کوئی قید ملحوظ ہوا اور اسی کلام پر نفی آجاوی تو وہ نفی قید کی طرف راجع ہوتے
ہی ارباب تحقیق کا یہی قول ہے پس اس قاعدے سے کوئی آتا ہی کوئی جاتا ہی
مین نفی تجدد یا استمرار کی ہوگی نہ نفی فعل کی کیونکہ مثال مذکور مین دو صفتین ہین
ایک تجدد کی دوسری استمرار کی سو نفی کرنی سی دونون صفتین زایل ہوگئی۔
زیادت ایضاح کی واسطی ہم بیان کرتے ہین کہ فعل کی تین حالتین ہین یا تو اوس
قید تجدد اور استمرار کی ہوگی یا فقط تجدد یا فقط استمرار کی ہوگی پس ان تینون
حالتون مین اگر نفی کرینگے تو وہ نفی ان قیدون کی ہوگی نہ نفی فعل کے ہم اسکا
جواب دیتی ہین کہ یہہ قاعدہ درست اور مسلم ہی لیکن یہہ بات بیان کرنی باقی ہی کہ
اگر مسند مین تجدد یا استمرار ہو تو ایسا ہوتا ہی مگر اسکی بہی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ
نفی تجدد یا استمرار کی مع نفی فعل کے ہو چنانچہ نہ کوئی آتا ہی نہ کوئی جاتا ہی دوسرے
نفی فقط تجدد یا استمرار کی ہو نہ نفی فعل کی اور اگر مسند مین نہ ہو تو دلالت کرتا ہے
کہ واضع نے خود فعل منفی وضع کیا ہی **فوق** نہ آیا گو یہ میری ہے بیوفا ورنہ
گلے لگائی کو تربت سی بہی نکلتی ہاتہہ بیوفا مسند الیہ ہے اور نہ آیا مسند سو مسند مین

نہ نفی تجدد کی ہی نہ استمرار کی بلکہ اصل واضع نی یہہ فعل منفی وضع کیا ہے
نکتہ کبھی مسند ایک فعل واقع ہوتا ہی اور ظاہر مین وہ زایدہ معلوم ہوتا ہی مگر فی التحقیق
وہ اثبات تردد اور محنت کا کرتا ہی تاکہ معلوم ہو جائے کہ متکلم نے اوسنی ظلم یا رحم
کر نہین کیا تردد کیا ہی **ظفر** کاٹ کر رکھدن سر اپنا اب یہہ ہی مرضی تری
تو نی رکھدی لا کے جو شمشیر میرے روبرو نہ جاننا چاہیے کہ لفظ کی ضیافت کی واسطے
ہوتا ہی اور کبھی قایم مقام عطف کی آتا ہی۔ اس صورت مین فایدہ اختصار
کا دیتا ہی چنانچہ زید آکے چلا گیا اور دیکھ کے کہنے لگا یعنے آیا اور
چلا گیا اور دیکھا اور کہنے لگا اور کبھی اسی قسم سی ہے اور اسی موقع پر بولا
جاتا ہی پس تو نے رکھدی لا کے یہہ معنی ہین کہ تو جو لایا اور رکھدی اور
مطلب فقط اتنی عبارت مین ختم ہو سکتا تھا تو نی جو شمشیر رکھدی میری سامنے
لیکن لایا سی اثبات تردد سعی کا منظور ہی یعنی میری مارنی کی لئی شمشیر ڈھونڈھ کر
لایا اور مجھپر ظلم کرنیکی لئی اوسی یہہ تکلیف اوٹھائی **نکتہ** فعل کا مفعول
یا ظرف وغیرہ سی مقید کرنا اسواسطے ہوتا ہی کہ اوسمین زیادہ فایدہ حاصل ہوتا
ہے کیونکہ جسقدر قیدین زیادہ لگائینگے اوسیقدر خصوصیت اوسمین زیادہ ہوگی

مگر جو لفظ ہوگا اور ہی اور رہتا کی ساتھہ مقید ہوگا وہ خبر ہی کیونکہ یہہ کلمی اخبار
زمانہ کی واسطی مقرر ہین **نکتہ** ترک کرنا قید کا کسی مانع کی واسطی ہوتا ہی ورفع
مانع یا تو یہہ ہے کہ متکلم مقیدات سے واقف نہین اسواسطی ناچار قیود کو ترک کرتا
ہے یا مقیدات کی حاجت نہین ہوتی یا مقیدات کی بیان کرنیکی فرصت نہین
ہوتی یا سامع یا اور کسیکو مقیدات سے واقف کرنا منظور نہین ہوتا یعنی مکان
اور زمان وفعل وغیرہ متکلم نہین چاہتا کہ اور کسیکو معلوم ہوجائین یا خوف اس بات
کا ہوتا ہی کہ مبادا مخاطب سمجہلی کہ متکلم زیادہ گو ہی یا کوئی اور ایسا ہی سبب مانع
ہوتا ہی **نکتہ** مسند کو شرط کی ساتھہ مقید کرنا باعتبار ادن حالات کے ہوتا ہی جو
حروف شرط کی احوال سے معلوم ہوتے ہین اور حروف شرط کی یہہ ہین اگر گر
چون اگرچہ یہہ لفظ فصحای اہل ہند کی محاورات مین کم واقع ہوتا ہی اور اکثر عوام
اسکا استعمال کرتے ہین جو جب جسوقت جہان جو ہین ہر چند گرچہ گو اور
ہر ایک انمین سے اپنے اپنے موقع پر مستعمل ہوتا ہی اگر اور گر ایک ہی ہین جو بہی اکثر انکے
کی جگہ مستعمل ہوتا ہی مگر کبہی تعیین زمان کے واسطی بہی آجاتا ہی میر کی جو تہی
تو بنت عنب جا صمہ ہی تہی + ابتو خرابے کی خرابات بہی گئی + اور کبہی سوا سے

شرط کی صلہ کی واسطی بہی آتا ہی **مومن** وہ جو ہم مین تم مین قرار تہا تمہین
یاد ہو کہ نہ یاد ہو + اور کبہی بجای کانے کے مستعمل ہوتا ہی جو فارسی مین بیان یا صلہ
کی واسطی آتا ہی **میر** طالع جو میر خوار ہی محبوب کو خوش آی + پر یہ غم یہہ ہی کہ مخالف
دیکہین گے سب تماشا + اسکا ترجمہ یہہ ہے کہ خوشا طالع تو میر کہ یار دریے آزار تست
جب جسوقت یعنی زمانے کے واسطی آتے ہین چنانچہ جسوقت تم آوگی مین آونگا یعنی
میرا آنا اوسوقت ہوگا جب تمہارا آنا وقوع مین آئیگا مدعا یہہ ہے کہ اپنے آنے کا زمانہ
متعین کر دیا جسوقت کبہی تعمیم کے واسطی بہی آجاتا ہی **غالب** مہربان ہو کے
بلالو مجہی چاہو جسوقت + مین گیا وقت نہین ہون کہ پہر آ بہی نسکون + یعنی
اوقات نامعینہ مین سے جسوقت چاہو جہان یعنی زمانے کے واسطی آتا ہی
میر کبہی لگی نہ کہنی ہا پی اوس سے + جہان بولی لگا کہنے کہ بس بس + کبہی تعمیم
ہی اس سے منظور ہوتی ہے **ذوق** جہان تم کہیں کسیکے ساتہہ دیکہا + کبہی مرے
شوخ کو تنہا نہ پایا + ہر چند گرچہ گو تینون کا ایک ہی حکم ہی ور انکی خبر مین حرف
استدراک کا لفظاً یا تقدیراً ضرور آتا ہی **نکتہ** حرف شرط کبہی حذف بہی
کر دیتی ہین اور یہہ اکثر مروج ہی **ذوق** آتا ہی تو آ جا کہ کوئی دم کے ہی فرصت +

پھر دیکھیے آتا ہے دم یا نہین آتا + یعنی اگر آتا ہو **میر** ہمسی خوش زمزمہ کہان
ہونتو + لب و لہجہ ہزار رکھتی ہین + یون اسم اشارہ ہے اور قرینے کے واسطے مستعمل ہوتا ہے
اور اکثر اوقات مشار الیہ اسمین مقدر ہوا کرتا ہی یعنی شعر کی یہ ہین کہ ہمارے جیسے
خوش زمزمہ کہان ہین اگر لب و لہجہ والی ڈھونڈو تو ہزارون ہین اور حذف
کی مثالین بکثرت میسر آسکتی ہین **نکتہ** جملہ جزائیہ کی ابتدا مین ہمیشہ تو یا ایک
یا لیکن یا پر یا مگر آیا کرتا ہی **ذوق** اگر جہان کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا **میر**
گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم + لیک لگ چلنے کو بلا ہین ہم **میر** مرگئی لیکن
نہ دیکھا تو نے ایدہر آنکھہ اوٹھا + آہ کیا کیا لوگ ظالم تیری بیمارون مین تھی + **ذوق**
یار لائے اوسی بالین پہ مری پر کس وقت + اور کبھی انکو حذف بھی کردیتی ہین **میر** جدا جو پہلو
سی وہ دلبر یگانہ ہوا + طپش کی یہان تئین دل نے کہ درد شانہ ہوا **نکتہ** جب شرط
مو خر اور جزا مقدم ہو جاتی ہے تو وہ الفاظ جو ابتدائے جزا مین واقع ہوتے ہین قطعاً
محذوف ہو جاتے ہین **غالب** ننگ تمکین گل و لالہ پریشان کیون ہے + گر چراغان
سر رہگذر باد نہین + **نکتہ** جب جسوقت محض شرط کی واسطی آتے ہین اگر استقبال
پر آئینگے تو وہی شرط کا فایدہ دینگی اور جب ماضی پر آئینگے تو اوسنی یقین پایا جاتا

وقوع فعل ہین **نکتہ** کبھی جزا کو بھی بنظر قرینہ دالہ کی حذف کر دیتی ہین اور
موکدات جزا کو قایم مقام کر لیتی ہین **ذوق** ای ذوق شہید اوسکو کرنی ہین کیے
عاشق + کرنی ہی اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے + یعنی اگر سبقت کرنی ہی تو کر دیر
کیا لگائی ہے جزا اسمین محذوف ہی اور کیا دیر لگائی ہی جو اوسکا موکد تھا اوسکی جگہ
رکھا گیا **نکتہ** اگر جزا مین بھی وہی فعل واقع ہو جو شرط مین ہو تو مفہوم اوسکی مخالف
پیدا ہو جاتا ہی اور قضیہ شرطیہ قضیہ پر محمول ہو جاتا ہی چنانچہ **میر** صاحب فرماتے
ہین ؎ مر گیئی ہم تو مر گیئی تو جی دل گرفتہ تری بلا ہووے + یعنی اگر بالفرض ہم
مر گیئی تو تو جیتا رہ حرف شرط اسمین محذوف ہے اسیطرح **میر حسن** فرماتی ہین ؎
دگر مر گیئی تو بلا سی موئی + تو یون جانیو محبیہ صدقے ہوئی + **نکتہ** کبھی جزا کو باعتبار
قرینہ سابقہ کے حذف بھی کر دیتی ہین **نسیم** جسوقت وہ گل چمن سے لایا +
محمود اخوش ہوئی کہ آیا + کہنی لگی لو مراد پائی + بولا کہ جو یہان سے ہو رہائی + یعنی
اگر یہان سے رہائی ہو تو جانین کہ مراد پائی نہین تو نہین چونکہ جزا مقدم مذکور ہو چکی
تھی اسواسطی اوسی حذف کر دیا تاکہ عبث سے احتراز ہو **نکتہ** کلمہ اگر ادوجہ
ایسے مقام پر مستعمل ہوتا ہی کہ وقوع اور لا وقوع شرط کا یقینی نہو چنانچہ

غالب مٹ جائیگا سر گر ترا پتھر نہ گھسیگا + ہون در پہ تری ناصیہ فرسا کوئی
دن اور میر گل نے بہت کہا کہ چمن مین نجائیے + گلگشت کو جو آئیے آنکھون پہ آئیے
گھسنا اور نہ گھسنا اور آنا نہ آنا یقینی نہین اور یہی سبب ہے کہ یہہ الفاظ اکثر مستقبل مین
مستعمل ہوتے ہین کیونکہ وقوع اور لا وقوع آیندہ پیدا ہونیوالی چیز کا جزم کی
ساتھہ نہین معلوم ہو سکتا اور ماضی اور حال مین بھی اوسجگہ استعمال کرتے ہین کہ
جزم مذکور نہو اور وقوع و لا وقوع بطریق فرض کے ہو ذوق اگر حلیم کو بھی آیا
تو ہم جانینگے اب آیا + یہہ ماضی مین آیا ہی مگر یہہ وقوع یقینی نہین بلکہ فرضی ہے
اور کبھی اسکو جزم کی مقام پر بھی استعمال کرلیتی ہین لمولفہ ہمنشین گر مری
یہہ شب کٹ جایگی تو مین جانونگا اک پہاڑ کٹا + شب کا کٹ جانا یقینی ہے منشی
محمد لطیف صاحب چڑہ بادہ پر جو مہتابی پہ تو ہم سمجھی + قیامت آگئی
نیزہ پہ آفتاب آیا ذوق لگائی زلف کو شانہ نے جو انگلی پکارا دل + یہہ
گستاخی ہمارہ تو سہی بی ادب آیا + جب اور جسوقت جو انہین معنون مین مستعمل
ہون اگر ماضی حال پر آجائین تو جزم الذہنی مطلوب ہے تا ہی منشی محمد
لطیف صاحب فرماتی ہین سے جب کبھی جوش پہ آجاتا ہی دریا ہی الم +

کشتی می کے وسیلہ سی گزر جاتا ہوں **ذوق** میں اپنے ذوق کی قربانی کے
مستی ہیں محبت کے ملا یا کسنی اسکو جب آیا بی طالب آیا + جسوقت کی مثال یہہ ہے
ذوق تیرہ روز ہی تیری مہر جہانتاب کا نور + دیا جسوقت اوڑا کر یک شب تاب
بنا + اور جب یہہ تینوں استقبال میں آتے ہیں تو یہہ حکم انکا نہیں ہوتا بلکہ وہی
شکل ہیجانی ہیں **نکتہ** جب مدخول کلمہ اگر یا جو کا ماضی تمنائی ہوتا ہی تو لوکی معنی
دیتا ہے اور لو عربی زبان میں خاص اسی مطلب کے لئی موضوع ہی چنانچہ
لَوْ كَانَ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللهُ یعنی اگر سوا اللہ کی کوئی اور بھی خدا ہوتا اور اسکا حکم
یہہ ہے کہ جب مثبت پر آجاتا ہی تو اوسکو منفی بنا دیتا ہی اور جب منفی پر آتا ہی تو
اوسکو مثبت بنا دیتا ہی **ذوق** مرتی جو موت کے عاشق بیان کبھو کرتی + تو
خضر بھی مرنی کی آرزو کرتی + اگر یہہ جانتی چن چن کے ہمکو توڑینگے تو گل کبھی نہ
تمنائی نگاہ بو کرتی + پہلی مصرع میں جو کا مدخول یعنی کرتے مثبت تہا وہ منفی
ہوگیا کیونکہ معنی اوسکی یہہ ہیں کہ عاشقوں نے موت کے مزی بیان نہ کیے اگر کرتی
تو یوں ہوتا + دوسرے شعر کی پہلی مصرع میں بھی یہی صورت ہے **میرزا اسد
اللہ خان غالب** لیتا نہ اگر دل تمہیں دیتا کوئی دم چین + کرتا جو نہ مرتا

کوئی دن آہ و فغان اوٹ لیتا فعل یا فاعل کوئی دم چین اوسکا مفعول او دیتا
منفی جسکی نفی اگر سی مقدم واقع ہوئی ہے یعنی اگر ہم ہمتین دل نہ دیتا تو کوئی
دم چین لیتا دوسرے مصرع کی ترکیب بھی ایسی ہی ہے **نکتہ** چونکہ شرط ایک چیز کا
تعلق ہے دوسری چیز سی ایس لازم ہی کہ شرط اور جزا کی درمیان اختلاف لفظی نہو
یعنی ایسا نہو کہ ایک ماضی ہو اور دوسرا مستقبل یا برعکس اسکے مگر کسی نکتہ کی واسطے
اور یہہ کبھی کلمہ بھی کے ساتھہ آتا ہی چنانچہ کہتی ہین ع بد اگر آ بھی گیا تو کیا کر لیگا اور
کبھی بدون بھی کے بھی مستعمل ہوتا ہی **غالب** بھی ہے آزمانا تو ستانا کسکو کہتی ہین
عدو کے ہو لئی جب تم تو میرا امتحان کیون ہو **نکتہ** اسمین یہہ ہے کہ وجود شرط کا جو
آیندہ ظاہر ہونیوالا تہا بطریق حقیقت یا فرض ماضی پر حمل کر لیا اور جزا جسکا
وجود شکی تہا استقبال پر محمول ہوگئی لطیفہ اسمین یہہ ہے کہ ہر چند شرط کا مضمون
گزر چکا پہر بھی وجود جزا کا ظہور ممکن نہین **نکتہ** تنکیر مسند کی کبھی تعظیم کی واسطے
ہوتی ہے چنانچہ کہتی ہین زید ایک دانا آدمی ہے یا تحقیر کی واسطی جیسا کہ کہتی ہین
وہ ایک خیال ہے **نکتہ** تخصیص مسند کی اضافت یا وصف کی ساتھہ اسلئی ہوتی ہے
کہ فایدہ اتم ہوا اور ترک تخصیص کسی مانع کی واسطی ہوتی ہی چنانچہ بیان اسکا مسند الیہ

مین گزرچکا ہی **نکتہ** تقدیم مسند کی نہایت اہتمام کی واسطی ہوتی ہے یعنی اوسکا بیان اہم ہوتا ہی تاکہ تقدیم ایسی چیز کی جسکا حق یہہ ہے کہ موخر ہو اہمیت پر دلالت کرے چنانچہ کہتے ہین کھڑا ہی زید اصل یہہ ہے کہ یون کہا جاتا زید کھڑا ہی مگر یہہ اسلیے ہے کہ مخاطب زید سی تو آگاہ ہی لیکن اوسکی کیفیت سے واقف نہین کہ آیا وہ کس حالت مین تھا اور بیان کرنا اوسکی کیفیت کا مقدم اور اہم ہے اسواسطی کھڑا ہی پہلے کہا گیا **نکتہ** جب ایک چیز مین دو وصف موجود ہون اور سامع سمجھی کہ یہہ ایک ہی صفت رکھتی ہے نہ دو یہانتک کہ جانے سمجھے کہ یہہ دونون وصف خارج مین متعدد چیزون کے ہین پس جس صفت کو سامع جانتا ہو اور حسب علم متکلم کی طالب اس بات کا ہو کہ دوسرے صفت کا حکم اوسپر لگائیگا ایسی موقع پہ واجب ہے کہ اوسی لفظ کو مقدم کرین مگر کسی نکتہ کی واسطی چنانچہ اہتمام شان مسند وغیرہ اور یہہ اس مثال سے روشن ہو سکتا ہی کہ یہہ زید ہے پس اگر مخاطب مشارالیہ کو جانتا ہو مگر یہہ نجانی کہ یہہ زید ہی یا عمرو یا کوئی اور اسموقع پر کلمہ یہہ مسند الیہ ہوگا اور اگر زید کو جانی مگر یہہ نجانی کہ زید یہی ہے یا کوئی اور اسموقع پر زید کو مقدم کرینگے اور یہہ کو موخر اگر یہہ کہا جائی کہ جزئی حقیقی محمول یعنے مسند الیہ نہین ہو سکتی جیسا کہ

علماے منطق کہتے ہین تو مین کہتا ہون کہ یہان کلمہ یہ یا وہ اول ہے اور تاویل اسکی یہ
ہے کہ صاحب اس نام کا زید ہے **نکتہ** کبھی تقدیم مسند کی تشویق کے واسطے
ہوتی ہے ذکر مسند الیہ کی طرف یعنی مقدم کرتے ہین مسند الیہ کیطرف شوق دلانا
منظور ہوتا ہے کیونکہ حصول شی کا انتظار کے بعد لذیذ تر ہوتا ہے چنانچہ **لا اعلم** دین و
دنیا مین مجھے آئی ہین دو باتین پسند + دوستی حق کی محبت حیدر کرار کی - آئین
مسند ہے اور دو مسند الیہ دو باتین عدد مبہم (دو) کی تمیز اور دوستی اور محبت تمیز
کا بدل یا تفسیر ہے اور قایم مقام مسند الیہ **نکتہ** مسند دو قسم ہی ایک فعلی
دوسرا سببی فعلی وہ ہے جو بدون واسطہ کسی شی کے اسناد اسکی طرف واقع ہو
بحسب لفظ کی چنانچہ زید کھڑا ہے یا عمرو شاعر ہے اور سببی وہ ہے جو برخلاف فعلی کی ہو
جو کچھ صدر مین مذکور ہوا اسناد فعلی کا بیان تھا اب ہم سببی کا ذکر کرتے ہین
اسناد کسی فعل مین جب واضح اور مبین ہو اگر اسکو دوسرے طریق پر ذکر کرین تو
نفس کو بعد استماع کی ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب مسند کا کو
کیا جاتا ہی تو نفس مخاطب کا زعم ہوتا ہی کہ مسند فعلی ہی ہوگا جیسی کہ عادت
روزمرہ کی ہے جب اسکو دوسرے طریق پر ذکر کرین تو نعمت غیر مترقبہ حاصل

ہوتی ہے چنانچہ زید اوسکا دستخط اچھا ہے اگر فعلی ہوتی تو یون کہا جاتا
کہ زید کا دستخط اچھا ہی **نکتہ** ظرفیت مسند کی اختصار کی واسطی ہوتی ہے
چنانچہ کہتی ہین زید گھر مین ہے اصل یہہ ہے کہ زید موجود ہے گھر مین اور کبھی کلمہ
مین کو جو ظرفیت پر دلالت کرتا ہی حذف کر دیتی ہین زید گھر ہے یا زید مسجد گیا ہے
اور دوسرے مثال اوس صورت مین ہی کہ مین اسمین سے محذوف ہو اور اگر اوسے
صورت لیجائی یعنے زید مسجد کی طرف یا مسجد کو گیا ہی تو یہی لفظ محذوف ہو نگے
نہین **نکتہ** مسند کبھی منفی واقع ہوتا ہی اور حقیقت مین اوسسے نفی مطلوب نہین
ہوتی اور حرف نفی زاید ہوتا ہی اور قلت مقدار شی یا زمانہ پر دلالت کرتا ہے
چنانچہ کہتی ہین دیکھیے نہ کیا مزا ہے یعنی تھوڑا سا چکھہ کر دیکھی **غالب** کیا
فرض ہے کہ سب کو ملی ایک سا جواب آؤ نہ ہم بہی سیر کرین کوہ طور کی یعنی
تھوڑی دیر کی واسطی آؤ **نکتہ** کبھی مسند کو مع مسند الیہ کے حذف کر دیتی ہین
مثلا ایک شخص کسیکو مارتا ہو تو دوسرا عداوۃً یا متسخرا کہی اور اور
یا ایک اور یعنی مارے جا یا ایک اور مار اور یہہ جملہ انشائیہ ہی اور مع مفعول
کے حذف ہی **غالب** مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جائی جلاد سے لیکن

وہ کبھی جا بجا کہیں ہان ورنہ اکثر ایسے جملہ کی ابتدا مین ایک یا ہان واقع ہوتا ہی

یا ادر کی تکرار **دقیقہ** جو قواعد مسند یا مسندالیہ کی بابت ہمنی ذکر کیے ہین

مثلاً ذکر و حذف تقدیم و تاخیر تنکیر و تعریف وغیرہ وہ انہین دونون کے ساتھ

مخصوص نہین ہین بلکہ اگر کوئی دانا سخن شناس غور کریگا تو جان لیگا کہ

اعتبارات مذکورہ اور مقامات مین بھی آسکتی ہین اور بعض مواقع پر اشارہ

بھی کردیا گیا ہی یعنی مسندالیہ کے ذکر مین اگر مسند کا ذکر آگیا ہی یا مفعول یا

متعلقات فعل کا تو وہان اشارہ کردیا گیا ہی کہ یہہ قاعدہ اس سے متعلق ہے

چوتھا باب
احوال متعلقات فعل کے بیان مین

نکتہ فعل با مفعول ایسا ہوتا ہی جیسا کہ فعل با فاعل یعنی فاعل یا مفعول

دونون مین سے کسی ایک کا ذکر کرنی سے یہہ غرض ہے کہ تعلق دونونکا باہم

پیدا ہونا افادہ وقوع مطلب کا پس اگر مفعول مذکور نہوا اور غرض محض اثبات

یا نفی فعل کے ہو تو فعل متعدی کو بمنزلہ لازم کی بنا لیتی ہین اور مفعول مقدم

کرلیتی ہین چنانچہ ؏ مجھی بخشیو میرے پروردگار کہ ہی تو رحیم اور آمرزگار

بخشیو فعل متعدی بدو مفعول ہے ایک مفعول محی ہے جو مذکور ہے دوسرا گناہ جو
محذوف ہی اس مثال مین ایک مفعول محذوف ہے دوسرا مذکور اور کبہی دونون
محذوف ہون اوسکی مثال یہہ ہے میر تہا کرم پر اوسی کی شرمندہ ام + کہیے
اعمال آہ مت پوچھو + تم بہی ای مالکان روز جزا + بخشدو اور گناہ مت پوچھو +
فعل یہان دو ہین ایک بخشدو اور دوسرا مت پوچھو اور مفعول یعنے گناہ ایک ہے
اگر اوسی پہلی فعل کے ساتہہ متعلق کیا جاے تو یہی مفعول بعینہ دوسرے فعل کے
واسطے مقدر کرنا پڑیگا اور اگر دوسرے کی ساتہہ متعلق کیا جاے تو یہی مفعول
بعینہ پہلی کے واسطے مقدر کرنا ہوگا بہرحال ہمارا مدعا حاصل ہے نکتہ کبہی
مفعول کو اس اعتماد پر حذف کر دیتے ہین کہ بعد اہتمام اوسکا ذکر کیا جائیگا
اور یہہ اکثر فعل کہنے اور فرمانے اور چاہنے مین آتا ہی اگر کہیئے ہین کل آؤن
فرمایئے تو کہانا لاؤن مین چاہتا تو چلا جاتا یعنی اگر آپ کو کہیئے اور کہانا
لانیکو فرمایئے اور مین چلا جانا چاہتا - اور یہہ حذف اسواسطے ہوتا ہی کہ جب
ایک فعل مذکور ہو جاتا ہی تو سامع جان لیتا ہی کہ یہان کوئی ایسی چیز
مقدر ہے جس سے فعل تعلق رکہتا ہی لیکن اوسکی نزدیک مبہم ہی جب تک ا

مذکور ہوتی ہے تو مبین اور واضح ہو جاتا ہی اور دل مین ایک طرح کی نشست پیدا
کرتا ہی بس مثال مذکور مین جسوقت مین اگر چاہتا مذکور ہوا تو سامع نے خیال
کیا کہ کوئی مفعول ہے جو چاہنی سے تعلق رکھتا ہی جب چلا جاتا کہا تو سامع
کو یقین ہو گیا کہ متکلم کا مدعا یہی ہے کہ چلا جانا چاہتا **نکتہ** کبھی فعل کو مع مفعول
کے حذف کر دیتی ہین اور معطوف پر کفایت کرتی ہین چنانچہ کہتی ہین وہ ہوا
ایسی سخت تھی کہ بھیجا کپنی لگا واضح تر مثال یہہ ہے کہ تلوار پشت زین پر بیٹھی
اور یہہ اسوہم کی دفع کرنیکی واسطی ہوتا ہی کہ مبادا غیر مراد کا ارادہ کیا جای
یعنی مخاطب یہہ خیال کری کہ اہم بیان کرنا قطعیت سوار کا ہی نہ پشت زین
پر پہونچنا تلوار کا کیونکہ اگر کہا جاتا کہ تلوار سوار کو کاٹکر پشت زین پر پہونچی تو
اشتباہ ہوتا کہ شاید مخاطب کا مدعا سوار کا کٹ جاتا ہی اور زین پر بیٹھنا
تلوار کا مبالغہ ہی اور اس کہنی سی یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ تلوار کی کاٹ ایسی
تھی کہ سواے پشت زین کے رک سکی نکتہ اہمین یہہ ہے کہ یہہ حذف باعتبار عقل
بر سبیل برہان ہے کیونکہ کوئی چیز جب کسی چیز مین حایل ہوگی جبتک وہ نہ کٹ جائیگی
دوسری چیز پر تلوار نہین پہونچ سکتی بس معلوم ہو گیا کہ تلوار جبتک سوار کو نہ کاٹی

یگی تتبک پشت نہ ین پر نہین بیٹھ سکتی اسی قسم سی ہے **میر** ان جلتی ہڈیون
پہ ہر گز نہ ہما نہ بیٹھی پہونچی ہے عشق کی تپ اِی میر استخوان تاک یعنی بدنکو
گرم کر کی ہڈیون تک پہونچی ہے **نکتہ** کبھی مفعول حذف ہوتا ہی اور فعل صرف
تمہید کلام پر دلالت کرتا ہی چنانچہ کہتی ہین لو اور سنو تو جمع امر حاضر ہی اور
متعدی ہے مفعول اسکا بہر حال ہونا چاہیی لیکن ظاہرا یہان کوئی مفعول
مذکور نہین اور نہ ہم مقرر کر سکتی ہین کہ اسکا مفعول یہہ ہے پس لا بدی ہی کہنا
پڑتا ہی کہ یہہ فعل صرف مخاطب کے متوجہ کرنی اور تمہید کلام کی لئی ہی ایسا ہی
مقام خطابی ہین مفعول کو حذف کر لیتی ہین اور قرینہ دالہ پر اعتماد کرتی
ہین اور مراد اس سے حوصلہ دلانا اور سست کو ہوشیار کرنا ہی **غالب**
کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دی نہ دی شراب لو کر کوئی کباب تو دی
لا کا مفعول مذکور نہین اور کبھی محض قرینہ عقلی پر اعتماد کر کی مفعول کو
حذف کر دیتی ہین **ذوق** بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے ہی صدا
گنبد کی یہہ جیسی کہی ویسی سنی + سنی کا مفعول محذوف ہے اور وہ عقل کے نزدیک
بات ہی اور بی تامل سمجھہ مین آ سکتا ہی اور کبھی اس اعتماد پر کہ متکلم اور مخاطب کے

ابین مفعول معلوم ہوتا ہی حذف کردیتی ہین منشی محمد لطیف صاحب
مانگی پر دینا بھی کچھہ دینی مین دینا ہی نہلا + لطف اسمین ہے میری جان بلا مانگ
جو دو + دو کا مفعول نہ ہی اور وہ فریقین کو معلوم ہے ۔ اور کبھی قرینہ مذکور
سابقہ پر اعتماد کرکی مفعول کو خواہ ایک فعل کا ہو یا زیادہ فعلونکا حذف کر دیتی
ہین شہیدی ایک ہین کب لیا دینی ہی گر تو دو تو دو + خواہ دو سبب غضب کے
خواہ دو غضب کے دو + اور اس سے پہلے یہہ شعر ہی سو ندو تم دو ہی اور دو بولے
اک ڈہب کے دو ہی مثل مشہور ہین مطلب کے سو مطلب کے دو + تحذیر کی مقام پر بہی
اکثر مفعول حذف کر دیتی ہین اور کبھی انکا نام لینی سی نفرت کرکی مفعول
کو حذف کر دیتی ہین چنانچہ جب کسی مخالف شی کا ذکر آوی تو کہدیتی ہین لعنت
ہیجو اگر کہا جاے کہ لعنت مفعول ہے ہیجو کا اور وہ مذکور ہی پس حذف کیونکر ہوا
ہم کہتی ہین کہ ہیجو متعدی بدو مفعول ہے پس ایک مفعول یعنی شی مکروہ محذوف ہے
اور کبھی مفعول کو حذف کرکی اوسکی مضاف الیہ پر اکتفا کرتی ہین منشی محمد
لطیف صاحب آنو مینہو میری یا مین اپنی کہو میری سنو + ایسی نفرت ہی نہین
کاہیکو ای جان مجھسی یعنی آپنے چلو نگی کہو اور میری کیفیت سنو نکتہ کبھی مفعول

کو جب اوسکی شان کا اہتمام منظور ہوتا ہی تو مقدم کرلیتی ہین **میر** شریف کہ ہماری
تمام عمر ای شیخ + یہہ میراجب گدا ہی شراب خانہ کا + چونکہ شریف مکہ بنا ایک امر
عظیم الشان تھا مقدم کیا گیا مگر یہہ اوس صورت مین ہی کہ رتا ہی کی سعی
بنا رہا ہی لیئی جاوین اور کبھی تقدیم مفعول مین تعظیم شان فاعل کے منظور
ہوتی ہے **میر حسن** جیسی چاہی جنت مین دیوی مقام + جیسی چاہی دوزخ مین
رکھی مدام + جیسی مفعول اور نکرہ ہی اور نکیر مین خورد و بزرگ شریک ہین یعنی
وہ ایسا عظیم الشان ہے کہ جسکو چاہی بزرگ ہو یا خورد جنت مین مقام دے
یا دوزخ مین کبھی **نکتہ** کبھی تقدیم مفعول کی محض تخصیص کے واسطی ہوتی ہی
لا اعلم اسکو تو اک یہ ہی مار ہی شکل اس سایہ کا اتار ہی + اسکو مایہ کا مفعول
ہے اور سبب تقدیم کی تخصیص ہمین پائی جاتی ہی یعنی خاص اسکو اور اسی قسم سے
ہے جو کہتی ہین تمہین دیا ہی جب مخاطب کو گمان ہو کہ شاید کسی اور کو دیا
ہوگا اور بعکس اسکی یعنی مسند کی مقدم ہونے کی صورت مین مفعول کی تخصیص
زایل ہوجاتی ہے اور دیا جانا یقینی ہوجاتا ہی **نکتہ** کبھی تقدیم مفعول
کی حصر کا فایدہ دیتی ہی **میر حسن** اوسی کا ہی کعبہ اوسی کا بہشت + اوسی کا ہی

دوزخ اوسی کا بہشت + اسی مرکب ہے آس او رہی سے کثرت استعمال سے ہی کی ساقط
ہوگئی اور ہی خود ایک کلمہ ہی جو حصر کے واسطے آتا ہی پس اس مثال مین تقدیم اور
تخصیص دونون ملکر حصر کا فایدہ دیتے ہین تقدیم تنہا کیونکہ تقدیم ایک ایسا امر ہے
جو شدت او ضعف دونون قبول کر سکتا ہی **نکتہ** کبہی مفعول کو اسوجہ سے حذف
کر دیتی ہین کہ اوسکی ذکر کرنیکا ارادہ اسوجہ سے ہوتا ہی جو ایقاع فعل کا صریحاً متضمن ہو
یعنی ایسی جگہ پر اوس مفعول کے ذکر کرنیکا ارادہ کیا جاتا ہی کہ جب اوسکو ذکر کرینگے
تو ضرور وہ فعل بہی اوسکی ساتھ مذکور ہوگا تاکہ اوس مفعول پر کمال اعتنا ظاہر
کیا جاوی **شہیدی** سوندتم دوہی دوہی دوکو ولی اک ڈہب کے + دوندوکا
مفعول مذکور نہین ہوا اس اعتماد پر کہ اوسکی ذکر کرنیکا ارادہ مع ذکر صریح فعل کے تہا
سو بوسہ مع فعل دوکی مذکور ہوا اور یہہ اظہار اس آرزو کا ہی کہ دینی کا فعل بوسہ پر
ضرور واقع کیا جاوی یعنی تاکید ہی کہ ضرور بوسہ دو چنانچہ تقلیل عدد اور حصر تقلیلی
اسپر دلالت کرتا ہی **دقیقہ** حصر تقلیلی کبہی بطریق تسلیم و تنزل کے آتا ہی
غالب عشق مجھکو نہین وحشت ہی سہی + میری وحشت تیری شہرت ہی سہی
یعنی مین بطریق تنزل کہتا ہون کہ اگر مجہی عشق نہین تو وحشت ہی سہی اور

کبھی تعلیل عدو کی واسطی آتا ہی جیسا کہ مثال مذکورہ مین سو سی گز کی دوری تھا
کیا نکتہ کبھی ظرف کو اوسکی متعلقات پر مقدم کرلیتی ہین اور تقدیم مین اسکی
شان کا اہتمام منظور ہوتا ہی ذوق مسجد مین اوسنی ہمکو آنکھین دکھائی ہا
کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کی مارا + اور مسجد چونکہ عظیم الشان تھی اور فعل
اوسمین واقع ہوا تھا اسلئی اسکو مقدم کیا گیا نکتہ کبھی ظرف محض تاکید کی واسطے
آتی ہی تاکہ سامع کو اوسمین وہم نرہی میر حسن لگا یاسی وہ نازنین تا بفرق +
سراپا جواہر کی دریا مین غرق + مضمون مصرع اخیر مین تمام و کمال آچکا ہی مصرع
اول کا مضمون محض تاکید مدح کی واسطی واقع ہوا ہی تاکہ سامع کو گمان نہو کہ
یہہ مضمون سرسری مذکور ہوا ہی نکتہ کبھی حال کو صاحب حال پر جب اوسکی شان
کا اہتمام منظور ہوتا ہی مقدم کرلیتی ہین نسیم عریان بھی دیکھہ گیا ہی + کہان اوسکی
جو کھینچی سزا ہی + عریان حال ہے مجھی کا چونکہ عریانا حال کا منظور تھا اسلئی اسکو
مقدم کیا گیا وقایع نگار پنجابی اخبار منشی محمد شمس الدین صاحب فرماتی ہین
(خلیج عمان سے ایسے وقت عبور ہو کہ بیخبر دشمن پر حملہ کیا جائے) بیخبر کو اسلئی مقدم کیا
کہ اوسی کا بیان اہم تھا نکتہ بعض افعال ایسی ہین کہ اونکی دو مفعول ہوتے ہین

جیسے کرنا سمجھنا جاننا بخشنا دینا وغیرہ مگر سمجھنا اور جاننا اس صورت مین ہی کہ
نسبت کے معنے اسمین ملحوظ ہون یعنی گمان کرنا وہ متعدی بیک مفعول ہونگے اور ان
فعلون کو اپنی مفعولون کے ساتھہ وہی نسبت ہے جو متعدی بیک مفعول کو اپنی مفعول
کے ساتھہ پس معلوم ہوگیا کہ ان فعلونمین دو نسبتین ہین اور متعدی بیک مفعول
مین ایک ناسخ پس بگولی ہی کو مین گنبد مدفن سمجھا + بگولا پہلی نسبت ہی اور گنبد
دوسرے جب ایک نسبت سے تجرید چاہتی ہین اور منفرد کرنا منظور ہوتا ہی تو پہلی نسبت
پر ہی اکتفا کرتی ہین میر مجھکو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب مینے درد و دل کتنی کیے جمع تو دیوان
کیا + دیوان کیا کا مفعول اول ہے اور مفعول ثانی یعنی مرتب محذوف ہی وہ ہو سکتا ہے
کہ فعل کیے مع اپنے متعلقات کے مفعول اول ہو اور ضمیر جو اس جملہ کی طرف راجع ہو محذوف
ہو اور دیوان مفعول ثانی پس معنے یون ہونگی درد دل کتنی جمع کیے تو انکا دیوان
کیا اور یہہ معنی پہلی معنون کی نسبت اولی ہین اور مدعا متکلم کا انہین بخوبی پایا جاتا
ہے کیونکہ اسکو یہہ بیان کرنا منظور ہے کہ میرا ہر ایک شعر ایک درد دل ہے اور جب بہت سی درد دل جمع
ہو گئی تو خود انہین دردونکا ایک دیوان مرتب ہو گیا اور جب مقام مقتضی مدح کا ہوتا ہی تو
تعمیم اور شمول افراد کی واسطی مفعول ثانی کو حذف کر دیتی ہین تعمیم اور شمول افراد

سی یہہ غرض ہے کہ جو کچھہ سامع کے دل مین آجاتی ہی وسی سے مراد لیجاتی ہی چنانچہ
کہتی ہین خدا سب کو دیتا ہی یعنی دولت زندگی رزق وغیرہ انعام واکرام الہی **نکتہ**
کبھی ان دونون مفعولون مین سے کوئی ایک حقیقت مین صفت یا موصوف ہوتا ہی چونکہ اردو
مین موصوف کا مرتبہ موخر ہوتا ہی چاہیی کہ جو لفظ موصوف ہونی کی صلاحیت رکھتا ہو وہ
موخر مذکور ہو مگر چونکہ یہہ صفت و موصوف لفظاً واقع نہین ہوئی اسواسطی اگر مقدم بھی
ہوجاتی تو جایز ہوتا ہی اگر دونون مساوی ہون تو جو لفظ پہلی مفعولیت کی نسبت
رکھتا ہو اوسکو مقدم کرنا چاہیی چنانچہ حلیمہ سعدیہ کے قصہ مین ہے ۵ مجھی شرمندہ
نکیجو بیٹا + مجھی حقیقت مین موصوف ہی و شرمندہ اوسکی صفت تقدیم وتاخیر کا
لحاظ اوسمین نہین کیا گیا اسلیی کہ صفت و موصوف لفظاً نہین واقع ہوا جہان
مفعول دوم کی شان کا اہتمام منظور ہو وہان اوسی کو مقدم کرنا چاہیی **للمولفہ**
شرمندہ کیا لب نے عقیق یمنی کو + وحشی کیا آنکھون نے غزال ختنی کو + حقیقت مین
شرمندہ و وحشی مفعول دوم ہین اور مفعول اول کی صفت ہین لیکن صفت کا
بیان کرنا متکلم کی نزدیک اہم تھا اسواسطی مقدم کیا **نکتہ** جہان فعل حذف
کردیتی ہین اور یہہ اوسکی تفسیر کرتی ہین وہان دو تاکیدین ہوتی ہین ایک وہ تاکید

جو تکرہ یہ فعل یعنی دو دفعہ بیان کرنی سی خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً حاصل
ہوتی ہے دوسرے نسبت مفعولیت کی تکرہ یہ سی کیونکہ پہلی تو صراحۃً مذکور
ہوتا ہی اور دوسرے دفعہ اضمار کی ساتھہ اور اہل عرب اس قاعدہ کو ما اضمر
عَامِلُہٗ عَلٰی شَرِیْطَۃِ التَّفْسِیْر کہتی ہین یعنی یہہ وہ مفعول ہی جسکا عامل
اس شرط پہ مضمر کیا گیا ہی کہ پہر اوسکی تفسیر کیجائیگی مثلاً کہتی ہین زید
بیٹنی اوسی خوب مارا مارا فعل اور بیٹنی فاعل اور زید مفعول اور اوسی کا
مشار الیہ ہے اور مفعول لفظی کا عامل حقیقت مین محذوف ہے تقدیر اوسکی یہہ ہے
کہ بیٹنی زید کو مارا اور اوسے خوب مارا پہلا عامل حذف کر دیا اسلئی کہ پہر وہ مذکور
ہونیوالا تہا اور ضمیر جو مفعول کی طرف راجع ہونیوالا تہا عوض اوسکی
رکہا گیا تاکہ حذف پر دلالت کری اور اسمین اور اسناد سببی مین فرق یہہ ہے
کہ اسناد سببی مین فعل مقدر نہین ہوتا صرف یہہ ہوتا ہی کہ معمولی طریق
اسنادسی تجاوز کرکی دوسرے صورت یہہ اسناد کرتی ہین تاکہ ایک غیر مترقب
نعمت حاصل ہوجای اور یہہ دونون قاعدی بظاہر مشابہ ایک دوسرے
کی نظر آتی ہین سبب اسکا یہہ ہے کہ علامت مفعولیت کی مفعول حقیقی مین

بموجب قاعدہ ہند کی موجود نہین جیسا کہ عربی زبان مین ہوتی ہی مثلاً
زَیۡدًا ضَرَبۡتُہٗ منصوب ہونا زید کا صراحۃً مفعولیت پر دلالت کرتا ہی
اور یہہ یہان حاصل نہین اسواسطی مغلطہ ہوجاتا ہی ہمارا مطلب مثال
مذکور کے ترجمہ سے ہے

پانچوان باب قصر کی بیان مین

قصر کے معنی ہین ایک چیز کو دوسری کے ساتھہ طریق معہود پر مخصوص
کرنا اور طریق معہود کئی طرح پر ہے مثلاً عطف و استثنا وغیرہ ہم ان
سبکا بیان موقع پر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ **نکتہ** قصر دو نوع پر
ہوتا ہی ایک حقیقی جو متجاوز نہین ہوتا غیر کی طرف ایک اضافی
جو دوسرے کی اضافت اور نسبت کی لحاظ سی ہوتا ہی اور ہر ایک ان
دونون مین سی دو نوع ہی ایک قصر صفت کا موصوف پر دوسرا موصوف
کا صفت پر چنانچہ کہتی ہین نہ زید شاعر ہی ہے یعنی اور کوئی صفت
اُسمین نہین پائی جاتی سوا شاعر ہونے کی اور ایسی کلام کا وجود حقیقت میں

لحاظ سے عرفاً وعقلاً متعذر ہے عرفاً تو یہہ ہے کہ کوئی چیز ایسی نہین جسکی
صفات بیشمار نہون پھر یہہ قصر کہ زید مین سوا شاعری کی اور کوئی
صفت نہین کیونکر صحیح ہوگا عقل کے روسے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ موجود
یا واجب الوجود ہے یا ممکن الوجود اور یہہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ واجب تعالی
کے صفات بیشمار ہین اور ممکن فی حد ذاتہ تعدد رکھتا ہے کیونکہ اوسکی نسبت
اور اعتبارات مین تعدد موجود ہے بلکہ بعض علما کا قول ہے کہ ارتفاع
نقیضین کا لازم آجاتا ہے یعنی دونون نقیضین رفع ہو جاتی ہین اور قائم
کوئی بھی نہین رہتی کیونکہ صفت منفیہ کے بھی البتہ نقیض ہے پس جب جمیع
صفات کی نفی کردیجائیگی تو لازم ہوگا کہ نفی بھی منفی ہو جائے کیونکہ کتابت
انسان کی صفت ہے اور عدم کتابت بھی ایک صفت ہے اور یہہ دونون
ایک دوسرے کی نقیض ہین سو یہہ کہنا کہ اور کوئی صفت اسمین نہین
یہہ بھی ایک صفت ہے اسکی بھی نفی لازم آجاتی ہے اور ارتفاع
نقیضین کا ہو جاتا ہے مگر یہہ کہا جائے کہ صفت سے مراد صفت وجودی
ہے نہ عدمی پھر بھی وہ تعذر یعنی موصوف بصفت واحد ہونا باقی ہے

نکتہ پہلا قصر یعنی قصر حقیقی بہت جگہ آتا ہی چنانچہ کہتی ہین
خدا ایک ہی ہے اور سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم الانبیا کوئی
نہین اور یہہ **قصر حقیقی صحیح** ہے **نکتہ** کبھی قصر حقیقی کو مبالغہ کے
واسطی بیان کرتے ہین اور صفات متعددہ کو بمنزلہ معدوم کے خیال کرتی ہین
سو یہہ کبھی قصر موصوف کا صفت پہ ہوتا ہی چنانچہ کہتی ہین زید دیوانہ
ہی ہے یعنی اور جتنی صفات ہین دیوانگی کے ایسی مغلوب ہو گئی ہین کہ گویا
معدوم ہین اور کبھی قصر صفت کا موصوف پہ ہوتا ہی مثلاً زید ہی شاعر
ہے **غالب** جنس بازار معاصی اسد اللہ اسد کہ سوا تیری کوئی
اسکا خریدار نہین ہمارا مطلب ہے اتیری سی یعنے اور خریدار اسکی
ایسی حقیر ہو گئی ہین کہ گویا نہین ہین اور قصر حقیقی اور غیر حقیقی مین
فرق یہہ ہے کہ حقیقی مین متکلم کی نزدیک جمیع صفات مسلوب ہوتی ہین
اور یہہ شرط اسمین نہین ہوتی کہ مخاطب **افراد یا قلب یا تعیین** کا
اعتبار کری اور یہہ سلب مقتضی اس بات کا ہی کہ تعدد صفات نہو
اور غیر حقیقی مین واجب ہے کہ ان تینون مین سی کسی ایک کا اعتبار کیا جاے

اور علام تعدد صفات کو اوسمین دخل نہین **نکتہ** قصر غیر حقیقی یا تو مقصود
کرنا ایک چیز معہود کا ہی دوسری چیز کے ساتھ جو اوسکی برخلاف ہو یا
مخصوص کرنا ایک امر کا ہی دوسرے کی جگہ پس اگر پہلی ہین مخاطب شرکت
کا اعتقاد رکھتا ہو تو متکلم کے کلام سے مطلوب قصر افراد ہی چنانچہ
زید تنہا آیا ہی مخاطب کو یہ اعتقاد تہا کہ زید اور عمرو دونون آئی ہونگے
متکلم نے کہدیا کہ زید تنہا آیا ہی اور مخاطب کا اعتقاد باطل کر دیا اگر
مخاطب اعتقاد شرکت کا نرکھتا ہو بلکہ اشتباہ ہو تو قصر تعیین ہے مثلاً
زید بیٹہا ہی نہ عمرو مخاطب جانتا تہا کہ دونون مین سے کوئی ایک بیٹہا ہے
لیکن اشتباہ تعیین مین تہا کہ معلوم نہین کہ دونون مین سے کون بیٹہا
ہے سو متکلم نے تعیین کر دیا کہ زید بیٹہا ہی اور اگر مخالف ہو تو قصر قلب ہے
اور یہان وجہ یہ ہے کہ مخاطب مفہوم کلام متکلم کی برعکس اعتقاد
رکہتا ہو مثلاً زید گیا ہی نہ عمرو مخاطب جانتا تہا کہ عمرو گیا ہی اور متکلم کی
کلام کا مفہوم یہی کہ زید گیا ہی اور مخاطب اوسکی برعکس اعتقاد رکہتا
ہے اگر کہا جاوی کہ یہان ایک اور قسم بن سکتی ہی کیونکہ جیسا سامع کو

تردد زید اور عمرو کی آنے مین ہو اور متکلم کہی کہ نہ زید آیا ہی نہ عمرو بلکہ بکر آیا ہی
پس یہہ نہ تو قصر قلب ہے نہ قصر تعین کیونکہ قصر قلب مین شرط ہی کہ مخاطب کو حکم
کلام متکلم کی برعکس اعتقاد کہتا ہو اور قصر تعین مین شرط ہی کہ تصور موجود ہو اور
اشتباہ اس باب مین ہو کہ آیا کون شخص دونون مین سی آیا ہی سو یہان تو بکر کا
مخاطب کو تصور ہی نہ تہا اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر سامع کو تردد اس بات مین تہا کہ جو
شخص آیا ہی وہ زید ہی یا عمرو ان دونون مین سے ایک کے سوا اور کوئی شخص نہین
پس اسوقت یہہ قصر قلب ہوگا کیونکہ متکلم کا کلام سامع کی اعتقاد کی برعکس ہے
اور اگر مساوات کا ارادہ کہتا تہا کہ زید آیا ہی یا بکر یا عمرو یا کوئی اور شخص پس یہہ
قصر تعین ہوگا بلاشبہہ کیونکہ اوسکا خاص یہہ مطلب تہا کہ زید ہی آوے یا عمرو
یا بکر بلکہ اوسکا یہہ مطلب تہا کہ کوئی ہو اور مقصد اوسکا طلب تعین اور رفع اشتباہ
تہا سو وہ بکر کی کہنی سی حاصل ہو گیا مگر اوس صورت مین اسکا جواب مشکل ہے
کہ سامع خالی الذہن ہو اور ان دونون مین سی کسیکا تصور نہ کہتا ہو پہر ہم
کہہ سکتی ہین کہ اس قسم کی مثالین بہت کم واقع ہوتی ہین یہہ ہی مختصر بیان
قصر افراد اور قصر تعیین اور قصر قلب کا **نکتہ** قصر افراد مین جو قصر موصوف کا

نہ صفت پر یہہ شرط ہی کہ دونون صفات باہم منافی ہون تباین ہون پس اس
صورت مین یہہ نہین کہا جاویگا کہ زید بینا ہی نابینا کیونکہ قصر افراد مین شرط ہے
کہ مخاطب اعتقاد شرکت کا رکہتا ہو اور کوئی عاقل یہہ اعتقاد نہین کر سکتا کہ زید
ایک ہی حالت مین بینا بہی ہے اور نابینا بہی اور قصر قلب مین شرط ہی کہ مخاطب
ایسی معنون کا اعتقاد رکہتا ہو کہ ایک نوع کا تقابل اونمین پایا جاوی پس یہہ
نہین کہا جا سکتا کہ زید کہڑا ہی شاعر کیونکہ قصر قلب مین شرط ہی کہ مخاطب
مفہوم کلام متکلم کی برعکس اعتقاد رکہتا ہو اور یہہ اوس صورت مین ممکن ہی کہ
دونون امر ایسی ہون کہ اونمین ایک نوع کا تقابل پایا جاوی جیسا کہ کہین
زید کہڑا ہی بیٹہا اور شاعری ایک صفت علیحدہ ہے اور کہڑا ہونا علیحدہ ان
دونون مین کوئی نسبت نہین ایسا ہی قصر تعین کا حکم ہے **نکتہ** قصر کئی
طرح پر آتا ہی منجملہ اوسکی عطف ہے جو کلمہ نہ کی ساتہہ مذکور ہوتا ہی جیسا کہ کہتی ہین
زید کالا ہی نہ گورا اور یہہ قصر موصوف کا ہی صفت پر اور قصر صفت کا موصوف پر یہہ
ہے زید شاعر ہی نہ عمرو اور افراد و قلب و تعین حسب مقام معلوم ہو سکتی ہین
منجملہ اوسکی نفی اور استثنا ہی **ذوق** نہ آیا خاک ہی رستہ سمجہہ مین عمر رفتہ کا

مگر سمجھی نوع واقع معصیت کو نقش پا سمجھی مستثنیٰ منہ اس بیت مین خاک ہی جسکے معنی فارسی مین ہیچ ہی اور مستثنیٰ مصرع ثانی جو بعد حرف استثنا کی واقع ہوا ہے

نکتہ اصل یہہ ہے کہ مستثنیٰ منہ مقدم ہوا کری کیونکہ مستثنیٰ اوس سے پیدا ہوتا ہی اور وہ بجای باپ کے ہی جو بیٹی سی مقدم ہونا چاہیی مگر کبھی موخر بھی ہوجاتا ہے

غالب جنس بازار معاصی اسد اللہ اسد + کہ سوا تیری کوئی اوسکا خریدار نہ تھا

یعنی کوئی مستثنیٰ منہ ہی اور تیری مستثنیٰ اور فایدہ تقدیم مین یہہ ہی کہ مستثنیٰ عظیم الشان تھا اوسکا ذکر مقدم کیا گیا

نکتہ اصل مستثنیٰ مین یہہ ہے کہ استثنا متصل ہو یعنی مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس مین داخل ہو چنانچہ سب لوگ آگئی مگر زید نہین آیا سب لوگ مستثنیٰ منہ ہی اور زید مستثنیٰ سو یہہ دونون ایکجنس مین اور کبھی مستثنیٰ غیر جنس بھی ہوتا ہی سو یہہ اسواسطی ہوتا ہی کہ مستثنیٰ کی دخول کا مستثنیٰ مین ایہام اوسمین ہوتا ہی **میر حسن** نے لکھا ہے + وان نہ حیوان ہے نہ نقطہ اک کف دست میدان ہے + مگر بیچ مین اوسکی ہے اک کنوان + کہ آہو نکا اوتھتا ہے اوسجا دھوان + انسان و حیوان مستثنیٰ منہ ہین اور کنوان مستثنیٰ سو یہہ دونون غیر جنس ہین بعض کا قول ہے کہ مستثنیٰ منہ میدان ہے اور وہ کنوئین کی

جنس مین داخل ہے سو یہہ درست نہین کیونکہ یہان نفی اور استثنا شرطی ہی یعنے
اگر مستثنی منہ منفی ہو تو مستثنی مثبت ہوتا ہی ورنہ اگر مثبت ہوگا تو یہہ ضرور منفی
ہوگا یہان دونون مثبت ہین اور انسان و حیوان جو منفی ہین اونکو ان مثبت البتہ
مستثنی اور مستثنی منہ بن سکتی ہین اگر کہا جای کہ میر حسن کے **شعر** خدا جانی اب
اسمین کیا ہیہ آیا ہے + یہ کہتی ہین جیتون کی امید ہی + یہین مستثنی مستثنی منہ دونون
مثبت ہین تو ہم کہتی ہین یہان استثنا نہین بلکہ یہہ تدارک ہی اور وہ دفع وہم
کے واسطی آتا ہی جب پہلا مصرع متکلم نے بیان کیا تو اوس سے مخاطب کو وہم پیدا
ہو گیا کہ شاید یہی بات متکلم کو کہنی منظور تھی سو وہ کہہ چکا متکلم نی اوسکا وہم
دفع کرنیکی لیی ایک کالے مقصد کلمہ استدراک شروع کیا اور اگر استثنا ہی تسلیم کیجاے
تو بھی درست ہو سکتا ہی لیکن ایسی تاویل کیجاویگی کہ یہہ کلمہ خدا جانی خود منفی ہے
اور ماول اوسکا یہہ ہے کہ مین کچھہ نہین جانتا پس یہہ مستثنی منہ ہوگا اور ایسی قسم سے
ہے میر سب گئے صبر و ہوش و تاب و توان + لیکن اک داغ دل ہی چھوٹ گیا + مستثنی منہ یہان
غیر جنس ہے اور اگر مستثنی منہ یہان رفیق جو مقدر ہی ٹھیرایا جاوی تو اوس صورت
میں دخول اوسکا اسمین درست ہے اور استثنا متصلہ ہو جاویگی لیکن یہہ اتصال

ادعائی ہوگا یعنی ادعا کیا جای کہ صبر و ہوش و تاب و توان رداغ سب رفیق
تہی اونمین سے فقط داغ باقی ہے اور سب چلے گیی باقی کلمات استثنا کو اسی پر قیاس
کر لینا چاہیی منجملہ اونکے کلمہ ہی ہے بادل کسور ثانی زندہ جو مفید معنی حصر
ہے **ذوق** کام ہیہ تیرا ہی تہا ای رحمت تجہے + ورنہ جا داغ عصیان
ہبر ادامان چہوڑ کر یعنی سوا تیری اور کسیکا کام نہ تہا۔ اسی قسم سی ہے **غالب**
دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آئی کیون + روئین گے ہم ہزار بار کوئی
ہمین ستائی کیون + یعنی دل ہی سے جسکی صفت ہیہ ہے کہ درد سے بہر آیا کرتا ہے
اور ہیہ قصر قلب ہے **دقیقہ** کلمہ ہی جب بعض ضمایر منفصلہ کی ساتہہ
ملحق ہو جاتا ہی تو حرف ہے اوسمین سے ساقط کر دیتی ہین **میر** سے نہار
اندلون دو ستان ہر جسکی غم ہی خونفشان + وہی آفت دل عاشقان
کسی وقت ہمسی بہی یار تہا + وہی اصل مین وہ ہی ہے وصل کی حالت
مین ہے ساقط ہوگئی اور ہیہ بہی ہو سکتا ہی کہ وہ کی ہ ساقط ہوگئی ہو
اور لفظ اسکے ساتہہ ہی ملحق ہو کر ہے ساقط ہو جاتی تہے **میر حسن**
اوسی کا ہی کعبہ اوسی کا کنشت + اوسی کا ہی دوزخ اوسیکا بہشت + جب تم

کے ساتہہ اسکا الحاق ہوتا ہی تو اسقاط ہی کا عمل مین نہین آتا بلکہ ایک نون
غنہ اوسکی اخیر مین زیادہ کر دیتے ہین میر حسن تمہین نے تو ٹہیرکا نہا مجہپر گلاب
اور یہہ کے ساتہہ ملحق کرنے سے بہی ہی ساقط کیجاتی ہے اور یہی کہدیتی ہین اور
یہہ لفظ کبہی ایسہ بدون الحاق رابطہ کی بغیر معنی قصر ہوتا ہی میر گریہی
یونہی غم کے مارے ہم + تو یہی آجکل سدہارے ہم + یعنی آج ہی کل مین سدہارینگے
اور یہ سونے ہونے یا ویگی منجملہ اونکی یہہ ہے کہ بعد نفی این و آن کے ایک شی کا
اثبات ذکر کرین جیسا کہتی ہین نہ چاندی ہی نہ سونا بلکہ رانگا ہی **غالب**
دیر نہین حرم نہین در نہین آستان نہین + بیٹہی ہین رہگذر پہ ہم کیون ہمین
ستائی کیون + یعنی صرف رہگذر پہ بیٹہی ہین اور کہین نہین آور اسی قسم سی ہے
نیاز نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی ہے + یعنی فقط بیخبری رہی اور
کچہہ نہ رہا اور اسی قسم سی ہے میر حسن منظور ہے نہ کاجل سے کام + نظر مین
رہی تیرہ بختی کی شام منجملہ اونکے لفظ خاص تنہا فقط اکیلا صرف
محض وغیرہ مین چنانچہ کہتی ہین یہہ کتاب خاص زید کی لکہی ہوئی ہے میر حسن
فقط کان مین ایک بالا پڑا + کہی تو کہ تہا مہ کے ہالا پڑا + زید تنہا گیا تہا

وہ اکیلا آیا ہے + صرف اوسنی روپیہ داخل کیا ہی محض کا غذ اوسنی بھیجا ہے

نکتہ جیسا کہ مبتدا و خبر مین قصر واقع ہوتا ہی ویسا ہی فعل و فاعل و مفعول وغیرہ مین بھی واقع ہوتا ہی چنانچہ امثلہ مذکورہ سے واضح ہی **نکتہ** استثنا مین مقصور علیہ حرف استثنا سی موخر ہوتا ہی ورا صل قاعدہ یہہ ہے کہ حرف استثنا خود مقصور علیہ ہوتا ہی چنانچہ سوای زید کی اور کسیکو نہین مارا + زید مقصور علیہ ہے اور مستثنی منہ عام ہونا چاہیی تا کہ اخراج اوس سے ثابت ہو جاے اور یہہ بھی شرط ہی کہ مستثنی منہ جنس و صفت مین مستثنی سے مناسبت رکھتا ہو چنانچہ مثال مذکورہ مین کسیکو مستثنی منہ ہی اور وہ عام ہے زید کا اخراج اوس سے ہو سکتا ہی اور جب مستثنی منہ کی نفی کیجاتی ہے تو قصر پیدا ہو جاتا ہی کیونکہ سواے مستثنے کی جنس مذکور مین کوئی شامل نہین رہتا +

چھٹا باب انشا کے بیان مین

نکتہ اگر جملہ انشائیہ متضمن طلب ہے تو یہہ لحاظ اوسمین ضرور رکھنا چاہیے کہ طلب کے وقت مطلوب غیر حاصل ہو کیونکہ تحصیل حاصل کی محال ہے چنانچہ مردہ کو کہین تو مر جا تو یہہ محال ہے

کیونکہ مرا ہوا کیا مریگا غرض یہہ ہے کہ طلب کے جتنے اقسام ہین سب
مین یہہ غایت ضرور ہونی چاہیئے پس اگر مطلوب ایسا ہی کہ پہلے حاصل
ہو چکا ہے تو ایسے موقع پر اوسکو اپنی حقیقی معنونپر حمل نہین کرتے بلکہ
اوسکی اور معنی لئے جاتی ہین چنانچہ **استفہام انکاری** کہ فی الحقیقۃ نفی
خبر ہے لیکن بظاہر انشا ہے اور نکتہ عالیہ سمین یہہ ہے کہ مطلب اسقدر
واضح ہی کہ گویا مخاطب بہی اوسکو جانتا ہے یہانتک کہ متکلم اوس
مطلب کا اوس سے سوال کرتا ہی **تمت** انشا کی اقسام بہت ہین منجملہ
اونکی **تمنّا** ہے اور لفظ اوسکی یہہ ہین کاش کاشکی اور تمنا مین
شرط نہین کہ متمنّی ممکن الوجود ہی ہو کیونکہ اکثر اوقات انسان طلب
محال کی بہی کر لیتا ہی اور وہ محال یا محال عقلی ہوگا چنانچہ کاش
سورج نہ نکلتا اور کاش مین دنیا مین نہ آتا یا محال عادت چنانچہ
کاش مین ہمیشہ سوتا رہتا اور کبہی متمنی ممکن بہی ہوتا ہی **غالب**
تہ ہو یا بلا ہو جو کچہہ ہو + کاشکی تم مرے لئے ہوتے + ایک شخص کا
کسیکے لئے ہونا ممکن ہے **میرحسن** تجہی کاش اسوقت مین دیکہیا

جیون مین اگر تیری آگے مرون + لفظ کاش کے ابتدا مین کبھی حرف
ندا بھی آیا یہ ہوتا ہی مجرد کی مثالین گذر چکین مزید کی یہ ہے **غالب**
جانا پڑا رقیب کے در پہ ہزار بار + ای کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین +
خدا کری بھی تمنا کی واسطی آتا ہی **غالب** خدا کری کہ سوار سمند
ناز + دیکھون علی بہادر عالی گہر کو مین + خدا وہ دن کری بھی تمنا
کے واسطی آتا ہی **ذوق** یا نکلے آیگا مقرر قاصد اوہ دن کرے
جو تو مانگیگا تجھے دونگا خدا وہ دن کری اسمین بمعنی وہی جملہ ہوتا ہے
جو اسم اشارہ کا مشار الیہ ہو اصل تو یہہ ہے کہ خدا وہ ان کری خدا کری
مین سے ماخوذ ہی اسمین اور اسمین کچھہ فرق نہین علی ہذا القیاس
اللہ کری بھی ۵ اللہ کری کہ تو بھی گرفتار عشق ہو + جہین جا بجا
تیر آہ سی تیرا جگر کہین + ان دونون مین سوای اختلاف لغت کی کہ
وہ فارسی ہے اور یہہ عربی اور کچھہ فرق نہین شاید اور مگر بھی تمنا کے
واسطے آتی ہین مگر اسوقت اونکی اصلی معنون سے انحراف کرنا ضروری
ہے **میر حسن** مگر غنچہ سان کچھہ کہلی میرا دل + کہ غم نے کیا ہے

نیت مہمل مگر بیان اوس صورت مین درست ہوگا کہ شک کی معنون
مین مستعمل نہو ورنہ ہمارے مدعا سے خارج ہوگا منجملہ اونکی **استفہام**
ہے اور وہ دو قسم ہے ایک تحقیقی دوسرا انکاری اور حقیقت مین
استفہام خبر ہوتا ہے لیکن بظاہر انشا نظر آتا ہے اور نکتہ اسمین
وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہین کلمات جو استفہام کی واسطے
موضوع ہین یہہ ہین آیا کیا کون کیون کسلیے کسطرح کیونکر
کیسے یا کیا کب کون کہان کتنی کسقدر مگر جو شک کی لیے
موضوع ہے کبھی استفہام کی واسطے بہی آجاتا ہے گو **نکتہ**
آیا کبھی طلب تصور کے واسطے آتا ہے چنانچہ کہتے ہین آیا حافظ جی آئے
ہین یا منشی جی اور کبھی طلب تصدیق کی واسطے آتا ہے جیسا کہ کہتے
ہین آیا تمنے زید کو مارا ہے یا بکر کو اور فرق تصور و تصدیق میز
بحسب قسم این معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر ذات فعل مین شک ہے اور
اوسکی طلب کا ارادہ کیا جاتا ہے تو مخاطب سے طلب تصدیق صدور
فعل کی ہوگی اور ذات فعل سے مراد وہ ضرب ہے جو مخاطب سے صادر

ہوکر زید کے اوپر واقع ہوئی اور طلب بقصور اسکے برخلاف ہوتا ہی
یعنی اسمین ذات فعل کا صدور متحقق ہوتا ہے لیکن طلب بقصور فاعل
مستطور ہوتی ہے نکتہ ذوق طبیعت کا مقتضی ہے کہ کلمہ آیا قضایا
شرطیہ متصلہ پر آیا کرے اور انفصال کا لحاظ بھی اسمین ضرور ہو ہر جملہ
دوسرا جزو دوبیان نہو اور قضیہ ایک بات ہی جسکی کہنی والیکو سچا
یا جھوٹا کہہ سکتی ہین اور وہ تین قسم ہے ایک حملیہ دوسرا شرطیہ
متصلہ تیسرا شرطیہ منفصلہ اگر محکوم علیہ و محکوم بہ مفرد ہونگی
تو اسکو حملیہ کہین گے اگر مفرد نہون تو اوسکی دو حالتین ہین اگر حکم
باتصال ہے تو شرطیہ متصلہ کہین گے اور اگر حکم بانفصال ہے تو شرطیہ
منفصلہ انفصال سے یہہ مراد ہے کہ شرطیہ مین جو دونسبتین پائی جاتی
ہین وہ منافی ایک دوسرے کی ہون صدق اور کذب مین یعنی نہ دونون
صادق ہوسکین اور نہ دونون کاذب ٹہیرین مثلاً کہین کہ یہہ عدد
جفت ہی یا طاق جس عدد کو خیال کروگی دونون حالتون مین
سے ایک ضرور کہتا ہوگا نہ یہہ کہ جفت بھی اور طاق بھی

یا صفت طاق کچھ بھی نہ ہو پس کلمہ آیا ایسی ہی قضیو نپر آیا کرتا ہے
چنانچہ آیا یہہ عدد زوج ہے یا فرد - آیا زید سوتا ہی یا جاگتا اور ایسے
قضیے کا دوسرا جزو جزو اول کے قرینہ سے معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ
آیا زید آیا ہے ایک ایسا قضیہ ہے کہ اسکا جزو ثانی مذکور نہین مگر جزو
اول سے معلوم ہو سکتا ہے اور طریق اوسکی دریافت کرنیکا یہہ ہے
کہ اگر شک نفس فعل مین ہوگا تو جزو ثانی لامحالہ (یا نہین آیا) ہوگا
اور اگر فاعل مین شک ہے تو دوسرا جزو (یا عمرو) ہوگا اور اگر مفعول
مین شک ہوگا تو بھی دوسرا جزو (یا عمرو) ہی ہوگا اور کیا اور
کون طلب تصور کے واسطے آتے ہین پہلا غیر ذوی العقول مین مستعمل
ہوتا ہے اور دوسرا ذوی العقول مین اور نیز پہلا طلب عام اور طلب
ماہیت کی واسطے خواہ حقیقۃً ہو چنانچہ یہہ کیا چیز ہے متکلم کو
اس کلام سے تصور ماہیت کا مطلوب ہے یا ادعاءً یعنی باوجود
علم کے کسی چیز کی ماہیت سے سوال کیا جاتا ہے چنانچہ ۵ پوچھتے
ہمسے کیا ہو کیا ہی عشق + سچ تو یون ہے بری بلا ہے عشق +

اور دوسرا سوالی محل اعلام یا مشابہ محل اعلام کے اوجگہ مستعمل نہین ہوتا
چنانچہ ۵ کون آتا ہی یہ کیسکی پاؤن کی آواز ہے + ہر صدا آیا مین جسکی
سو طرح کا نا زہے + اور یہہ مشابہ محل اعلام مین مستعمل ہوا ہی مگر کونسا
جو مرکب ہے کون اور سا سی غیر ذوی العقول پر بہی مستعمل ہوسکتا ہی اور
مطلب اوس سے بہی طلب تصور ہوتا ہے چنانچہ کہتی ہین نواب صاحب کا
کونسا باغ ہے۔ زید کا گہوڑا کونسا ہی کونسی کتاب پڑہتی ہو اور کونہا
بہی اسی کے قریب قریب ہے لیکن یہہ عام نہین بلکہ خاص اوس چیز کا تصور
اس سے مطلوب ہوتا ہی جو کسی عدد کی طرف منسوب ہو جیسا کہ کہین آج
کونہی تاریخ ہے کونہا مہینا ہی **نکتہ** کبہی کیا اور کون طلب تصدیق
کے واسطی بہی آجاتی ہین چنانچہ استفہام انکاری جو ادعای کمال وضوح
مطلب کے واسطی آتا ہی یعنی مطلب بہانتک واضح ہوتا ہی کہ مخاطب بہی
اوسکو جانتا ہی اور پہر اوس سے سوال کرتا ہے **ذوق** کیا فایدہ فکر بیش
و کم سی ہوگا + ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسی ہوگا + **جان صاحب**
کون کہتا ہے ہمسی بولو تم + مونہہ تو گہونگٹ سی اپنا کہو لو تم **نکتہ**

کیون کسلئی کسواسطی طلب سبب کے واسطی آتے ہین **ذوق** شانہ کا لی
چاک سینہ آپکو آیا + کسواسطی ان سینہ فگارون سے تو کہیئے + **غالب**
کہین نظر نہ لگی اوسکی دست و بازو کو + یہہ لوگ کیون مری زخم جگر کو
دیکھتی ہین + کسطرح کیونکر طلب وضع کے واسطی آتے ہین **غالب**
فراق یار مین تسکین ہو تو کیونکر ہو **ذوق** ابر رحمت ہی تجھی
اسدم لگادی تو جھڑی + کہتی ہین جانیکو وہ دیکھین تو کیونکر جائینگی
اور کسطرح اور کیونکر دونون ایک دوسری کی جگہہ آسکتی ہین اسلیئی
ایک ہی کی مثال پر اکتفا کیا گیا + کیسی طلب وضع کی واسطی آتا ہے
شہیدی در پردہ ستم ہمیشہ کرجاتی ہین کیسی + جب یہ چھیڑو تو
پہر صاف مکر جاتے ہین کیسی + کیسا طلب کیفیت کی واسطی آتا ہے
ذوق ہماری نعش پہ ہنگامہ کیون ہے اے قاتل + اوٹھا ہی قصہ یہہ
بعد انفصال کے کیسا + کس طلب تعین کے واسطی آتا ہی مثلا کسکو
ڈہونڈھتی ہو اور ذوی العقول اور غیر ذوی العقول اسمین مساوی ہین
ذوق لیگیا دل کون میرا ذوق کسکا نام لون + سامنی آجاتی تو شتابی

بتادون دکہکر + **ولہ** کسدم نہین ہوتا قلق ہجر سے مجہکو + کسوقت میرا
ہونہہ کو کلیجا نہین آتا + کب طلب تعین زمانہ کی واسطی آتا ہی **میر حسن**
قلق دل یہ یعنی کٹی روز کب ملی مجہسے شمع شب فرقت کب + **ذوق**
عبث ہی جان لیو نہیں منتظر وہ شوخ کب آیا + اگر جہلم بہی آیا تو ہم جانینگے
اب آیا + اور یہہ استفہام انکاری ہے کبہی طلب تعین صدور فعل کے
واسطی آتا ہی **میر** میرا آوگی آپ مین ہی کبہو + سخت مشتاق ہین تمہارے
ہم + اور کبہو اور کبہی دونون ایک ہی ہین فرق صرف یہی ہے کہ پہلا
پہلے زمانہ مین مستعمل تہا اور اب وہ کامحاورہ متروک ہوگیا ہی اور کبہی
بمعنی گاہ گاہ مستعمل ہوتا ہی اور اکثر اوقات ایسی موقع پر تکرار کے ساتہہ
بولتی ہین اور کبہی وقت غیر معین کے معنی دیتا ہی **میر** کبہی جا نکلی جو ادہر
صبا تو یہہ کہیو اوس سے کہ بیوفا + مگر ایک میر شکستہ پا ترہی باغ تازہ
مین خار تہا + اور کبہی بمعنی زنہار و ہرگز بہی آتا ہے لیکن یہہ جملہ منفیہ
مین آتا ہی کہان طلب تعین مکان کے واسطی مستعمل ہوتا ہی **سودا**
لئی پہرتی ہے بلبل چونچ مین گل + شہید ناز کی تربت کہان ہے +

کب کبھی کہان کبھی محض تمنا کی واسطے آجاتی ہین لذت شناسان سخن
اشلۂ مرقومہ سے ذوق وافر و حظ کامل اوٹھا سکتی ہین کہ ہر طلب تعیین
جہت کے واسطے مستعمل ہوتا ہے **میر حسن** سیر کو جوان ہین کہ ہر جا ون
ہیر + نظر تو نی مجھ ہیر کی بہ نظیر + کتنی طلب کمیت عدد کے واسطے آتا ہے مثلاً
کہتی ہین کتنی پلکے زرد یہ ہین مگر طلب تصدیق کی واسطے آتا ہے **میر**
کبھو جائیگی جو ادہر صبا تو یہہ کہیو اوس سے کہ بیوفا + مگر ایک میر شکستہ پا نری
باغ تازہ مین خار تہا + چونکہ لفظ مگر سی شک کے معنی حاصل ہوتی ہین
اور شک موجب استفہام کا ہوتا ہی اس سبب سے کبھی کبھی ان معنو نمین
مستعمل ہو جاتا ہی کہین کبھی افادہ استفہام کا بھی دیتا ہی **ذوق** یاد
ہوگا تو کل سی بہی کہین وہ زن + کہ ہمین آیا نو روز سے ہی ور نہین وزن + الخ
یہہ استفہام انکاری ہے اور کبھی محض تمنا کی واسطے آتا ہی **مولف** کہین
اوڑتی سی قاصد باد صبا ذرا وصل کی اوسکی سنا دی مجھی کہین تو ہی نسیم مدد کو
پہونچ وہ نقاب اوٹ لٹ کی کہا دی مجھی **سودا** استوا تری فریاد سی انکہون
کٹی رات + آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بہی اور کبھی بمقام عدم تعین مکان

یہ بہی مستعمل ہوتا ہی جیسا ع آئی صدا گیا ہی کمر ماند ہلکر کہین **نکتہ**
کبہی استفہام کو اختصار کے واسطی حذف بہی کر دیتی ہین کیونکہ جب قرینہ دال
موجود ہوتا ہی تو ذکر کرنیکی کچہہ حاجت نہین ہوتی **ذوق** تو کہی غنچہ
کہ اوس لب پہ دہری خوب نہین جیب کہ مونہہ چہوٹا سا اور بات بڑی
خوب نہین + کیا یا آیا لفظ استفہام اسمین سے محذوف ہی **نکتہ** اصل
استفہام مین یہہ ہے کہ حقیقی ہو مگر کبہی کلمہ استفہام سی کوئی اور معنی
بہی مقصود ہوتے ہین جیسا کہ انکار اور نکتہ عامہ اسمین وہ ہے جو پہلی بیان
ہو چکا۔ کبہی جبر و توبیخ اس سے مطلوب ہوتے ہے **ذوق** تو کہی غنچہ کہ
اوس الخ **ولہ** بغل سے لیگئی دل کو نکالکر وہ صریح + جو مانگا تو کہا اینہ
نکالکر کیسا + اور کبہی استفہام تمسخر کی واسطی بہی آتا ہی چنانچہ کہتی ہین
کیا خوب ہے چہ خوش آور کبہی اظہار تاسف کی واسطی بہی آتا ہی **مومن**
کہان وہ بیطرفتیان اب کے اسکو تو مومن + ہزار دن سال ہوئے سیکڑون
برس گزرے۔ کبہی استفہام اظہار تعجب کے واسطی آتا ہے **غالب**
وہ آئین گہر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے + کبہی ہم اونکو کبہی اپنی گہر

کو دیکھتے ہین ۔ کبھی استفہام افادہ تعظیم کا کرتا ہی **ذوق** شب فراق مین
اوس مہ جبین کے انجم چرخ + مجھی ڈراتی ہین آنکھین نکالکے کیسا + یعنی بہت
ڈراتی ہین اور اسی قسم سی ہے جو کہتی ہین کیسی کیسی بادشاہ گزر چکی ہین
یعنی بڑے بڑے عالی رتبہ اور صاحب اقتدار اور کبھی فایدہ تحسین کا دیتا ہی **منشی**
محمد لطیف صاحب فرماتے ہین ۔ واہ رے جلوہ دیدار صنم کیا کہنا + قدرت
حق کا تماشا نظر آیا مجھکو + یعنی مین تیری صفت بیان نہین کر سکتا
اور یہہ ہے کہ تو نے مجھی قدرت حق کا تماشا دکھایا اور صنم اور حق مین
صنعت اضداد ہی اور یہہ صنایع بدیعی مین سے ہے اسی قسم سی ہے **ذوق**
نمود خال کی تو زیر ابرو ہی یار + ستارہ نکلا ہی نیچے ہلال کے کیسا + یعنی
نہایت عمدہ ہی اور کبھی تحقیر کے واسطے مستعمل ہوتا ہی چنانچہ **ذوق**
کیا فایدہ فکر بیش و کم سی ہوگا + ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسی ہوگا **غالب**
ہر ایک بات پہ کہتی ہو تم کہ تو کیا ہی + تمہین کہو کہ یہہ انداز گفتگو کیا ہی +
نکتہ جب کلمہ ہر یا اوسکا قایم مقام کلمات استفہام مین سے کسی
ایک کے ساتھہ متصل ہو جاتا ہی تو اوسکو اپنی اصلی معنون سے منتقل کر دیتا ہے

اور نئی معنی اوسمین پیدا کر دیتا ہی بعض کلمات انمین سے اسوقت حکم شرط کا
پیدا کرتے ہین قایم مقام کہنی سی ہمارا ہیہ عا ہی کہ بعض کلمات استفہام
کے ایسی ہین کہ اگر اونکی حرف اول کو جیم سی بدل دین تو وہی فایدہ دینگی جو
فارسی مین کلمہ ہر دیتا ہی اور اس سے ایک نوع کی تعمیم حاصل ہوتی ہے مثلاً
کونسا جونسا کسیا ہی جسیلئی کسطرح جسطرح کیسی جیسی کیسا جیسا کب جب
کہان جہان کتنی جتنی کسقدر جسقدر کدہر جدہر **نکتہ** منجملہ انشا کی ایک
امر ہے اور وہ موضوع ہی کسی چیز کی طلب کے واسطی جو بطریق استعلا و بزرگی
کیجاسے اور دلیل استعلا و بزرگی کی یہی ہے کہ جب سامع امر کے صیغہ کو سنتا
ہے تو اوسکی ذہن مین فی الفور گزرتا ہی کہ متکلم مجہکو اس کام کے واسطی مامور
کرتا ہی اور خود آمر بنتا ہی اور شک نہین کہ آمر مامور سی بزرگ تر ہوتا ہی
صیغہ امر کا امر کے سوا کبہی اور معنومین بہی مستعمل ہوتا ہی سو وہ کبہی
تسویہ کے طور پر ہوتا ہی مثلاً اقبال اپنی قرضدارون سے کہی اصل دو ندو
سود دیدو یعنی اصل کا دینا ندینا مساوی ہے کبہی دعا کی طور پر **تنبیہ**
یارب مری خامہ کو زبان دے + منقار ہزار داستان دے + کبہی تمنا کی لیی

آتا ہی **نسیم** بلبل تو چہک اگر خبر ہے + گل تو ہی مہک بتا کدھر ہے + یہان دلی
کو کمال اشتیاق ہے کہ گل کا سراغ کہین سے ملے اسلئی بلبل اور گل سے بتانے
کی درخواست کرتی ہے اور محال ہے کہ یہہ دونون بتا سکین لیکن چونکہ
کمال اشتیاق پر محمول ہے اسلئی ہم اسکو تمنی کہین گے نہ ترجی اور کبھی عرض
کے واسطی آتا ہی اور عرض کے معنی ہین بسبیل عجز و انکسار کسی فعل کا طلب کرنا
اس حیثیت سی کہ دعا کی درجہ کو نہ پہونچ جاے کیونکہ وہ خاصہ معبود کا ہی **نسیم**
کی عرض صبا ہی جو خوشی ہو + عاشق کی سزا جو پوچہتی ہو + مشکین نہ خون
سے مشکین کسوا دو + کالی ناگون سے مجہکو ڈسوا دو + تلوار سی ہو جو قتل منظور
ابرو کے اشارہ سے کر دو جو + زندان مین جو زندہ بہیجا ہو + اپنی دل تنگ مین جگہ دو
اور ایسی مقام مین کبھی برابری بہی منظور ہوتی ہے جیسا کہ اپنے ہمرتبہ سی کہین
آئیے بیٹھیے ٹہیریے وغیرہ اس قسم کو علماء تازی التماس کہتی ہین مگر
محاورہ اہل ہند و فارس مین التماس اوس طلب کو کہتی ہین جو خورد زبرگ
سے کرین اور کبھی کمال اشتیاق کے سبب سے امر محال پر بہی صیغہ امر کا استعمال
کرتے ہین **مولف** اوس کوچہ مین ہین فرش جہان دیدہ عشاق +

فا یض تجھے چلنا ہی تو آنکھون ہی کے بل چل + آنکھونکے بل چلنا ایک امر محال ہے
مگر ادب و تعظیم کو چہ دلدار کا جو عاشق کو کمال خیال ہے اسواسطی ایسا کہا گیا اور
تمنا کی واسطی جو امر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہی وہ بہی اسی قسم سی ہے اور امر
کبہی تخویف کے واسطی بھی آتا ہی **فوق** نہین شیشہ می ہے کسی مئیخوار کا دل
محتسب دیکہہ نکر دل شکنی خوب نہین ہمارا مطلب دیکہہ سکے ہے اور کبہی جو توبیخ کے
واسطی بہی آتا ہی **میر** آخانہ خرابی اپنی مت کر + فتحبہ ہے یہاں سے گہر ہو گا
نکتہ کبہی امر کو حذف کر دیتی ہین اور مفعول کو قایم کہتے ہین مدعا اس سے
یہہ ہوتا ہی کہ اہمیت مفعول کے ثابت ہو **غالب** مرتا ہون اس آواز پہ ہرچند
سراوڑ جائے + جلاد سی لیکن وہ کہی جائین کہ ہان اور + تاہ صیغہ امر کا محذوف
ہے اور دہ متعدی بدو مفعول ہے مثلاً عمرو کو خنجر مارا مین عمرو پہلا مفعول
ہے اور خنجر دوسرا اور کو علامت مفعول کی اور یہان مفعول ذات متکلم ہی جو
قرینہ سی مفہوم ہوتا ہی اور مفعول ثانی عام ہے خواہ خنجر ہو یا کوئی اور آلہ
ضرب کا چونکہ لفظ اور کا ذکر کرنا اہم تہا وہی قایم مقام مفعول ثانی کے ٹہرایا
گیا اور اسی کی اہمیت کی لحاظ سی صیغہ امر کا محذوف کیا گیا اور اسکو قایم کہا گیا

نکتہ کبھی صیغہ امر یا اوسکی معنی کو مکرر لاتے ہین اور حقیقت مین فائدہ نہین ہوتا
ہے مگر مناسبت محل کے رو سے ایک لطف پیدا کرتا ہی **مولف** ساقیا
بادہ دوشینہ کا اک جام پلا + ہین نہین معتقد کفر نہ اسلام پلا + آخیر مصرع
کا پلا پلا زائد ہی مگر مے کشونکو یہہ یاد دیتا ہے واہین **نکتہ** منجملہ انشا کی ایک
نہی ہے اور اوسکی معنی ہین بطریق استعلا ویرے ترک فعل کا طلب کرنا
اس حیثیت سے ہی کہ اسلوب کلمہ سے وہ ترک طلب سمجھی جاوے اگر اسلوب کلمہ
سے سمجھی جاویگی تو وہ نہی ہوگی پس ہٹ جا جو اس شعر مین واقع ہی اس
قسم مین داخل ہوگا **ذوق** سر دھری ہی کسکے لگے ہی دل سرد ہانے + ہٹ جا
یہان سے دہوپ اے ابر بہاران چہوڑکر + کیونکہ یہان نہی ذات کلمہ سے
مستفاد ہوتی ہے نہ اسلوب کلمہ سے بلکہ یہہ صیغہ امر کا ہی اور مراد اس
اپنے سامنے سے ہٹا دینا اور دور کر دینا ہی اور یہہ رعایت امر مین ہی ملحوظ
ہے صیغہ نہی کا مت یا نہ کی ساتہہ بنایا جاتا ہے یعنی جب کوئی حرف
اسمین سے صیغہ امر پر زیادہ کیا جاوے تو نہی بن جاتی ہے چنانچہ کر مت کر
نکتہ نہی اوس طلب ترک فعل پر دلالت کرتی ہے جو فی الفور ہو

مین آوی پس یہی سبب ہے کہ حال مین مستعمل ہوتی ہے اور ماضی و مستقبل
مین نہین ہوتی اور جب اوسکو استقبال کی طرف رجوع کرنا چاہتی ہین
تو اوسکی آخر مین حرف گا جو علامت مستقبل کی ہے زیادہ کردیتے ہین اور
نکر کی جگہ نکریگا کہتے ہین معنی اسکے یہہ ہوئے ہین کہ تیرا کرنا اوسوقت درست
نہوگا **نکتہ** نہی کبہی اپنے اصلی معنون کے سوا امر کی طرح اور معنون مین بہی
مستعمل ہوتی ہے چنانچہ عرض اور دعا اور التماس وغیرہ **نکتہ** منجملہ انشا
کے ایک **ندا** ہی اور وہ طلب اقبال یعنی اپنے طرف بلانیکی واسطی آتی ہے اور
حروف اوسکی وہی ہین جو ہم پہلے بیان کرچکے ہین یعنی اہی آو اری ای
ہی بی اور اواخر اعلام مین الف یا یا مثلاً للو کو للوا یا للوے کہتی ہین
روزمرہ دان اس قاعدہ کو بخوبی سمجھ سکتے ہین **نکتہ** جب ندا کی معنے
مین کسیکو اپنی طرف بلانا تو شرط ہی کہ منادی یعنی مخاطب حاضر ہو نہ غائب
لیکن کبہی غایب کو بہی حاضر تصور کرلیتی ہین اور اوسکو پکارتے ہین **میر**
انزا تہا غریبانہ کنارے آکر + لب خشک ہوا سو نور چشم حیدر + تر حلق
دم آب سے اوسکا نہ ہوا + اہی آب فرات خاک تیری سر پہ + میر صاحب

دلی کے رہنے والی ہین اور فرات ایک دریا ہی جو کوفہ کی نواح مین بہتا ہے
میر صاحب نے اوسکو حاضر سمجھکے ایسا فرما دیا آور کبھی اظہار کمال بے طاقتی
اور شوق کی واسطی کہ ایک گونہ جوش اوس سے مترشح ہو استعمال مین لاتے ہین
مثلاً باد صبا اور منزل محبوب ورا ور چیز انکو جو قابل خطاب نہین ہوتین
اپنا مخاطب ٹہیرالیتی ہین نسیم بلبل تو جہاں اگر خبر ہے + گل تو ہی مہک
بتا کدہر ہے + حرف ندا دونون مصرعون کے ابتدا سی محذوف ہی آور کبہی
اظہار تعجب کے واسطی آتا ہے مثلاً کسی مصیبت زدہ یا مجروح وغیرہ کو بیکایک پڑا ہوا
پاتے ہین تو کہتے ہین ارہی کیا ہوا کبھی حرف ندا کا انحصار کے واسطی
حذف کر دیتی ہین اور قرینہ پر ہی اعتماد کر لیتی ہین مثالین اسکی پہلے گزر چکے
ہین نکتہ منجملہ انشا کی ایک دعا ہی اور اسکے معنی ہین خدا کی جناب
سے بطریق عجز و انکسار کوئی چیز مانگنا اور صیغہ اوسکا مضارع کا صیغہ
قاعدہ اوسکا یہہ ہے کہ صیغہ مضارع واحد غایب کے آخر مین واو لگا دینے
سے دعا کا صیغہ حاصل ہوتا ہے مثلاً کرے سے کا کریو سنی کا سنیو دیکھی
کا دیکھیو وغیرہ آور کبھی حرف سوم مضارع کو جیم کے ساتھ بدل دیتے ہین

مثلاً دیو کی بیوی کی واو کو جیم سے بدلکر دیجیو بجیو کہدیتے ہین اور کبھی دیجیو

اصل کرکے ہے خلاف قیاس ہے **غالب** جیب خم کی ہو سکتی ہو تو بہ

رفو کی + لکہہ دیجیو یا رب اوسی قسمت مین عدو کی + کبھی صیغہ دعائیہ

امر بطریق استقبال کے معنو مین بہی مستعمل ہوتا ہی **ذوق** تامل کیجیو ذوق

تیدین دیکھیے کیا ہو کہ اب تک ذبح کر نیکا نہین قاتل کو ڈہب آیا **دقیقہ**

کبھی جملہ خبریہ جملہ انشائیہ کے موقع پر آتا ہے اور یہہ کثیر الاستعمال ہے جیساکہ

کہتے ہین امید ہی کل آپ میلہ مین ملینگے اور مطلب اس سے یہہ ہے کہ تم کل

میلہ مین ملنا اور اس حیثیت مین اسواسطے کہتے ہین کہ مخاطب کو گوارا

نہین کہ مین دروغگو ٹہیرون یعنی ملنے کا وعدہ کرون اور نہ مل سکون

اور کبھی جملہ شرطیہ دعا کی محل مین واقع ہوتا ہی چنانچہ تائیدات قصائد

مین اس قسم کے جملے بہت ہوتی ہین **ذوق** سر ہفت آسمان جبتک

کہ دور ہفت اختر ہو + الٰہی یہہ بہادر شاہ شاہ ہفت کشور ہو + +

ساتوان باب وصل و فصل کے بیان مین

نکتہ وصل کے معنی ہین ایک جملہ کا دوسرے پر عطف کرنا اور فصل

اسکے برخلاف ہے نکتہ عطف ایک جملہ کا دوسرے جملہ پر چار قسم ہے ایک خبریہ کا خبریہ پر دوسرا انشائیہ کا انشائیہ پر تیسرا انشائیہ کا خبریہ پر چوتہا خبریہ کا انشائیہ پر پہلا اور دوسرا قسم تو شایع ہے تیسرا اور چوتہا عربی اور فارسی میں کبہی کبہی آتا ہے لیکن اردو مین بالکل نہین آتا یسے نہین کہا جا سکتا کہ تو جا اور زید بیٹہا ہی اور تم چلو مین آتا ہون ہیر عطف نہین نکتہ جب ایک جملہ دوسرے جملے کی بعد آوی تو دیکہنا چاہیے کہ پہلے جملے کا کیا حال ہے اگر وہ محل اعراب ہی یعنے مبتدا خبر ہے یا حال یا صفت وغیرہ تو اسوقت یہہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر اس سے یہہ مقصود ہے کہ دوسرے جملے کو پہلے جملہ کے اعراب کا حکم لگائین اور اوس حکم مین اوسکو شریک کرین یعنی اوسکو بہی ویسا ہی مبتدا یا خبر یا حال یا صفت وغیرہ بناوین تو ضرور ہے کہ پہلے پر دوسرے کا عطف مثل مفرد کی کرین پس اگر کلمہ اور کے ساتہہ عطف کیا جاہی تو شرط عطف قبول کرنیکی یہان وہ مناسبت ہوگی جو دونون جملہ مین پائی جاتی ہے اور اس مناسبت کو علما تازی جہت جامع کہتی ہین چنانچہ مولف نگہ دل آویز

ایمان لیگئی ہے + ادا اوس شوخ کی جان لیگئی ہے + پہلا مصرع دو جملون
پر محتوی ہے پہلا معطوف علیہ اور دوسرا معطوف اور پہلی جملہ کا فعل
اور حرف عطف دونون کے درمیان محذوف ہے اور پہلے جملہ کا فعل
حرف عطف کی لحاظ سی حذف کیا گیا ہے اور ترکیب اسکی یہہ ہے کہ لیگئی
فعل ہے نگہ اوسکا فاعل اور دل مفعول ہے اور یہہ تینون ملکر جملہ خبریہ ہوگئے
اسیطرح دوسرے جملہ مین فعل ہے جو محذوف ہی اور زلف فاعل اور ایمان
مفعول اور یہہ فعل مع اپنے فاعل او رمفعول کے جملہ خبریہ ہے پس پہلا
جملہ خبریہ تہا دوسرے جملہ مین بہی یہی منظور تہا کہ اوسکو بہی خبریہ بناوین
تاکہ دونون کی صورت یکسان ہوجاوی اسواسطی پہلے جملہ پر دوسرے کا
عطف کردیا اور مناسبت ان دونون مین جسکا نام ہمنی جہت جامع
رکہا ہی یہہ ہے کہ مخبریہ یعنی مسند دونون مین ایک ہے **نکتہ** جس نثر
مین دو فقرہ ہون دوسرے کو پہلے پر معطوف کرنا واجب ہے خواہ لفظاً ہو
یا تقدیراً **نکتہ** اگر یہہ مقصود ہو کہ دوسرے جملہ کو پہلے کا اعراب مین اور اسکے
حکم مین اوسکو شریک کرین تو اسموقع پر فصل کرنا چاہیئے جیسا کہ میرا

اسد اللہ خان غالب فرماتی ہین شعر مینی مانا کہ کچھہ نہین غالب + مفت ہاتہہ آئے تو
برا کیا ہے + مصرع ثانی پہلے پہ معطوف نہین اگر معطوف کہا جائے تو لازم
آتا ہی کہ اسکو بہی مانا کا مفعول ٹہیرائین سو یہہ ہرگز مراد نہین نکتہ اگر
پہلا جملہ محل اعراب نہو اور پہلے جملہ کا دوسرے کے ساتہہ ربط مقصود ہو تو عطف
کرتے ہین مگر اوس حرف کے ساتہہ جو واو کی سوا ہو جیسا کہ کہتی ہین زید آیا
پہر عمرو آیا ان دونون جملونمین تعقیب اور مہلت ملحوظ ہے نکتہ کلمہ یا جو
تردید کے واسطے آتا ہی جب دو جملہ انشائیہ کے درمیان واقع ہو تو ہر چند یہہ
دونون جملے صورت مین منفصلہ ہون لیکن پہلا جملہ بحال رہتا ہی اور
حرف عطف کی حذف کردینے پر دوسرا جملہ شرطیہ متصلہ بن جاتا ہی چنانچہ
شعر یا تنگ نکر ناصح نادان مجہی اتنا + یا مجہکو دکہا دی دہن ایسا کمر ایسی
کیونکہ مطلب یہہ ہے کہ یا تو مجہے تنگ نکر اگر تنگ کرتا ہی تو مجہی ایسا دہن
اوسی کمر دکہا دی اگر پہلے جملہ کے ساتہہ دوسرے جملہ کا عطف اوس حرف
عطف کے ساتہہ جو سوے واو کی ہو مقصود نہوے اور پہلی جملہ کا حکم دوسرے
کو ندین تو اس حالت مین فصل واجب ہے کیونکہ وصل مین اشتراک لازم

آتا ہے جیسا کہ صاحب باغ و بہار لکھتے ہیں **فقرہ** فقیر نے ناچار خاطر سے مہمان کی استقبال کر کے نہایت تپاک سے برابر اوس جوان کے لا بٹھایا جوان اوسکی دیکھتے ہی ایسا خوش ہوا جیسے دنیا کی نعمت ملی الخ جملہ جوان وسکے دیکھتے ہی الخ پہلے جملہ پر معطوف نہیں کیونکہ معطوف ہونے کی صورت میں لازم آتا ہے کہ یہہ بھی متکلم کے فعل میں سے ہو اور یہہ منظور نہیں **نکتہ** اگر پہلی جملہ کا ایسا حکم ہو کہ دوسرے جملہ کے مفہوم سے زیادہ ہو یا ہو تو ایسا ہو کہ دوسرے جملہ پر بھی وہ حکم لگا سکیں تو دیکھنا چاہیے کہ ان دونوں جملوں کے درمیان کمال اتصال یا کمال انقطاع تو نہیں اگر ہے تو فصل کرنا چاہیے اور نہیں تو وصل کیونکہ وصل ایسے دو جملوں کے درمیان ہوتا ہے جو ایکدوسرے سے مغایرت رکھتے ہوں اور مناسبت بھی ان دونوں میں موجود رہے اور جب کمال اتصال ہو گیا تو مناسبت تو موجود رہتی ہے لیکن مغایرت مفقود ہو گی اور جب دونوں میں سے ایک بھی مفقود ہو گی تو عطف نہیں کیا جائیگا اور کمال انفصال یا لفظی ہوتا ہے یا معنوی مثلاً ایک جملہ انشائیہ ہو اور دوسرا خبریہ یا پہلا خبریہ ہو اور دوسرا

دوسرا انشائیہ سوان دونون مین عطف نہین ہو سکتا جیسا کہ اس باب
کے ابتدا مین بیان ہو چکا ہی معنوی یہہ ہے کہ دونون جملے معنون مین
مختلف ہون **ذوق** کہتے ہین آج ذوق جہان سے گزر گیا + کیا خوب
آدمی تہا خدا مغفرت کری + پہلا مصرع دوسرے سے ایسا مختلف ہی کہ
ان دونون مین انقطاع پایا جاتا ہے اور کیا خوب آدمی تہا خدا مغفرت
کری سے منقطع ہی **نکتہ** کبہی کمال اتصال ایسے موقع پر آتا ہی کہ دوسرا
جملہ پہلے جملہ کی تائید واقع ہو **ذوق** شب ہجران بسر نہین ہوتی ا
نہین ہوتی سحر نہین ہوتے + دوسرا مصرع دو جملون پر محتوی ہے ایک نہین
ہوتی سحر دوسرا نہین ہوتی امین جو حکم پہلے کا ہی وہی بعینہ دوسرے کا ہی
یہہ دونون لفظاً و معناً مغایر نہین ہین اور کمال اتصال امین موجود
ہے اسلئی ان دونون مین عطف نکیا گیا اور دوسرا جملہ پہلے کی تاکید ہے
اور یہہ دونون ملکے پہلے مصرع کی تاکید ہین **نکتہ** کبہی کمال اتصال ایسی
موقع پر آتا ہی جہان دوسرا جملہ اہم ہو اور پہلے سی غرض متعلق نہو
مثلاً کہتی ہین آئیے تشریف کہئی یا لو کہانا کہاو حیا و سوء ہو ظاہر ہے

کہ ان مثالونمین وہ دو جملے ہین پہلے سی کوئی غرض نہین اور مطلوب دوسرا جملہ ہے
اسواسطی کمال اتصال کے لحاظ سی فصل کیا گیا اور عطف سے احتراز ہوا

نکتہ جامع تین قسم ہے ایک عقلی اور وہ ایک امر ہی جسکی سبب سے عقل
تقاضا کرتی ہے کہ قوت متفکرہ مین دو جملے جمع ہو جائین اور وہ امر
یا تو یہہ ہے کہ مخبر عنہ یا مخبر بہ دونون تصور مین ایک ہون یا کسی قید
مثلاً صفت حال ظرف وغیرہ مین اتحاد ہو یعنی اگر ایک جملہ مقید
بصفت یا حال یا ظرف وغیرہ ہو تو دوسرا بھی ویسا ہی ہو یا دونون جملون
مین تماثل ہو یعنی ایک جملہ دوسرے کی مثل ہو **دقیقہ** تماثل کے معنی ہین
ایک دوسرے کی مثل ہونا اور اصطلاح مین تماثل اون دو چیزونمین ہوتا
ہے جو حقیقت مین متحد ہون اور تعین مین مختلف مثلاً زید اور عمر کہ
دونون کی حقیقت ایک ہے کیونکہ وہ بھی انسان ہے اور یہہ بھی لیکن
تعین مین مختلف ہین کیونکہ اوسکا نام زید رکھا گیا ہی اور اسکا نام عمرو
اگر کہا جائی کہ عقل کلیات کا ادراک کر سکتی ہے اور جزئیات کا ادراک
اوسکا کام نہین بلکہ جزئیات کا ادراک حواس سے علاقہ رکھتا ہی اور تماثل

جزئیات مین سی ہے پس اسکا ادراک عقل کیونکر کر سکتی ہے اور تماثل
جامع عقلی کے قسم مین کیونکر متعدد ہو سکتا ہی تو ہم کہتی ہین کہ یہہ قول
بیشک درست ہے لیکن قوت عاقلہ دو مثلون کو یعنی زید اور عمرو کو تشخص
و تعین خارجی سی مجرد کر لیتی ہے یعنی زید کو زید اور عمرو کو عمرو نہین جانتی
بلکہ انسان مطلق اونکو خیال کرتی ہے تفصیل اسکے فنون عقلیہ سے
معلوم ہوگی ہمین یہان اپنا مدعا بیان کرنا مقصود ہے اور بعض فضلا
کہتے ہین کہ تجانس اور تشابہ بہی جامع بن سکتا ہی تجانس کے یہہ معنی
ہین کہ دو چیزین ایک جنس کی ہون مثلا آدمی اور گہوڑا جنس مین
شریک ہین یعنی وہ بہی حیوان ہے اور وہ بہی اور تشابہ کی یہہ معنی
ہین کہ دو چیزین عرضیات مین متحد ہون مثلا زید اور عمرو دونون
سخاوت یا شجاعت مین شریک ہون یعنی یہہ بہی سخی یا شجاع ہی اور
وہ بہی پس تجانس اور تشابہ بہی جامع بن سکتا ہی مثلا حیوانات
کی بیان مین کہا جائے کہ طوطا ایسا ہوتا ہی بیل ایسا ہوتا ہے اور گہوڑا
ایسا اور بہادرون کے ذکر مین کہا جاتا ہی کہ زید ایسا شجاع ہی اور عمرو

ایسا شجاع یا **تضایف** اور تضایف کی یہہ معنی ہین کہ ایک
چیز دوسری کی نسبت سی معلوم ہو مثلا کسی شخص کا باپ ہونا اوسوقت
ثابت ہوگا جبکہ اوسکا بیٹا موجود ہوگا اور بیٹا اوس حالت مین ہوگا
جبکہ اوسکا باپ موجود علی ہذا القیاس **علت و معلول** اور **اکثر و**
اقل مثلاً عمرو بڑا ہے اور زید چھوٹا دوسرا **جامع وہمی** ہے اور
وہ ایک امر ہے کہ اوسکی سبب سے وہم تقاضا کرتا ہے کہ دو جملہ قوت متفکرہ
مین جمع ہو جاوین اور وہ کبھی اس سبب سے ہوتا ہی کہ دونون مین
شبہ تماثل ہوتا ہی چنانچہ سفیدی اور زردی اور سبزی اور سیاہی
کیونکہ قوت واہمہ ان دونون کو دو مثل خیال کرتی ہے اس جہت سے
کہ یہہ دونون قریب ہین اور قوت عاقلہ ان دونون کو متخالف
اور متباین سمجھتی ہے اور کبھی **تضاد** ہوتا ہی چنانچہ سفیدی اور
سیاہی اور کبھی **شبہ تضاد** چنانچہ زمین و آسمان اور پہلا
اور دوسرا ہرچند دونون مین تضاد نہین لیکن شبہ تضاد کا
پایا جاتا ہے اور تضاد اور شبہ تضاد مین اس سبب سے جامع

پیدا ہوتا ہی کہ وہم اسکو بمنزلہ تضایف کے بنا لیتا ہے پس یہی باعث ہے
کہ جب ایک ضد خاطر مین گزر لیتی ہے تو دوسری بھی اکثر اوقات
خیال مین آجاتی ہے اور یہہ خاطر مین گزرنا وہم کے رستے ہی نہ عقل کی
راہ سی تیسرا جامع خیالی ہے اور وہ ایک امر ہے کہ اوسکی سبب سی
خیال تقاضا کرتا ہی کہ دو جملہ قوت متفکرہ مین جمع ہو جاوین اور یہہ
اس سبب سے ہوتا ہی کہ عطف کرنے سی پہلے ان دونون کے درمیان
خیال مین قرب ہوتا ہی اور اس قرب کے اسباب مختلف ہین یہی سبب ہے
کہ جو صورتین خیال مین ثابت ہو جاتی ہین وہ انکے رو سے ترتیب و وضوح
مختلف ہو جاتی ہین کیونکہ بعض صورتین ایسی ہین کہ ایک شخص کے
خیال مین وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہین ہوتین اور دوسرے شخص
خیال مین وہی صورتین آپسمین جمع نہین ہوتین اور بعض ایسی صورتین
ہین کہ ایک شخص کے خیال سے بالکل غایب ہی نہین ہوتین اور دوسرے
شخص کے خیال مین وہ ہرگز آتی ہی نہین جب یہہ حال ہے تو ایسی دو جملون
کے اجتماع کی واسطی اسباب بھی مختلف ہونگی پس ایسی خیال کا جاننا ضرور ہے

ہے جو الفت طبیعت اور عادت سے پیدا ہووے مثلاً کہین یار کا
قامت دیکھا اور قیامت کے قایل ہوئے۔ اجتماع قامت وقیامت کا
خیال مین فتنون کے سبب سے ہے اور جب یہ خیالی امور شعر شاعری
کے طریقہ پر ہین اور اس قسم کے آدمیون کے دل مین خوب جمے ہوئے
ہین اگر عام لوگ انکو سنتے ہین تو پسند نہین کرتے اور اس قسم کی بہتایر
بہت ہین جو شخص ذہن سلیم رکھتا ہوگا وہ خود تلاش کرکے نکال لیگا
نکتہ جب شدت اتصال ملحوظ ہوتی ہے تو جو لفظ معطوف و معطوف علیہ
دونون مین چاہیے فقط معطوف علیہ پر لگاتے ہین اور معطوف سے
حذف کردیتے ہین **غالب** اے شہنشاہ فلک منظر بے مثل و نظیر
اے جہاندار کرم شیوہ بے شبہ وعدیل بے مثل و بے نظیر اور بے شبہ و بے عدیل
کہنا چاہیے تھا مگر شدت اتصال کے واسطے لفظ بے صرف مثل اور شبہ
پر جو معطوف علیہ ہین لگایا گیا اور معطوفون سے حذف کیا گیا
نکتہ جب معطوف اور معطوف علیہ دونون کلمہ کیا کی جو استفہامیہ
ہے مدخول ہون تو وصل کرنا جایز ہے **ذوق** کیا صوفی ہو کیا

مے کشی قابل ہیں برے دونون ہین **نکتہ** عطف کبھی شدت ملازمت کے واسطے آتا ہے یعنی معطوف و معطوف علیہ ایکدوسرے کے سخت ملازم ہوتے ہین اور یہہ اسکو اور وہ اوسکو لازم ہے گویا ایکدوسرے کا افتراق ممکن نہین **غالب** تو اور سوے غیر نظرہای تیز تیز + مین اور دکھہ تری مژہ ہای دراز کا + یعنی تیرا یہہ حال ہے کہ غیر کی طرف نظرہای تیز تیز سے تجھی دیکھنا لازم ہے اور یہہ تجھسی اور تو اس سے جدا نہین ہو سکتا اور مین وہ کہ مجھی دکھہ لازم ہے اور اوسکا مجھسی الگ ہونا ممکن نہین اور کبھی شدت مفارقت کی واسطے بہی آتا ہی یعنی ان دونونکا اجتماع ہرگز نہین ہو سکتا گویا دونون نقیض ایکدوسری کی ہین **غالب** عشق و مزدوری عشرتگہ خسرو کیا خوب + ہمکو تسلیم نکونامی فرہاد نہین یعنی عشق و مزدوری مین ضد ہی اور اسی قسم سے ہے **میر** مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن + گر مینے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

نکتہ اگر دوسرا جملہ متکلم کے زعم مین پہلے جملے کی قید ہو تو وہ دوسرا جملہ اسموقع پر حالیہ ہوگا **غالب** گئی وہ آن کہ نادہندہ غیرون کے

عطف یہان محذوف ہے ۱۲

وفاداری کیا کرتے تھی تم تقریر ہم خاموش رہتے تھی جملہ ہم خاموش رہتے تھی
معطوف ہی جملہ کیا کرتے تھی تم تقریر پر اور حال بھی ہے چونکہ یہہ دونون جملی افادہ
مین متصل ایک دوسرے کے ہین تو ربط کلام اور افادہ کے واسطی عطف کیا گیا
تاکہ جمعیت پر دلالت کرے ہی یعنی تمہارا تقریر کرنا اور میرا خاموش رہنا دونون
ایک وقت مین تھے اگر کہا جائے کہ حرف عطف یہان کوئی مذکور نہین تو ہم
کہتے ہین کہ ضرورت شعری کی واسطی حذف کیا گیا اور بغیر ضرورت کے بھی
ایسے موقع پر حذف جائز بلکہ حسن کلام کا باعث ہے

آٹھوان باب ایجاز اور اطناب اور مساوات کی بیان مین

نکتہ ادا کرنا اصل مراد کا تین قسم ہے یا تو ایسی لفظ کی ساتھہ ادا کرین جو
اصل مراد کی ساتھہ مساوی ہو یا ایسی ناقص لفظ کی ساتھہ جو اوسکو وفا کری
یا ایسی زاید لفظ کی ساتھہ جو کچھہ فایدہ دے پہلے کا نام **مساوات** ہی دوسرے
کا **ایجاز** تیسرے کا **اطناب** وفا کری کی قید جو معنی ایجاز کی تعریف مین
لگائی ہے اوس سے **اخلال** خارج ہو گیا اور وہ یہہ ہے کہ کلام کو ایسی ناقص
لفظون کی ساتھہ ادا کرین جسمین اصل مراد مین خلل واقع ہو جیسا کہ نشی

غلام اصغر خان صاحب اصغر فرماتی ہین ع مانا شراب مین ہی تو طاعت
مین ہے ریا + اصل مراد متکلم کی یہہ ہے کہ فرض کیا کہ شراب مین شر ہے تو طاعت
مین بھی ریا موجود ہی کذا المستفاد من المصنف الفاظ اس کلام کی اپنی قصور
ہین کہ اپنی مدعا نہین حاصل ہو سکتا بلکہ مدعای قایل کے برعکس ہے کیونکہ
اس کلام سی ثابت ہی کہ آب مین شر ہے اور یہہ خود مطلوب نہین اگر یون کہا جاتا
کہ ع گر شر شراب مین ہے تو طاعت مین ہے ریا + تو درست ہو جاتا اور فایدہ
کی قید سی جو اطناب کی تعریف مین لگائی گئی ہے تطویل خارج ہو گئی
اور وہ یہہ ہے کہ ایک ایسا لفظ استعمال کرین جو اصل مراد سی زاید ہو بشرطیکہ
زیادت غیر متعین ہو جیسا کہ اس بیت مین میر حسن اگر اب مین لاگو
ہون اوسکی بھی + تو پھر ہونٹ دیجو مجھی تم تبھی + لفظ تبھی زاید محض ہے
مطلب مجھی تک ہی ختم ہو جاتا ہی لفظ پھر کی آنے سے تبھی بیفایدہ ہو گیا
اور اس فایدہ کی قید سی حشو بھی خارج ہو گیا اور وہ یہہ ہے کہ ایسا لفظ
استعمال کرین جو اصل مراد سی زاید ہو بشرطیکہ زیادت غیر متعین ہو یعنی
مناسب مقام و حال ہو اور یہہ دو قسم ہی ایک حشو مفسد یعنی کلام مین

فسادپیدا اگر ہنوالا میرحسن بنایا سمجھ بوجھکر خوب وسی خدائی کیا
اپنا محبوب اوسے سمجھ بوجھکر حشو ہی کیونکہ معنی بدون اوسکی تمام ہوسکتے
ہین اور غیر مفسد اسواسطے ہنین کہ حال ہے فاعل فعل بنایا کا اور مفسد
اسلئے ہی کہ اس سے لازم آتاہے کہ فاعل حقیقی کبھی بے سمجھے بوجھی بھی بنایا
کرتاہی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی مخلوقات سی
ہین جنکو سمجھ بوجھکر اوسنی بنایا تعالی شانہ عن ذلک علوا کبیرا دوسرا
حشو غیر مفسد اور وہ تین قسم ہے ایک ملیح دوسرا متوسط
تیسرا قبیح ملیح وہ ہے کہ حسن کلام کا باعث ہو اور کلام کو ملاحت بخشی
ذوق کشتہ ہون مین کس چشم سیہ مست کا یارب پتلی ہے جو مستی میرے
تربت کی شجر سی جملہ ندائیہ یعنی لفظ یارب حشو ہی اصل مدعا بدون اسکے
تمام ہوسکتا ہی لیکن اس جملہ سے ایک قلق اور اضطراب پایا جاتاہی جو ملاحت
افزا ہی اسی قسم سے ہے لفظ ظالم سودا کی شعر مین سودا تری فریاد
سے آنکھون مین کٹی رات آئی ہے سحر ہونی کو ظالم کہین مر بہی حشو متوسط
وہ ہے کہ ہونا نہ ہونا اوسکا برابر ہو بشرطیکہ سلاست سخن کو نقصان

نہ پہونچاوے ذوق سایہ سرو چمن تجہہ بن ڈراتا ہی مجہے اژدہا بن شاخ ہے
شب ای رشک گلشن آپ بین + ای رشک گلشن جملہ ندائیہ اصل مراد سی زاید
ہے مگر سلاست سخن کو اس سے کچہہ نقصان نہین پہونچا اور عدم و وجود
اسکا برابر ہے ہان اگر صنعت لزوم مالا یلزم خیال کیجاوے اور تناسب
لفظی دیکہا جائے تو پہلا قسم ہی بن سکتا ہی حشو قبیح وہ ہے کہ ایسا زاید
لفظ استعمال کرین جو محض بفایدہ ہو مولف پنجابی ہے نام کو نظارہ
ہر ملک کے حال سے ہی ماہر + یہہ شعر پنجابی اخبار کی مدح مین لکہا گیا ہے
جو زمان تحریر اوراق ہذا مین دار السلطنۃ لاہور مین چہپتا ہے لفظ نظارہ
باوجود لفظ نام کو کی بفایدہ ہے نکتہ مساوات یہہ ہے فی ذوق
زلفین تری کا فرا نہین دل سے مری کیا کام + دل کعبہ ہی اور کعبہ مسلمان کے
لیئے ہے + اس شعر مین کوئی لفظ ایسا نہین جو اصل مراد سی زاید ہو یا کم
بلکہ پورے پورے ہین + نکتہ ایجاز دو قسم ہے ایک یہہ کہ اگر کلام سے کوئی
لفظ حذف کر دین تو اوسکا قایم مقام کوئی نہو شلا چور کی داڑہی مین تنکا
یہہ ایک ایسا جملہ ہے کہ لفظ اسکے بہت تہوڑے ہین اور مضمون اسکا

ایک مشہور قصہ ہی اور وہ طویل ہے جو حذف ہوگیا اور کوئی چیز اوسکے قایم
مقام نہین گویا حذف اسمین ہے ہی نہین اس ایجاز کا نام **ایجاز قصر**
ہے دوسری قسم **ایجاز حذف** ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی چیز اسمین سے
حذف کرین مثلاً جزو جملہ کا حذف کردین چنانچہ حروف جزائیہ جیسا کہ
تقدیم جزا کی صورت مین گزر چکا ہے یا جزا کا حذف کرنا **ذوق** آ
ذوق شہید اوسکو کرنے ہین کئی عاشق + کرنی ہے اگر سبقت کیا دیر
لگائی ہے + جملہ نو کر یہان ہے محذوف ہے اور کیا دیر لگائی ہے جو جملہ جزا
کا موید تہا اسکا قایم مقام ہے **نکتہ** کبہی ایجاز حذف ایسی جگہ
آتا ہے کہ کلمہ محذوف اظہار کے لایق نہین ہوتا چنانچہ ابواب سابقہ
مین مثال اسکی گزر چکی ہے **نکتہ** حذف ایجاز مین کبہی محذوف کا
قایم مقام بہی ہوتا ہے **ذوق** ہان تامل دم نادک فگنی خوب نہین
ابہی چہاتی سے مری تیر وہ کہینچی خوب نہین + ہان کلمہ ایجاب کا ہی اور
اکثر اوقات ابتدای امر مین واقع ہوتا ہی خواہ امر ملفوظ ہو یا محذوف
مگر اسوقت کلمہ ایجاب ایجاب کے معنون مین مستعمل نہوگا امر محذوف کی

مثال یہہ ہے **غالب** کہتا ہون اس آواز پہ ہرچند سر اوڑ جائی + جلاد سے
لیکن وہ کہی جائین کہ ہان اور + یعنی اور مار + امر ملفوظ کی مثال یہہ ہے
شعر یہہ غل تھا کہ ہان مارلو مارلو + خبردار دشمن کو مہلت نہ دو + ذوق
کے شعر مین بہی ہان کے بعد صیغہ امر کا محذوف ہے یعنی تامل نکر اور
اوسکی علت قایم مقام محذوف ہے **نکتہ** اطناب کبہی ایضاح کے
ساتہہ کرتے ہین جو بعد ابہام کے واقع ہوتا ہے اور وہ اسواسطی ہوتا
ہے کہ ایک معنی دو مختلف صورتون مین بیان کیئے جائین یا اسواسطے
کہ ذہن مین وہ معنی خوب متمکن ہو جائین یا تکمیل لذت کے واسطی جو
ان معنون سے حاصل ہوتی ہے مثلا کہتی ہین بہت خوبصورت آدمی
ہے زید باوجود ضمیر مستتر کے زید بارز ذکر کیا گیا **توشیح** بہی
اسی قسم سے ہے اور وہ یہہ ہے کہ ابتدای کلام مین کوئی ایک چیز
مبہم ذکر کرین پہر اوسکی تفسیر کرین چنانچہ **شعر** دین و دنیا مین مجہے
آتے ہین دو باتین پسند + بندگی حق کی محبت حیدر کرار کی + یا تکرار
کے ساتہہ اطناب ہوتا ہے اور تکرار کسی نکتہ کے واسطی ہوتی ہے مثلاً

تاکید ذوق ساتھہ تیری ہم بہی جون سایہ مقرر جائین گے ہ آگے
جائین پیچھے جائین جائین گے پر جائین گے اور کبھی تذییل کے ساتھہ
بھی ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ ایک جملہ کے بعد دوسرا جملہ بیان کرین
جو پہلے جملے کے معنو پر مشتمل ہو مثلاً امیر پان تو لیتا جا فقیر دینگے
برگ سبز ست تحفہ درویش + دوسرے مصرع مین پہلے مصرع کی معنے
بتفاوت یسیر موجود ہین اور فایدہ اس سے تاکید ہے اور کبھی اعتراض
کے ساتھہ اطناب کرتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ کلام کے درمیان ایک جملہ
ذکر کرین اور سوا دفع ایہام کے اوس سے کوئی فایدہ مقصود ہو مثلاً
تقدیس چنانچہ اللہ (جل جلالہ) فرماتے ہین + محمد (صلے اللہ علیہ وسلم
خاتم الانبیا ہین + محنی خطوط کے اندر جو جملے ہین وہ معترضہ ہین + یا
تعجب مثلاً ذوق سر وقت ذبح اوس قاتل کے زیر پای ہے +
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنی کی جای ہے + اللہ اکبر تعجب کے وقت یا عظمت کے
مقام پر بولتی ہین + یا دعا مثلاً ظفر شاباش دلا
ارشدک اللہ تعالے + پہچانا اوسے تو نے جسبی دیکھا نہ بہالا + یا

تعظیم مثلاً **غالب** حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ + یہہ
تو سمجھا دو کوئی مجھکو کہ سمجھائینگے کیا + دیدہ و دل فرش راہ تعظیم کے
واسطے جملہ معترضہ واقع ہوا ہے باب **تتمیم** کی ساتھہ اور وہ
یہہ ہے کہ ایک فضلہ کلام مین لاوین جو خلاف مقصود کا ایہام نرکھتا
ہو اور یہہ کبھی مبالغہ کے واسطے آتا ہے مثلاً کہتے ہین مینے اپنی آنکھون
سے دیکھا ہے لفظ اپنی آنکھون سے تتمیم کے واسطے ذکر کیا گیا ہے
جب قاعدہ تتمیم کا تمام ہوگیا تو ہم اپنے اس رسالہ کو بھی اسی لفظ
مبارک پر ختم کرتے ہین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ط ط

خاتمۃ الطبع

خدا کا شکر و احسان ہے کہ رسالہ فایض البیا[illegible]فہ حافظ عمر دراز
فایض تخلص تباریخ ۱۲ ربیع الآخر سنہ ۱۲۹۳ھ ختم ہوا
مئی سنہ ۱۸۷۶ عیسوی

تعظیم مثلاً غالب حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ ہوں
تو سمجھا دو کوئی مجھکو کہ سمجھائیں گے کیا + دیدہ و دل فرش راہ تعظیم کے
واسطے جملہ معترضہ واقع ہوا اب باب **تتمیم** کو ساتھہ اردو
دیتے ہیں کہ ایک فضلہ کلام میں لاویں جو خلاف مقصود کا ایہام رکھتا
ہو اور یہہ کبھی مبالغہ کے واسطے آتا ہے مثلاً کہتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں
سے دیکھا ہے لفظ اپنی آنکھوں سے تتمیم کے واسطے ذکر کیا گیا ہے
جب قاعدہ تتمیم کا تمام ہو گیا تو ہم نے اس رسالہ کو بھی لفظ ی
مبارک پر ختم کرتے ہیں وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب
العالمین

خاتمۃ الطبع

خدا کا شکر و احسان ہے کہ رسالہ فایض البیا[illegible]صنفہ حافظ عمر دراز
فایض تخلص تاریخ ۱۲ ربیع الآخر ۱۲۹۳ھ کو ختم ہوا
مئی ۱۸۷۶ عیسوی